# روحانی دنیا

## (مراقبات، روحانی کیفیات، روحانی مشاہدات و تجربات)


تحقیق و تصنیف

ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپرچوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات و روحی علوم)

# روحانی دنیا

## (مراقبات،روحانی کیفیات،روحانی مشاہدات وتجربات)

علامہ اقبالؒ نے اپنے انگریزی خطبات کے دیباچے اور پہلے دو انگریزی خطبات میں مذہبی مشاہدات اور تجربات کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت پر تفصیلی بحث کی ہے اور انہیں پرکھنے کے اصول بیان کیے ہیں۔ جن کی روشنی میں درج ذیل امور واضح ہوتے ہیں:

تاریخ تصوف سے ملنے والی بے شمار شہادتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ مذہبی واردات (کشف و الہام اور مشاہدہ روحانی) وہم نہیں بلکہ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں۔

مذہبی واردات ایسی ہی حقیقتیں ہیں جیسی حقیقتیں انسان کے دوسرے تجربات ہیں۔

مذہبی واردات کا بھی دیگر فطرتی مظاہر کی طرح تنقیدی جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

قلب سے وجدان یا نورِ بصیرت حاصل ہوتا ہے۔ یہ حقیقت سے رابطے کا ذریعہ ہے۔ اس سے حاصل ہونے والے علم وعرفان (مشاہدہ والہام) کو تجربہ ومشاہدہ کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔ اس طرح حاصل ہونے والا علم دیگر سائنسی علوم کی طرح حقیقی اور ٹھوس ہوگا۔ وجدانی علم، مذہبی واردات کے علم کو محض ماورائے نفس (Psychic)، متصوفانہ (Mystic) یا مافوق الفطرت (Supernatural) قرار دے کر رد نہیں کیا جاسکتا اور اس کی قدر و قیمت کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔

آپ کے پیشِ نظر اس کتاب میں بندہ عاجز نے فلسفۂ اقبال کے مطابق اپنے اور اپنے ہم سفر ساتھیوں کے روحانی مشاہدات و تجربات اور قلب کی مختلف کیفیات بیان کی ہیں۔ ساتھ ہی انہیں پرکھنے کے طریقے بیان کیے ہیں اور قربِ الٰہی، قربِ نبی ﷺ کے حصول اور خدمتِ خلق کے سلسلے میں ان کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔


تحقیق وتصنیف

ڈاکٹر محمود علی انجم

(ایم اے، ایم ایس سی نفسیات، ایم سی ایس، ایم فل، پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی، اسلامک سائیکالوجسٹ، سپر چوالسٹ، صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر (اسلامیات، تصوف، اقبالیات، اردو، نفسیات وروحی علوم)

سابق پرنسپل ''چشتیہ کالج، فیصل آباد''، ایڈیٹر ''ماہنامہ نورِ ذات'' رجسٹرڈ، منظور شدہ، پروپرائٹر ''نورِ ذات پبلشرز''، لاہور



نورِ ذات پبلشرز، لاہور

Mobile & Whats App: 0321-6672557 Email: Anjum560@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق مصنفِ کتاب محفوظ ہیں

نام کتاب:۔ روحانی دنیا(مراقبات،روحانی کیفیات،روحانی مشاہدات وتجربات)

تحقیق وتصنیف:۔ ڈاکٹرمحمودعلی انجم

(ایم اے،ایم ایس سی نفسیات،ایم سی ایس،ایم فل،پی ایچ ڈی اقبالیات)

(بانی تھری آئی سائیکوتھراپی،اسلامک سائیکالوجسٹ،سپر چوالسٹ،صوفی سائیکوتھراپسٹ)

ریسرچ سکالر(اسلامیات،تصوف،اقبالیات،اردو،نفسیات وروحی علوم)

بانی وصدر(بزم فقرِ اقبال،بزم علم وعرفان،ایجوکیٹرز اینڈلرنرز ویلفیئر آرگنائزیشن)

نائب صدر بزم فکرِ اقبال،انٹرنیشنل

سابق پرنسپل ''چشتیہ کالج،فیصل آباد''

ایڈیٹر''ماہنامہ نورِذات''رجسٹرڈ،منظورشدہ

پروپرائٹر''نورِذات پبلشرز''،لاہور

برائے مشورہ ورہنمائی:۔ فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0321-6672557 / 0323-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

کمپوزنگ:۔ محمدآصف مغل

طابع:۔ نورِذات پبلشرز

فون نمبر / وٹس ایپ نمبر:۔ 0321-6672557 / 0323-6672557

ای میل:۔ Anjum560@gmail.com/Anjum560@outlook.com

سنِ اشاعت:۔ مارچ ۲۰۲۴ء

راقم الحروف نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ حتی المقدور تحقیقی وتنقیدی شعور سے کام لیتے ہوئے 'موضوعِ تحقیق' سے انصاف کیا جائے اور حقائق تک رسائی حاصل کر کے انھیں سند وحوالہ جات کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لا کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے۔تاہم،ہر انسانی کوشش کی طرح علمی وادبی کاموں میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان رہتا ہے۔قارئین سے درخواست ہے کہ انھیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی کمی بیشی وغلطی نظر آئے تو مجھے ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کی قیمتی آرا سے استفادہ کیا جا سکے۔

واللہ الموفق و ھو الھادی الی سواء السبیل۔ اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

# بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرٰتِ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَیَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَیَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ وَیَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ وَیا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ یَآ اِلٰھِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اِلٰھاً وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ○ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا ○ یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ○ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عَدَدَخَلْقِہٖ ○ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ خَلْقِہٖ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی ○ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ○ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ○ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ○

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط○

# کتاب دوستی

کامیاب زندگی گزارنے کے لیے زندگی کا مقصد اور اسے گزارنے کا طریقہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے لیے بہترین مخلوق کا رُوپ عطا کرنے والے احد و واحد رب تعالیٰ نے انبیا و رُسل پر آسمانی کتابیں اور صحائف نازل فرمائے اور انھیں بطور معلم انسانوں کو تعلیم دینے اور ان کی تربیت کرنے کا فریضہ سرانجام دینے کی ذمہ داری تفویض فرمائی۔ کتاب ہر ایک معلم و متعلم کی بنیادی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان تاحیات معلم اور متعلم کے طور پر زندگی بسر کرتا اور ہر وقت اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے لیے مصروف بہ عمل رہتا ہے۔ حیات بخش اور حیات افروز علم و ادب پر مشتمل کتابیں ہر فرد کی ضرورت ہیں۔ ایسی تحقیقی، مستند کتابیں جو منشائے الٰہی کے مطابق دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کے حصول میں ممد و معاون ہوں، ان کا مطالعہ اور ان سے ملنے والی تعلیمات پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

اپنے بارے میں، اپنے خالق و مالک کے بارے میں، اس کائنات کے بارے میں، اپنے محبوب حکما، علما، صوفیہ، ادبا اور شعرا کی نگارشات سے استفادہ کرنے کے لیے مطالعہ کی عادت اپنائیں۔

یہ کتاب اسی جذبے کے تحت آپ کو پڑھنے کے لیے پیش کی گئی ہے۔ اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں۔

سُرورِ علم ہے کیفِ شراب سے بہتر　　کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

محترمی و مکرمی! ______________________

______________________

## روحانی دنیا

(مراقبات، روحانی کیفیات، روحانی مشاہدات و تجربات)

از طرف:۔ ______________________

تاریخ:۔ ______________ دن:۔ ______________

# اظہارِ تشکر

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

اور اللہ نے تمھیں تمھاری ماؤں کے پیٹ سے (اس حالت میں) باہر نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اس نے تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم شکر بجالاؤ○

زیرِ نظر کتاب ''روحانی دنیا (مراقبات، روحانی کیفیات، روحانی مشاہدات وتجربات)'' کی تصنیف و تالیف کی سعادت حاصل ہونے پر میں ربِ قدیر اور اپنے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد و حساب شکر گزار ہوں۔ میں اپنے روحانی، علمی و ادبی محسنین اور کرم فرماؤں خصوصاً سلطان الفقرا قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، پیر و مرشد حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، اپنے نہایت واجب الاحترام والد محترم حاجی محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ محترمہ کا شکر گزار ہوں جن کی تعلیمات، دعاؤں، توجہ اور شفقت کی بدولت اس کارِ سعادت کی توفیق عطا ہوئی۔ میرے کرم فرما اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور (پی ایچ ڈی اردو)، پروفیسر ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان (پی ایچ ڈی اقبالیات)، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال (پی ایچ ڈی اقبالیات) اور پروفیسر ڈاکٹر مظفر علی کاشمیری (پی ایچ ڈی اقبالیات) کی مدد، رہنمائی اور دعاؤں کی بدولت مجھے یہ کارِ خیر سرانجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی۔ میری بیوی (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد) اور بیٹوں (حامد علی انجم اور احمد علی انجم) نے میرے حصے کی ذمہ داریاں سرانجام دے کر، ہر طرح سے میری ضروریات کا خیال رکھ کر مجھے ذہنی و قلبی فراغت کے لمحات حاصل کرنے میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ میں ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں اپنی اس علمی، ادبی و روحانی کاوش کو ان سے منسوب کرتا ہوں اور دل کی گہرائیوں سے ان کے لیے دعا گو ہوں۔

احقر العباد

طالبِ دعا و منتظرِ آرا

ڈاکٹر محمود علی انجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلۡفَ اَلۡفِ مَرَّۃٍ وَّبَارِکۡ وَسَلِّمۡ ط

# انتساب

## سید المرسلین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمام انبیا ورسل، امہات المؤمنین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد پاک، پنجتن پاک، آئمہ مطہرین، معصومین، تمام صحابہ کرام وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، اولیائے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، تمام مومنین ومومنات، مسلمین ومسلمات، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی ودیگر تمام سلاسلِ حق کے پیرانِ عظام واہلِ سلسلہ، ساتوں سلطان الفقراء خصوصاً حضرت پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ غریب النواز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، مرشدِ من حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد غلام نصیر الدین نصیر رحمۃ اللہ علیہ، فرید العصر میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد مسعود احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، سرکار میراں بھیکھ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد علی چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ گوہر عبدالغفار چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ، میاں غلام احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، میاں مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ اوران کے اہل وعیال، حضرت میاں علی شیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت میاں فریاد احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد افضال انور، پروفیسر ڈاکٹر قمر اقبال، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان، پروفیسر ڈاکٹر مظفر کاشمیری، پروفیسر ڈاکٹر محمد غلام معین الدین نظامی، ڈاکٹر محمد شفیق، ڈاکٹر محمد اصغر، پروفیسر سلیم صدیقی، استادِ محترم پروفیسر عبداللہ بھٹی، بندہ عاجز اور اِس کی اہلیہ کے والدین (حاجی محمد یٰسین وبیگم یٰسین، میاں لطیف احمد وبیگم میاں لطیف احمد)، بندہ عاجز کی اہلیہ (فوزیہ نسرین انجم)، بیٹی (عروج فاطمہ)، داماد (اسد محمود)، بہو (فائزہ حامد)، بیٹوں (حامد علی انجم، احمد علی انجم)، پوتے (محمد علی انجم)، پوتی (ماہ نور فاطمہ)، بہنوں (مسز یاسمین اختر، مسماۃ ناہید اختر)، برادران (میاں مقصود علی چشتی نصیری، میاں سجاد احمد قادری، میاں فیاض احمد، میاں شہباز احمد، میاں اعجاز احمد، میاں خرم یٰسین، میاں عاصم یٰسین، میاں ارشد محمود، میاں افتخار احمد، میاں ابرار احمد، میاں عمران احمد، میاں نسیم اختر) اوران کے اہل وعیال، مسٹر ومسز نصیر واہلِ خانہ، خالد محمود (پروپرائٹر: خالد بک ڈپو، لاہور)، کاشف حسین گوہر (پروپرائٹر: ہمدرد کتب خانہ)، الطاف حسین گوہر (پروپرائٹر: گوہر سنز پبلی کیشنز)، تمام مسلمان آباؤ اجداد، بہن بھائیوں، بیٹوں، بیٹیوں، دامادوں، بہوؤں، نسلِ نو، احباب، رفقا، اساتذہ، تلامذہ، ظاہری وباطنی بلا واسطہ وبالواسطہ محسنین، علمی نسبی، روحانی تعلق رکھنے والے تمام احباب، بندہ عاجز کے چاہنے والوں اوران سب کو جن سے بندہ عاجز کو محبت ہے، تاابدالآباد اس کا ثواب ایصال ہو۔ بندہ عاجز سے جانے انجانے کسی بھی صورت میں ایسے تمام افراد جن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سرزد ہوئی انھیں بھی اس کارِ خیر کا ثواب ایصال ہو اور ذاتِ باری تعالیٰ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اپنے فضل وکرم سے اسے بطور قضا وکفارہ شمار فرما کر اُن سب کی اور بندہ عاجز کی مغفرت فرمادے۔ (آمین)

وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَلَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ○

اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے○ الحشر[59:10]

# پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لیے پیدا فرمایا اور دین اسلام کو بندگی کی اساس اور میزان قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام تا نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد ﷺ تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورُسل مبعوث فرمائے اور آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ تمام انبیاء ورُسل ان آسمانی کتابوں میں دی گئی ہدایت کے مطابق عمل کرتے اور انسانوں کو تعلیم دیتے رہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد ﷺ کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل ہوگئی۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے۔

اسلام کا پیغام کسی مخصوص زمانے، کسی مخصوص علاقے یا مخصوص لوگوں کی حد تک محدود نہیں۔ اسلام کا پیغام عالمگیر اور آفاقی ہے۔ دین اسلام کے مطابق زندگی کا سفر ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہم سب اس دنیا میں آزمائے جانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اس دنیاوی زندگی کے مطابق آخروی زندگی کی راہیں متعین ہوں گی۔ دین اسلام میں جسم اور روح کے باہمی تعلق اور ان کے تقاضوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ عصرِ حاضر کا انسان اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکا ہے۔ وہ نہ صرف اللہ تعالیٰ سے دور ہے بلکہ وہ اپنے آپ سے بھی دور ہے۔ لادینی وملحدانہ فلسفۂ حیات کے تحت ہر کوئی اپنی بدنی، دنیاوی اور مادی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے۔ زیادہ تر لوگ اس مادی طرزِ فکر کی وجہ سے اپنی روح کے تقاضے بھی فراموش کر چکے ہیں۔ وہ روح کے قائل نہیں تو روحانیت کے قائل کیسے ہوں گے۔ ہم مسلمان بھی اس مادی دور میں اپنا مقصدِ حیات فراموش کر چکے ہیں۔

دین اسلام آخروی زندگی میں فلاح وکامیابی کے حصول کے لیے دنیاوی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے مطابق ہر انسان کو، خصوصاً مسلمان کو اسلامی تصورِ حیات کے مطابق اپنے بدن اور روح کے تقاضے پیش نظر رکھتے ہوئے دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ **عصرِ حاضر کی ان خرابیوں کے پیشِ نظر اور جدید علوم کے تحقیقی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے بندۂ عاجز نے اسلامی ضابطۂ حیات، علامہ اقبالؒ کے افکار وتصورات (خصوصاً فلسفۂ خودی)، اسلامی نفسیات اور اسلامی تصوف کے باہم مربوط تعلق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تھری آئی سائیکوتھراپی وضع کی ہے جو کہ نفسیاتی، روحانی اور اخلاقی امراض کے طریقۂ علاج پر مشتمل ہے۔ الحمدللہ! یہ سائیکوتھراپی اسلامی فلسفۂ حیات اور اُس کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ اسلامیات، اقبالیات، تصوف اور نفسیات کے باہمی ربط پر مبنی یہ تھراپی اسلامی ضابطۂ اخلاق اور اسلامک سپر چوئل ازم کے آفاقی اور عالمگیر اصولوں پر مبنی ہے۔** اس سے نہ صرف ہم مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی استفادہ کر سکیں گے اور ان شاء اللہ وہ اس تھراپی کے عملی نتائج سے اطمینان پا کر دین اسلام کے بھی قائل ہو جائیں گے اور اُن میں جن کا نصیب ہوا وہ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ **بندۂ عاجز کو اللہ تعالیٰ نے اس تھراپی پر ریسرچ کرنے اور اسے پیش کرنے کا شرف عطا فرمایا ہے۔ تحقیقی نکتۂ نگاہ سے یہ نفسیات اور روحانی دنیا میں ایک نیا اضافہ ہے۔ آپ کے پیشِ نظر یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔**

روحانیت اعلیٰ ترین سائنسی علم ہے اور علم روحانیت میں علم وعرفان کے حصول کے لیے دیگر سائنسی علوم کی طرح مشاہداتی وتجرباتی طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”انسان کا انکشافی اور متصوفانہ ادب اس حقیقت کی بے شمار شہادتیں فراہم کرتا ہے کہ مذہبی واردات انسانیت کی تاریخ میں اس قدر دیرپا اور غلبہ آور رہی ہیں کہ انہیں محض واہمہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم عمومی انسانی تجربے کی ایک سطح کو تو قبول کریں اور اس کی دوسری سطح کو متصوفانہ اور جذباتی کہہ کر رد کر دیں۔ مذہبی واردات ویسی ہی حقیقتیں ہیں جیسی حقیقتیں انسان کے

دوسرے تجربات ہیں اور جہاں تک توجیہ کے ذریعے علم عطا کرنے کی صلاحیت کا تعلق ہے، ایک حقیقت بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ دوسری۔ انسان واردات کی اس نوع کو تنقیدی نظر سے دیکھنا بے ادبی محمول نہیں کیا جا سکتا......''

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ قلب اور وجدان کے باہمی تعلق اور مذہبی واردات کی ضرورت، اہمیت، قدر و قیمت اور ان کے تحقیقی و تنقیدی جائزہ کی قدر و قیمت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قلب ایک طرح کا اندرونی وجدان یا بصیرت ہے، جو مولانا روم کے خوبصورت الفاظ میں سورج کی شعاعوں پر پرورش پاتا ہے اور ہمیں حقیقت کے ان پہلوؤں سے آشنا کرتا ہے، جو حسّی ادراک کی دسترس سے باہر ہیں۔ قرآن حکیم کے مطابق یہ ایک ایسی شے ہے جو دیکھتی ہے اور ایسی اطلاعات فراہم کرتی ہے کہ اگر ان کی ٹھیک سے توجیہ کی جائے تو وہ بھی غلط نہیں ہوتی۔ بہرصورت یہ ضرور پیش نظر رہنا چاہیے کہ اسے کوئی پر اسرار خصوصی صلاحیت نہ سمجھا جائے۔ یہ دراصل حقیقت کے ساتھ تعلق کا ایک طریقہ ہے، جس میں حسیات، عضویاتی حس کے معانی میں کوئی کردار ادا نہیں کرتیں۔ اس کے باوجود ہم پر تجربے کا جو میدان کھل جاتا ہے، دوسرے تجربات کی طرح حقیقی اور ٹھوس ہوتا ہے، اسے ماورائے نفس (Psychic)، متصوفانہ (Mystic)، فطرت کے مافوق (Supernatural) قرار دینا، تجربے کے طور پر اس کی قدر و قیمت کو کم نہیں کرتا۔''

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خطبہ ''علم اور مذہبی واردات'' سے اخذ کردہ مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے کہ

1- تاریخ تصوف سے ملنے والی بے شمار شہادتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ مذہبی واردات (کشف والہام اور مشاہدہ روحانی) وہم نہیں بلکہ حقیقت کا درجہ رکھتے ہیں۔
2- مذہبی واردات ایسی ہی حقیقتیں ہیں جیسی حقیقتیں انسان کے دوسرے تجربات ہیں۔
3- مذہبی واردات کا بھی دیگر فطرتی مظاہر کی طرح تنقیدی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔
4- قلب سے وجدان یا نورِ بصیرت حاصل ہوتا ہے۔ یہ حقیقت سے رابطے کا ذریعہ ہے۔ اس سے حاصل ہونے والے علم و عرفان (مشاہدہ والہام) کو تجربہ و مشاہدہ کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔ اس طرح حاصل ہونے والا علم دیگر سائنسی علوم کی طرح حقیقی اور ٹھوس ہوگا۔ وجدانی علم، مذہبی واردات کے علم کو محض ماورائے نفس (Psychic)، متصوفانہ (Mystic) یا مافوق الفطرت (Supernatural) قرار دے کر رد نہیں کیا جا سکتا اور اس کی قدر و قیمت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

آپ کے پیش نظر اس کتاب میں بندہ عاجز نے فلسفۂ اقبال کے مطابق اپنے اور اپنے ہم سفر ساتھیوں کے روحانی مشاہدات و تجربات اور قلب کی مختلف کیفیات بیان کی ہیں اور ساتھ ہی روحانی تعلیم کے اصول بیان کیے ہیں۔

طالب دعا
پروفیسر ڈاکٹر محمود علی انجم

# فہرست مضامین



| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| | حمد ونعت | 003 |
| | کتاب دوستی | 004 |
| | اظہارِ تشکر | 005 |
| | انتساب | 006 |
| | پیش لفظ | 007 |
| | فہرست مضامین | 009 |
| | روحانی دنیا(مراقبات،روحانی کیفیات،روحانی مشاہدات وتجربات) | 012 |
| | خیال کی قوت اور اہمیت | 012 |
| | علمِ نفسیات کا منفی کردار | 012 |
| | علمِ تصوّف کی رُو سے شخصیت سازی | 014 |
| | تصوّف کا پریکٹیکل نالج | 015 |
| | علامہ اقبال کے لڑکپن کا ایک اہم واقعہ | 016 |
| | انسان کے قلبِ روحانی کی مختلف کیفیات | 017 |
| | ذکرِ خفی (ذکرِ قلبی) کا طریقہ کار | 019 |
| | مراقبہ | 020 |
| | لطائف | 020 |
| | پاسِ انفاس | 020 |
| | کیفیاتِ روحانی | 020 |
| | غنود | 020 |
| | ادراک | 020 |
| | ورود | 020 |
| | کشف | 020 |
| | کشف غیر ارادی | 021 |
| | کشفِ ارادی | 021 |
| | روحانی مشاہدات وکیفیات کی چند مثالیں | 021 |
| | شہود | 022 |
| | سیر یا معائنہ | 022 |
| | فتح | 022 |
| | روحانی مشاہدات وکیفیات کی چند مثالیں | 023 |
| | صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہود کا واقعہ | 023 |

| | | |
|---|---|---|
| | حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے شہود کے واقعات | 023 |
| | مرشدِ من، قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری مدظلہ العالی کے شہود کا واقعہ | 023 |
| | حامد علی انجم کا کشفِ روحانی | 023 |
| | بندۂ عاجز کے سٹوڈنٹ عثمان کا معراجِ روحانی بحالتِ نماز | 024 |
| | بوقتِ مرگ روحانی خوشبو اور بدبو کا ادراک | 024 |
| | شیخ ایوب کا روحانی وعلمی تجربہ | 024 |
| | وحی کی ذیلی طرزیں | 025 |
| | مراقبہ اسمِ ذات (مشق تصوّر اسم اللہ) | 027 |
| | مراقبہ احدیت، مراقبہ معیت، مراقبہ مشاہدۂ حق، مراقبہ اقربیت، مراقبہ محبت | 031 |
| | مراقبہ اسم الظاہر واسمِ باطن، مراقبہ عبودیت، مراقبہ فنا وبقا، مراقبہ سیرِ کعبہ | 031 |
| | مراقبہ روضہ اطہر، مراقبہ مسجدِ نبوی، مراقبہ نور، مراقبہ صوتِ سرمدی یا ہاتفِ غیبی، | 032 |
| | مراقبہ مشاہدۂ حق | 033 |
| | سیر آفاقی، سیر انفسی، تصوّرِ شیخ | 034 |
| | مراقبہ تصوّرِ شیخ، مراقبہ دعوتِ قبور، مراقبہ اور شفا | 035 |
| | مراقبہ اسمِ ذات برائے شفا | 042 |
| | مسز ظفر کے مشاہداتِ روحانی | 043 |
| | معراجِ روحانی، خوشبو آنا، اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن نظر آنا، غیبی مدد ہونا | 043 |
| | روحانی توجہ سے فوری شفا کا حصول، خواب میں اسمائے باری تعالیٰ کا مشاہدہ | 044 |
| | مسز محمد یار کا روحانی مشاہدہ، حالتِ مراقبہ میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روشن نظر آنا، بیٹے کی نعمت کا حاصل ہونا | 044 |
| | ایک طالبہ کے روحانی مشاہدات (باطنی نگاہ کی بیداری) | 044 |
| | (مشاہدۂ باطنی اور قلب کا جاری ہونا، روحانی کشائش کا حصول) | 045 |
| | عالمِ ارواح کی سیر، جنت کی سیر اور حوروں سے ملاقات | 045 |
| | دورانِ مراقبہ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات | 046 |
| | عبدالرحمٰن قادری کے روحانی مشاہدات | 046 |
| | داتا دربار حاضری اور روحانی پرواز، قید سے رہائی، مرتبہ احسان | 047 |
| | ثنا رؤف قادری کے روحانی مشاہدات (بحالتِ مراقبہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر حاضری) | 047 |
| | دربارِ اقدس پیرانِ پیر دستگیر پر حاضری، حضرت قبلہ فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت | 048 |
| | سلطان العارفین حضرت سلطان باہو (رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت | 048 |
| | مشاہدۂ اسمِ ذات | 048 |
| | کلمہ طیبہ اور گنبدِ خضریٰ کی زیارت | 048 |
| | مسز شکیلہ قادری کے روحانی مشاہدات | 048 |
| | روحانی سند اور تبرکات کا حصول، اسمِ نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زیارت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت | 048 |
| | امہات المومنین کی زیارت، ایک روحانی معالج سے ملاقات، ایک پرندے سے گفتگو، نزولِ رحمت اور مرشد کی زیارت | 049 |
| | خلیفہ محمد نعیم عرف پپو کے روحانی مشاہدات | 049 |
| | ذاتی مشاہدات وتجرباتِ روحانی | 050 |
| | مردہ بچے کی نشوونما اور زندہ پیدائش کا واقعہ (ثمرین کی کہانی) | 051 |

| | | |
|---|---|---|
| | مرزاطارق طفیل کے جگر کے کینسر کا علاج | 051 |
| | ذکر وتوجہ کی بدولت بندہ عاجز کے والدِ محترم کا قلب جاری ہونا اور ہوش میں آنا | 053 |
| | مسزفیض کا فوری روحانی علاج سے شفاپانا اور توجہ سے باطن روشن ہونا | 053 |
| | دماغی ونفسیاتی امراض کا مراقبہ سے علاج | 054 |
| | مسزخالد کے معدے کے کینسر کا علاج | 054 |
| | ڈاکٹرشفیق احمد(ایم بی بی ایس) کا سورہ فاتحہ سے شفاپانا | 054 |
| | چھاتی کی رسولی کا قوتِ نگاہ سے علاج | 054 |
| | ایک نابینا کا روحانی توجہ کی بدولت کشف کا حصول | 054 |
| | ذاتی مشاہدات وتجرباتِ روحانی | 055 |
| | روحانی توجہ سے فوری آرام حاصل کرنے کا واقعہ | 055 |
| | حالتِ بیداری میں کراماً کاتبین کی زیارت | 056 |
| | نمازِ جمعہ ادا کرنے والے افراد کا ریکارڈ تیار کرنے والے فرشتوں کی زیارت | 056 |
| | فرشتوں کے دعا دینے سے متعلقہ مشاہدہ | 056 |
| | درود شریف پڑھنے کے دوران محفلِ ملائکہ کا مشاہدہ | 057 |
| | بذریعہ کشف ومشاہدہ اورالہام،روحانی تعلیم وتربیت اوررہنمائی کے واقعات | 057 |
| | زیارتِ نبوی ﷺ | 058 |
| | بحالتِ بیداری ایک سٹوڈنٹ کا روحانی مشاہدہ | 059 |
| | بحالتِ مراقبہ دربارِ نبوی ﷺ سے رہنمائی حاصل ہونا | 059 |
| | لوگوں کے مسائل کے حل کے سلسلہ میں روحانی رہنمائی حاصل ہونا | 059 |
| | سورۂ یٰسین اورسورۂ ملک کے وظیفہ سے تمام ومسائل کا حل | 059 |
| | صبروتوکل کی منزل اورروحانی مددورہنمائی | 061 |
| | ذاتی گھر کی تعمیر کے سلسلہ میں غیبی مدد | 063 |
| | آیاتِ مقدسہ کے ذریعے روحانی رہنمائی کا حصول | 063 |
| | نمازبرائے قضائے حاجات سے فوری مدد کا حصول | 064 |
| | حاضرینِ مجلس کی تعداد کے عین مطابق لنگرشریف کی فراہمی کے واقعات | 064 |
| | نفس وشیطان اورانسانوں کے مکروفریب سے تحفظ کے حصول کے سلسلہ میں واقعات | 066 |
| | عالمِ ارواح اوراس سے متعلقہ ذاتی مشاہدات وتجرباتِ روحانی | 070 |
| | عالمِ حسی(مادی دنیا،عالمِ اجسام)اورعالمِ مثال | 071 |
| | علمِ قیافہ کے بارے میں علماوفقہا کی آرا | 076 |
| | علمِ قیافہ،پراسرارعلوم اورمشاہداتی وتجرباتی علوم کے بارے میں مصنف کی رائے | 078 |

# روحانی دُنیا

## (مراقبات،روحانی کیفیات،روحانی مشاہدات وتجربات)

**خیال کی قوت اور اہمیت:۔** دینِ اسلام میں خیال کی قوت اور اہمیت جس قدر واضح انداز سے تسلیم کی گئی ہے اس کی کہیں اور مثال نہیں ملتی۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

نیت سے مراد وہ ارادہ ہے جو عمل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔انسانی قلب وذہن میں ہمہ وقت خیالات کا سلسلہ ایک بہاؤ کی صورت میں جاری رہتا ہے۔اچھے خیالات بھی پیدا ہوتے ہیں اور برے بھی۔اہلِ فکر ونظر ان خیالات کے مآخذ سے آگاہ ہوتے ہیں۔وہ ان خیالات کا تجزیہ کرتے رہتے ہیں۔اس طرح فکری نمو کا عمل جاری رہتا ہے اور نورِ بصیرت جلا پاتا رہتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىۙ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى○ الاعلیٰ[87:14-15]

بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہ کی آلودگیوں سے) پاک ہو گیا ○ اور وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور (کثرت و پابندی سے) نماز پڑھتا رہا ○

نفسِ انسانی اچھے خیالات بھی پیدا کرتا ہے اور برے بھی۔ابلیس بھی انسان کے دل میں وسوسے اور برے خیالات ڈالتا ہے۔دوسروں کے خیالات پر اثرانداز ہونے کی صلاحیت نہ صرف ابلیس کو بلکہ انسانوں کو بھی حاصل ہے۔سورۃ الناس میں واضح ارشاد ہے کہ انسان کے سینوں میں 'خناس' وسوسے پیدا کرتا ہے۔یہ 'خناس' جنات میں سے بھی ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔عصرِ حاضر میں سائنسی بنیادوں پر ہونے والی تحقیق کے نتیجہ میں بھی یہ حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے کہ انسان اپنی سوچ سے،خیال کی قوت سے،ارتکازِ توجہ سے دوسروں کو ہپناٹائز کر سکتا ہے۔ذہنی رابطے سے بغیر کسی مادی ذریعہ کے پیغام کسی دوسرے فرد تک پہنچا سکتا ہے۔ہپناٹزم،ٹیلی پیتھی،این ایل آر پی تکنیک،ریکی و دیگر روحانی علوم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں اور خیالات کی قوت کا عملی مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔

**علمِ نفسیات کا منفی کردار:۔** ماہرینِ نفسیات بھی خیال کی قوت کو تسلیم کرتے ہیں اور سوچ کے تجزیہ سے انسانی رویے،کردار اور شخصیت کا تجزیہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور انسان کی اخلاقی،ذہنی اور نفسیاتی عوارض کا بنیادی سبب سوچ کو قرار دیتے ہیں۔یہ تمام علوم اخلاقی،ذہنی اور نفسیاتی بنیادوں پر تو خیال کی قوت اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں اور ذہن کا وجود بھی تسلیم کرتے ہیں۔مگر دل،روح،نفسِ امارہ،نفسِ لوامہ اور ذہن کے باہمی ربط و تعلق کو اہمیت نہیں دیتے۔بلکہ وہ دل،نفسِ امارہ اور نفسِ لوامہ کی انفرادی حیثیتوں کا انکار کر دیتے ہیں اور روح کو بھی ناقابلِ مشاہدہ امر اور تجربہ کی حدود سے بالاتر قرار دے کر اسے غور وفکر کا مرکز نہیں بناتے۔

یہ تمام علوم انسانی شخصیت کے جزوی پہلوؤں کو کُلّی حیثیت دیتے ہیں اور مکمل انسانی شخصیت کا نہ مطالعہ کرتے ہیں اور نہ ہی اسے اہمیت دیتے ہیں۔ان تمام علوم کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے خیال کی قوت سے کام لیتے ہوئے اپنی خواہشات کی تسکین کر سکے اور پرسکون زندگی گزارے۔یہ سب دنیا کی اور دنیاوی زندگی کی باتیں کرتے ہیں اور دین کا ذکر نہیں کرتے کیونکہ ان تمام علوم کے سکالرز،ماہرین اور معلمین دین کے اور اُخروی زندگی کے منکر ہیں۔وہ لادینیت اور مادہ پرستی کا شکار ہیں۔وہ جائز و ناجائز طریقوں سے اپنی نفسانی،جبلی

خواہشات کی تسکین چاہتے ہیں۔ انہی لادینی افکار کا نتیجہ ہے کہ ڈارون نے بندر کو انسان کا جدِّ اعلیٰ قرار دیا۔ سگمنڈ فرائڈ نے جذبات پر نظم و ضبط کو تمام نفسیاتی وجذباتی مسائل کا سبب قرار دیا۔ اس نے جنسی جذبہ کی تسکین کو غیر معمولی اہمیت دی اور بہرصورت اس کی تسکین کی تعلیم دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اہلِ یورپ مادر پدر آزادی، عریانی وفحاشی اور بے راہروی کا شکار ہوگئے۔ دین اسلام، دین، دنیا اور آخرت کی زندگی کا جامع تصور پیش کرتا ہے۔ انسانی فکروعمل کے اصل منابع وماآخذ کی نشاندہی کرتا ہے، فکروعمل کی اصلاح کا جامع نظام پیش کرتا ہے اور کامل انسان بننے کے لیے مکمل مدد ورہنمائی فراہم کرتا ہے۔

دین اسلام قلب وذہن، نفس وروح، دنیا اور آخرت کے واضح تصورات پیش کرتا ہے اور انسان کی فکری، نفسیاتی، اخلاقی وروحانی، دنیوی اور آخروی عروج وکمال اور فلاح کے لیے مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔

دین اسلام سوچ اور عمل کے فرق کو منافقت قرار دیتا ہے اور منافق کو بدترین انسان قرار دیتا ہے۔ دین اسلام خیال کی قوت کے نہ صرف وقتی، لمحاتی اور قلیل مدتی اثرات تسلیم کرتا ہے بلکہ اس کے مستقل، دائمی اور ابدی اثرات بھی بیان کرتا ہے۔ یہ سوچ کا فرق ہی ہے جو کسی کو مومن اور کسی کو کافر بنا دیتا ہے۔ کسی کو نیک اور کسی کو بد بنا دیتا ہے۔ کسی کو اطمینانِ قلبی بخشتا ہے اور کسی کو فسادِ قلبی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

قرآن وحدیث میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ اگر کوئی انسان اچھی سوچ رکھتا ہے، کسی اچھے خیال کو عملی روپ دے دیتا ہے اور لوگ اس کے اس عمل کو اپنا لیتے ہیں تو جب تک یہ عملِ خیر جاری رہے گا اس شخص کے نامہ اعمال میں اس کا اجروثواب درج ہوتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی انسان بری سوچ رکھتا ہے، کسی بُرے خیال کو عملی شکل دے دیتا ہے اور لوگ اس کے اس عمل کو اپنا لیتے ہیں تو جب تک یہ براعمل جاری رہے گا اس شخص کے نامہ اعمال میں اس کا گناہ درج ہوتا رہے گا۔ اس سلسلہ میں ہابیل اور قابیل کا واقعہ ہمیں دعوتِ فکر دیتا ہے۔

دین اسلام، دینِ فطرت ہے۔ اس میں انسانی فطرت کے تمام تقاضے فطرتی انداز سے پورے کرنے کے لیے مکمل اور واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ مقصودِ فطرت یہی ہے کہ ہر انسان کے جسمانی، روحانی، اخلاقی، ذہنی اور نفسیاتی تقاضے پورے ہوں۔ دین اسلام میں جسم اور روح کی تقسیم نہیں۔ دینی اور دنیاوی تقاضوں کی تقسیم نہیں۔ اگر دنیاوی تقاضے بھی احکام دین کے مطابق پورے کئے جائیں تو عین دینداری بن جاتے ہیں۔

ماہرینِ نفسیات انسان کے ذہنی اعمال سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ذہن کا وجود تو تسلیم کرتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ ذہن سے مراد صرف ذہنی اعمال ہیں۔ ذہنی اعمال سے کسی فرد کی ذہنیت کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ وہ روح کا وجود تسلیم کرتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ چونکہ روح قابلِ مشاہدہ نہیں اس لیے تجرباتی ومشاہداتی طریقہ سے اس کے افعال اور کارکردگی کا جائزہ نہیں لیا جاسکتا۔ دین اسلام میں قلب (دل) کو تعمیرِ فکر کی مرکزی اساس قرار دیا گیا ہے۔ اس میں اچھے اور برے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ تطہیرِ قلب سے اچھے خیالات پیدا ہوتے ہیں جبکہ برے کاموں کی وجہ سے فسادِ قلب پیدا ہوتا ہے اور برے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ برے خیالات سے نفسانی خواہشات جنم لیتی ہیں، انسان اخلاقِ رذیلہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ ایسا انسان حقوق وفرائض کی پابندیوں کو روندتا چلا جاتا ہے اور معاشرے میں فتنہ وفساد کا سبب بنتا ہے۔

اچھے برے خیالات کے لحاظ سے نفس امارہ اور نفسِ لوامہ کا ذکر آتا ہے۔ نفس امارہ برائی کا حکم دیتا ہے جبکہ نفسِ لوامہ اچھائی کا حکم دیتا ہے۔ اگر کوئی برائی سرزد ہوجائے تو نفس لوامہ لعنت ملامت کرتا ہے، پشیمانی اور شرمندگی کا احساس پیدا کرتا ہے اور توبہ کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر انسان مسلسل نیک کام کرے تو بفضلِ تعالیٰ نفس امارہ کی سرکشی دور ہوجاتی ہے اور نفس امارہ، نفس مطمئنہ میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ایسا انسان، انسانِ کامل کہلاتا ہے۔ اطاعتِ الٰہی اور ضبطِ نفس کی بدولت وہ تزکیہ نفس کرتا ہے اور اس مقام کمال پر فائز ہوجاتا ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔ ’’ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ‘‘ جس نے تزکیہ نفس کیا وہ فلاح پاگیا۔

ہمارے دین میں قلب، روح، ذہن، نفس میں سے ہر ایک منفرد اور الگ حیثیت کے حامل ہیں اور تعمیرِ شخصیت کے لیے ان سب کے افعال اور کارکردگی پیشِ نظر رکھی گئی ہے اور ان کے باہمی تفاعل کو واضح کیا گیا ہے۔

نفسیات میں ان اساسی عوامل (روح، قلب، ذہن اور نفس) کا الگ وجود نہ تو تسلیم کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کے باہمی ربط و تعلق کو اہمیت دی جاتی ہے۔نفسیات (Psychology) میں صرف ذہنی اعمال کو اہمیت دی جاتی ہے۔نفسیات کے لیے اردو میں اصطلاح ''علم النفس'' بھی استعمال ہوتی ہے اور ماہرینِ نفسیات نفس سے مراد انسانی ذات یا شخصیت لیتے ہیں۔ان کے ہاں نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کا تصور نہیں پایا جاتا۔

صوفیہ کرام نے ''علم النفس'' کو اچھی طرح سمجھا۔توجہ اور یکسوئی سے قوتِ شفا حاصل کی۔اس قوتِ شفا سے جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور اخلاقی صحتِ کاملہ حاصل کی اور پھر لوگوں کے ہر طرح کے نفسیاتی مسائل کے حل کے لیے اپنے علم اور روحانی قوت سے کام لیا۔ان کے اس علم کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے۔وہ ایک فرد کی جسمانی، روحانی، اخلاقی، نفسیاتی، سماجی، دینی اور دنیاوی نشوونما میں بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ان کے پاس روحانی، اخلاقی، نفسیاتی، ذہنی، معاشی امراض اور مسائل کا مکمل حل موجود ہے۔وہ اپنی نگاہِ فیض سے وہ مسائل لمحوں میں حل کر دیتے ہیں جن کا شافی و کافی علاج جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی امراض کے معالجین کے پاس نہیں ہے۔

**علمِ تصوف کی رو سے شخصیت سازی:۔** پہلے زمانے کے صوفیہ انسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں، ان کی نشوونما کے اصولوں، شخصیت کی کمزوری کا باعث بننے والے عوامل و اسباب اور تعمیرِ شخصیت کے لیے درکار لوازمات اور شخصیت سازی کے علم و فن سے آگاہ تھے۔ان کی نگاہِ فیض سے لوگوں کے ہر طرح کے دینی و دنیاوی اور جسمانی و روحانی مسائل حل ہوتے تھے۔تاریخ اسلام انبیاء کرام کے مورث، ایسے بہت سے اولیائے عظام کی شخصیات اور ان کی حسنِ کارکردگی کی شاندار مثالوں سے مزین اور ان کی خدمات کی معترف ہے۔اس کی ایک اعلیٰ مثال حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کے بارے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ؎

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا　　ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اولیائے عظام نے روحِ دین کو سمجھا، اسلامی تعلیمات کے عملی تقاضے سمجھے اور پورے کیے۔اس کے نتیجہ میں وہ کامل انسان بن گئے اور انہوں نے بھرپور انداز سے مخلوقِ خدا کی رہنمائی فرمائی اور خدمتِ خلق کا فریضہ احسن طریقہ سے سرانجام دیا۔

عصرِ حاضر میں اولیائے عظام اور علمائے راسخون بہت کم نظر آتے ہیں۔آج کل پی ایچ ڈی کی سطح تک اسلامیات کی تعلیم دی جاتی ہے۔مگر افسوس کہ اسلامی تعلیمات کے حقیقی تقاضے نہ سمجھے جاتے ہیں اور نہ سمجھائے جاتے ہیں۔اس طرح صوفیہ کے زیادہ تر جانشین اپنے اسلاف کے حقیقی علوم اور روحانی اقدار کے حقیقی وارث نظر نہیں آتے ؎

تمدن، تصوف، شریعت، کلام　　بتانِ عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی　　یہ امت روایات میں کھو گئی
لبھاتا ہے دِل کو کلامِ خطیب　　مگر لذتِ شوق سے بے نصیب
بیاں اُس کا منطق سے سلجھا ہوا　　لغت کے بکھیڑوں یں اُلجھا ہوا
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد　　محبت میں یکتا، حمیت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا　　یہ سالک مقامات میں کھو گیا
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے　　مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

(بالِ جبریل،ص124/416)

اگر ہم دین کے حقیقی تقاضے سمجھیں، عبادات کے عملی تقاضوں سے آگاہ ہوں اور انہیں پورے کریں تو ہم کامیاب زندگی بسر کر سکتے ہیں۔تب ہمیں اپنے سیاسی، معاشی، اخلاقی، روحانی، نفسیاتی اور سماجی مسائل کے حل کے لیے مغربی مفکرین کے غیر متوازن افکار سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔دینِ اسلام فرد اور معاشرہ کی اصلاح و ترقی اور فوز و فلاح کے لیے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔اس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ کیا گیا ہے اور قیامت تک آنے والے مختلف ادوار اور انسانوں کی رہنمائی کے لیے

اساسی رہنما اصول بیان کردیئے گئے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر دور کے بدلتے تقاضے سمجھتے ہوئے علماء کرام اور صوفیائے عظام کو چاہیے کہ لوگوں کی رہنمائی کریں اور اسلامی عبادات کی عملی زندگی میں افادیت بیان کریں تاکہ عوام الناس اور خصوصاً مسلمان غیر مسلم مفکرین کے افکار سے متاثر نہ ہوں۔

**تصوف کا پریکٹیکل نالج:**۔''واللّٰہ غالب علیٰ کل امرہ''اور اللہ تعالیٰ ہر امر (بات،کام) پر غالب ہے۔جب بفضلِ تعالیٰ انسان راہِ حق پر گامزن ہوتا ہے تو مشاہدہ و تجربہ سے اس کے علم و یقین میں اضافہ کیا جاتا ہے۔آج جب کہ میں یہ سطور تحریر کررہا ہوں، 23 نومبر 2010ء کی تاریخ اور منگل کا دن ہے۔گزشتہ ہفتے 17 نومبر 2010ء، بدھ وار کو عیدالاضحیٰ کا پہلا دن تھا۔اس روز بعد از نماز فجر میں مراقبہ کے بعد یکسوئی سے درود شریف پڑھ رہا تھا۔اس دوران رابطہ ہوگیا۔میں نے اپنے ایک عزیز کے بارے میں عرض کیا کہ اسے سرکار نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوجائے تو جواب آیا کہ اُسے کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین کریں۔اس دوران کچھ بے خودی کی سی کیفیت تھی۔نظروں کے سامنے شہزاد کے والد آگئے۔قریباً پون گھنٹہ میں درود شریف پڑھتا رہا اور ان کی طرف توجہ کرتا رہا۔مجھے اس بات پر حیرت تھی کہ ان سے براہِ راست میرا کوئی تعلق نہیں آج انہیں میرے سامنے کیوں لایا گیا ہے اور ان کی طرف توجہ مبذول ہونے کی وجہ کیا ہے۔بہرحال خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔وہ ہر چیز پر قادر اور ہر امر پر غالب ہے۔آج خدا تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہوا کہ اُن دنوں کسی فوجداری مقدمہ میں بالواسطہ تعلق کی وجہ سے پولیس انہیں (شہزاد کے والد کو) گرفتار کرنا چاہتی تھی اور اگر وہ گرفتار ہوجاتے تو 27 نومبر 2010ء بروز ہفتہ کو منعقد ہونے والی اپنے بیٹے کی شادی کی تقریب میں وہ شامل نہ ہو پاتے یا پھر یہ شادی ملتوی ہوجاتی وعلیٰ ھذا القیاس۔اس صورت میں بہت پریشان کن صورت حال پیدا ہوسکتی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انہیں اس پریشانی سے بچنے کے اسباب فراہم فرمائے اور بندہ عاجز کے علم وایقان میں اضافہ کے لیے'مشاہدہ'میں یہ حقیقت ظاہر فرمائی۔

'تصوف' قال نہیں بلکہ'حال' کا نام ہے۔گویا یہ پریکٹیکل نالج ہے۔جب انسان بفضل تعالیٰ اس راہ پر خلوص اور یقین سے چلتا ہے تو ذاتِ باری تعالیٰ ایسے انسان پر علم وعرفان کے دروازے کھول دیتی ہے جس سے بندے اور خدا کے درمیان پائے جانے والے عقلی، نظری و فکری فاصلے کم ہوتے چلے جاتے ہیں اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ ''اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو''، نَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ''بے شک میں تمہاری شہ رگ سے زیادہ تمہارے قریب ہوں'' کے مظاہر آشکار ہونے لگتے ہیں۔

یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جس عزیز کے بارے میں سرکار نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے عرض کیا تھا اس نے ہدایت کے مطابق روزانہ بعد از نماز عشاء یکسوئی کے ساتھ درود شریف پڑھنا شروع کردیا۔اس دوران اس کا باطن روشن ہونے لگا۔چند روز بعد اس نے مجھے بتایا کہ درود شریف پڑھنے کے دوران میری آنکھوں میں بہت تیز روشنی ہوجاتی ہے۔ان چند دنوں میں اس کے اخلاق اور رویہ میں بھی کافی اچھی تبدیلی دیکھنے میں آرہی ہے۔اس کی باتوں میں تدبر اور فراست ظاہر ہونے لگی ہے۔وہ معاملاتِ زندگی پہلے سے بہتر انداز سے سمجھنے اور سمجھانے لگا ہے۔اب مختلف امور اور مسائل کے تذکرہ کے وقت ان کا پہلے سے بہتر انداز سے تجزیہ کرتا ہے اور مدلل انداز سے اپنی رائے بیان کرتا ہے۔یہ فیضِ سرکارِ دو عالم ﷺ ہی تو ہے۔اگر ہم خلوص اور عقیدت سے آپ ﷺ کی طرف رجوع کریں تو آج بھی آپ ﷺ کے فیض سے بعینہٖ مستفید ہوسکتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے فیضیاب ہوتے تھے ۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی　　سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی؟

(بالِ جبریل،ص14/306)

جب میں روحانی سٹوڈنٹس کے اخلاق اور کردار میں تبدیلی دیکھتا ہوں تو مجھے بہت مسرت حاصل ہوتی ہے۔تصوف روحِ اسلام ہے۔تصوف شریعت کے احکامات پر خلوص اور صدق سے عمل سرانجام دینے کا نام ہے۔جب کوئی مسلمان خلوص اور صدق دل سے راہِ شریعت پر گامزن ہوتا ہے تو اس کا اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے رابطہ اور تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔اس رابطے میں ترقی کا نام'روحانیت' ہے۔شریعت اور روحانیت لازم وملزوم ہیں۔اگر شریعت پر عمل سے روحانی ترقی نہ ہو تو یقیناً اس راہ پر چلنے

والے کے ایمان اور عمل کی کمزوری راہ میں حائل ہے۔شریعت صرف چند رسومات کا نام نہیں بلکہ یہ انقلاب انگیز ضابطۂ عمل ہے۔صدق اور خلوص سے اس راہ پر چلنے سے انقلاب ضرور آتا ہے ؎

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا　　آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا (بانگِ درا،ص205)

صوفیہ کرام نے 'تصوف' کی کئی طرح سے تعریف بیان کی ہے۔بندۂ عاجز کسی اور مقام پر یہ تعریفیں بیان کرے گا اور ان کا تجزیہ اور ان پر تبصرہ پیش کرے گا۔فی الحال اتنی بات ہی سمجھنا کافی ہے کہ صوفیائے کرام نے نصاب تصوف کو کم از کم پانچ مراحل میں تقسیم کیا ہے۔

(1) تزکیہ نفس (2) صفائے قلب (3) محبتِ الٰہی وعشقِ رسول ﷺ (4) مکارمِ اخلاق (5) خدمتِ خلق

جہاں کہیں بھی صوفیہ اوران کے نظامِ تعلیم وتربیت کا ذکر آئے گا وہاں مندرجہ بالا پانچوں امور کا کسی نہ کسی انداز سے ذکر ضرور ہوگا۔شخصیت سازی اور کردار سازی کے لیے مرید، مرشد کی نگاہِ فیض اور رہنمائی سے یہ پانچوں مراحل طے کرتا ہے اور مقامِ اعلیٰ پر فائز ہوتا ہے۔سیر الاولیاء میں مرقوم ہے کہ:

''سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی جس میں لکھا ہوا تھا کہ جہاں تک ہوسکے دلوں کو راحت پہنچاؤ کیونکہ مومن کا دل، اسرارِ الٰہی کا محل ہے۔نیز فرمایا کہ قیامت کے بازار میں کوئی اسباب اس قدر قیمتی نہ ہوگا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا۔یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام بلا امتیازِ مذہب وملت ہر شخص کی دلداری کیا کرتے تھے بلکہ ہر وقت دوسروں کے غم میں گھلتے رہتے تھے۔،،(سیر الاولیاء،ص138-139)

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مسلمان وہ ہے جو دشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرے۔''

ایک دن فرمایا:

''اگر کوئی شخص تیری راہ میں کانٹا رکھے اور تو بھی جواب میں اس کی راہ میں کانٹا رکھ دے تو ساری دنیا کانٹوں سے معمور ہوجائے گی۔عموماً لوگ ایسا ہی کرتے ہیں لیکن درویشوں کا یہ دستور نہیں ہے۔انہیں نیک اور بد دونوں کے ساتھ نیکی کرنا چاہیے۔''

پھر فرمایا:

''برا کہنا بیشک برا ہے مگر برا چاہنا اس سے بھی زیادہ برا ہے۔''

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ ایک دن گرمی کے موسم میں حاضرین کی تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ سائے میں جگہ نہ رہی۔لوگ دھوپ میں بیٹھنے لگے تو فرمایا:

''آگے سرک آؤ پاس پاس مل کر بیٹھو تاکہ وہ لوگ بھی سائے میں بیٹھ سکیں جو دھوپ میں بیٹھے ہیں۔بات یہ ہے کہ دھوپ میں بیٹھے تو وہ ہیں اور جلتا میں ہوں۔''(فوائد الفواد)

مذہب دراصل اپنی حقیقت کے لحاظ سے زندہ خدا کے ساتھ زندہ رابطہ پیدا کرنے کا نام ہے۔احکامِ شریعت (ارکان، شعائر، مناسک، رسوم، قواعد، ظواہر) رابطے کے حصول کے ذرائع ہیں اصل مقصود نہیں ہیں۔اصل مقصد تو ذاتِ باری سے رابطہ اور تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا ہے۔اگر یہ اصل مقصد پیشِ نظر نہ رہے اور حاصل نہ ہو تو سب کچھ لاحاصل رہتا ہے۔صوفیائے کرام نے اس بنیادی نکتہ کو پیشِ نظر رکھا اور 'قال' کی بجائے 'حال' پر زور دیا اور اپنی تعلیمات سے ہر وقت، ہر بات میں، ہر قدم پر سالک کو متنبہ کرتے رہے کہ اصل مقصد کی طرف دھیان رکھو۔اس سلسلہ میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والدِ محترم سے متعلقہ ایک واقعہ کا ذکر نہایت موزوں محسوس ہوتا ہے۔

**علامہ اقبال کے لڑکپن کا ایک اہم واقعہ:**۔رموزِ بیخودی میں علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لڑکپن کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک سائل دروازے پر آیا اور چپک کر رہ گیا۔اس پر مجھے سخت غصہ آیا، اور میں نے اسے مارا، جس سے اس کے سر میں ضرب آئی، اور کشکول دور جا پڑا، اور جو کچھ اس میں تھا وہ بھی گر گیا۔میرے والد کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت برہم ہوئے۔ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا، دل تڑپنے

لگا، سینے سے آہ نکلی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں والد کا یہ حال دیکھ کر بہت گھبرایا۔انہوں نے گلوگیر آواز میں کہا،''کل قیامت کے دن ساری اُمت رسول اکرم ﷺ کے حضور میں پیش ہوگی۔ان میں غازیانِ ملت بھی ہوں گے۔حافظانِ قرآن وحدیث بھی ہوں گے۔ وہ بھی ہوں گے جو دینِ متین کی راہ میں قربان ہوکر سرخرو ہوئے اور مطلع اُمت پر انجم درخشاں کی طرح روشن ہوئے۔زاہد بھی ہوں گے اور عاشقانِ رسول ﷺ بھی۔عالم بھی ہوں گے اور وہ گنہگار بھی جو شرم میں ڈوبے نظر آئیں گے۔اس عظیم اجتماع میں یہ دردمند فقیر فریاد کرے گا تو بتاؤ اس وقت میں کیا جواب دے سکوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ مجھ سے استفسار فرمائیں گے،''اللہ تعالیٰ نے ایک نوجوان مسلمان کو تیرے سپرد کیا تھا۔لیکن اس نے میرے اخلاق وآداب کا کوئی سبق ذرا سا بھی نہ سیکھا۔تجھ سے اتنا سا کام بھی نہ ہوا کہ ایک نوجوان کو آدمی بنا دیتا۔'' گو والد مرحوم بڑی نرمی سے گفتگو کررہے تھے مگر میں شرم سے پانی پانی ہوا جارہا تھا۔والد صاحب نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا،''بیٹا! حضور ﷺ کی اُمت کے اس اجتماع عظیم کا تصور کرو۔میری اس سفید داڑھی کو دیکھو۔میرے اس وقت کے خوف وامید سے لرزاٹھنے کا خیال کرو۔باپ پر ایسا ظلم مت کرو۔اس آقائے دو عالم ﷺ کے حضور میں اس غلام کو ذلیل وخوار کرنے کا سبب مت بنو۔تم تو باغ مصطفوی ﷺ کی ایک کلی ہو۔بہار مصطفوی ﷺ کی ہواؤں سے کھل کے گل شگفتہ بن جاؤ۔''

صوفیائے کرام نے شریعت کو جس طرح اپنایا، اسے طریقت کا نام دیا جاتا ہے۔اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

می نروید تخمِ دل از آب و گل بے نگاہے از خداوندانِ دل

یعنی جب تک کوئی شخص''خداوندانِ دل'' کی محبت اختیار نہیں کرے گا اس وقت دل حقیقی معنی میں دل نہیں بن سکتا۔

تصوف دل کی نگہبانی کا دوسرا نام ہے کیونکہ انسان بظاہر جسم اور نفس کا نام ہے مگر درحقیقت دل کا نام ہے۔اگر دل مسلمان نہ ہوسکا تو ؎

خرد نے کہہ بھی دیا لآ اِلٰہ تو کیا حاصل دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(ضربِ کلیم،ص35/497)

تصوف دل ونگاہ کو مسلمان بنا دیتا ہے۔یہ بات سمجھنے کے لیے خلوص دل سے اس راہ پر چلنا ضروری ہے۔

**انسان کے قلبِ روحانی کی مختلف کیفیات:۔** تصوف میں تصفیہ قلب، تزکیہ نفس اور مکارم اخلاق کو بنیادی اہمیت اور توجہ دی جاتی ہے۔ قرآن حکیم میں مختلف قلبی کیفیات، قلبی امراض اور ان کے علاج کا ذکر کیا گیا ہے۔قرآن کریم میں انسان کے قلبِ روحانی کی پندرہ کیفیات بیان کی گئی ہیں:

## سخت قلب

یہ ایسے قلوب ہیں جو عبرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی سخت ہی رہتے ہیں۔''مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی آخرکار تمہارے قلوب سخت ہوگئے پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں کچھ ان سے بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ پتھروں میں کوئی تو ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں، کوئی پھٹتا ہے تو اس میں سے پانی نکل آتا ہے اور کوئی اللہ کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے۔اللہ تمہاری کرتوتوں سے بےخبر نہیں ہے۔'' البقرہ[2:74] زمر[39:22]

## گناہ آلود قلب

جو لوگ شہادت کو چھپاتے ہیں اور حق بات کہنے سے گریز کرتے ہیں سمجھ لو کہ ان کے قلوب گناہ آلود ہیں اور شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو شہادت کو چھپاتا ہے اور اس کا قلب گناہ آلود ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بےخبر نہیں ہے''۔البقرہ[2:283]

## ٹیڑھا قلب

جو لوگ فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں جان لو کہ ان کے قلوب میں ٹیڑھ ہے''جن لوگوں کے قلوب میں ٹیڑھ ہے وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات کے پیچھے رہتے ہیں اور ان کو معنی پہنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔آل عمران[3:7]

## نہ سوچنے والا قلب

جولوگ اپنے قلوب میں سوچتے نہیں وہ جہنمی ہیں۔''اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم کے لیے ہی پیدا کیا ہے۔ان کے پاس قلوب ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں۔ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھو گئے ہیں''۔الاعراف[7:179]

## مہر لگا ہوا قلب

جو شخص دین اسلام کی مقرر کردہ حدود کی پابندی نہیں کرتا اس کے دل پر گمراہ یافتہ ہونے کی مہر لگا دی جاتی ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''اسی طرح ہم حد سے گزر جانے والوں کے قلوب پر مہر لگا دیتے ہیں''۔یونس[10:74]

## مجرم قلب

جن لوگوں کے قلوب میں اللہ کا ذکر ٹھنڈک اور روح کی غذا بن کر اترتا ہے وہ اہل ایمان کے قلوب ہیں مگر جن کے قلوب میں یہ شتابہ بن کر لگے اور اسے سن کر ان کے اندر آگ بھڑک اٹھے گویا ایک گرم سلاخ تھی کہ سینے کے پار ہوگئی وہ مجرمین کے قلوب ہیں۔الحجر[15:11-12] الشعرا[26:200-201]

## اندھا قلب

جو عبرت حاصل نہ کرے اس کا قلب اندھا ہو جاتا ہے۔''کتنی ہی خطا کار بستیاں ہیں جن کو ہم نے تباہ کیا اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں۔کتنے ہی کنویں بے کار اور قصر کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے قلوب سمجھنے والے یا ان کے کان سننے والے ہوتے۔حقیقت ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ قلوب اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں''۔الحج[22:45-46]

## متکبر قلب

اللہ ہر متکبر اور جبار کے قلب پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔''اس طرح ان سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں اور اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے ان کے پاس کوئی سند یا دلیل آئی ہو یہ رویہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک سخت مبغوض ہے۔اس طرح اللہ ہر متکبر اور جبار کے قلب پر ٹھپہ لگا دیتا ہے۔المومن[23:34-35]

## بے ایمان قلب

خدائے وحدہ لاشریک کا ذکر سن کر جس کا قلب کڑھنے لگے سمجھ لو کہ وہ بے ایمان اور منکر آخرت ہے۔''جب اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے قلوب کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک خوشی سے کھل اٹھتے ہیں''۔ الزمر[39:45]

## زنگ آلود قلب

اعمال بد کی وجہ سے قلوب پر زنگ چڑھ جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے انسانوں کو حق بات بھی افسانہ نظر آتی ہے۔بلکہ دراصل ان لوگوں کے قلوب پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے''۔المطففین[83:14]

## دانشمند قلب

جسے دل میں کجی کا خوف ہو وہ دانشمند ہے۔''پروردگار! جب کہ تو ہمیں سیدھے راستے پر لگا چکا ہے تو پھر ہمارے قلوب کو کجی میں مبتلا نہ کر۔ ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاضِ حقیقی ہے۔آل عمران[3:8]

## لرزا ٹھنے والا قلب

اللہ کا ذکر سن کر جس کا قلب لرز اٹھے وہ سچا مومن ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:''سچے اہل ایمان وہ لوگ ہیں جن کے قلوب اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے''۔الانفال[8:2]

''اوراے نبی بشارت دے دیجیے عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کوجن کا حال یہ ہے کہ اللہ کا ذکر سنتے ہیں توان کے قلوب کانپ اٹھتے ہیں۔جومصیبت آتی ہے اس پرصبر کرتے ہیں۔نماز قائم کرتے ہیں اور جوکچھ رزق ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔الحج[22:35]

## مطمئن قلب

اللہ کو یاد کرنے والا قلب ہی مطمئن ہوتا ہے۔''خبردار!اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جس سے قلوب کواطمینان نصیب ہوتا ہے''۔الرعد[13:20]

## قلب سلیم

حشر کے دن صرف قلب سلیم فائدہ دے گا۔''جس دن نہ کوئی مال فائدہ دے گا نہ اولاد بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو''۔الشعراء[26:88-89]

## ایمان والا قلب

جن لوگوں کے قلوب اللہ کے ذکر سے پگھلتے ہیں وہ ایمان والے ہیں۔''کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے پگھلیں اوراس کے نازل کردہ حق کے سامنے جھکیں اوروہ ان لوگوں کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔پھرکتنی مدت ان پرگزرگئی توان کے قلوب سخت ہوگئے اورآج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں''۔الحدید[57:16]

اخلاقِ رذیلہ(تکبر،ظلم وجبر،وغیرہ)اورگناہوں کے اثر سے دل زنگ آلود،ٹیڑھے اورسخت ہوجاتے ہیں۔ان پرمہرلگادی جاتی ہے۔ایسے لوگ نورِبصیرت سے محروم ہوجاتے ہیں۔یہ ذکرِ الٰہی سے نفرت کرتے ہیں۔حق اوراہلِ حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ان کے برعکس اہلِ حق کے قلب یادِالٰہی سے منور ہوتے ہیں۔اہلِ حق اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے اوراس کی ناراضگی کے ڈر سے عبادت اورخدمتِ خلق میں مشغول رہتے ہیں۔اللہ کے ذکر سے ان کے دل اطمینان پاتے ہیں۔تزکیہ وتصفیہ کی بدولت ان کے دل،قلوبِ سلیم میں تبدیل ہوجاتے ہیں اوروہ دنیاوآخرت میں فلاح پاجاتے ہیں۔

قرآنِ حکیم میں امراضِ قلب کی نشاندہی کے ساتھ ان کا علاج بھی تجویز کیا گیا ہے۔ارشادِباری تعالیٰ ہے:

اے ایمان والو!اللہ کوکثرت سے یادکیا کرو۔(القرآن)

اصلاحِ قلب کے لیے صوفیہ عظام نے اصولِ دین کے عین مطابق ذکروفکر کے طریقے وضع فرمائے ہیں جوکہ سنت ﷺ سے ثابت ہیں۔اس ضمن میں مولانا اللہ یار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> اسلام کا دستور قرآن ہے۔اس میں دین کے تمام اصول وکلیات موجود ہیں۔ان اصول وکلیات کی عملی تعبیرات اسوۂ نبوی میں موجود ہیں۔اصول وکلیات مقاصد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان ذرائع ووسائل کوڈھونڈ نکالنا جومقاصد کے حصول میں ممد ثابت ہوں اورانہیں ذرائع سمجھ کرہی اختیار کیا جائے دین کے خلاف نہیں ہے۔یہ وسائل اس صورت میں بدعت ہوں گے جب جزوِدین یا اصلی دین سمجھا جائے ورنہ یہ وسائل مقاصد کے حکم میں ہوں گے کیونکہ ذرائع اوروسائل مقاصد کا موقوف علیہ ہیں مثلاً قرآن مجید میں حکم ہوا یَـٰٓأَيُّهَا ٱلرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ یا حضور ﷺ نے فرمایا بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً یہ حکم دیا گیا کہ تبلیغ کرو۔پس تبلیغ کرنا مقصد ٹھہرا ذریعہ کاتعین نہیں کیا گیا۔زبان سے ہو،تحریر سے ہو،عمل سے ہو،منبر پرچڑھ کرہو،کرسی پربیٹھ کرہو،مسجد میں ہو،میدان میں ہو،گاڑی میں بیٹھ کرہو،موٹر میں ہو یا تقریر میں لاؤڈ سپیکر استعمال کیا جائے۔یہ تمام ذرائع ہیں اورچونکہ یہ ذرائع اشاعتِ دین کے لیے ہیں لہٰذا یہ مقدمہ دین ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا اب یہ کہ تنہا ذکرکریں،حلقہ میں بیٹھ کرکریں یا لیٹے ہوئے کریں۔انگلیوں پرگن کرکریں یا تسبیح کے ذریعہ کریں۔تمام وسائل وذرائع ہیں اورذکرالٰہی مقصد ہے۔ان ذرائع کوبدعت کہنا حصولِ مقصد میں رکاوٹ پیدا کرنا نہیں تو اورکیا ہے۔(دلائل السلوک حضرت مولانا اللہ یارخان رحمۃ اللہ علیہ)

**ذکرِخفی(ذکرِقلبی)کا طریقہ کار:**۔صوفیہ عظام نے ذکرِجلی(ذکرِلسانی)اورذکرِخفی(ذکرِقلبی)دونوں کی ضرورت واہمیت پرزوردیا ہے۔تاہم،انہوں نے ذکرِقلبی کوزیادہ اہمیت دی ہے کیونکہ جب ہم زبان سے اللہ کا ذکرکریں توبات کرتے ہوئے،سوتے ہوئے اوربہت سے دنیاوی امور طے کرتے ہوئے کثرت سے اللہ کا ذکرنہیں کرسکتے لیکن جب ہم لفظ اللہ قلب سے کہیں گے توبات کرتے ہوئے،سوتے

ہوئے اور دنیاوی کاموں میں مصروفیت کے باوجود اللہ کا ذکر جاری رہے گا۔ذکرِ قلبی کے لیے مراقبہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔مراقبہ کے دوران مختلف لطائف پر توجہ دی جاتی ہے اور پاسِ انفاس کی مشق بھی کی جاتی ہے۔

**مراقبہ:۔**مقصود کے حصول کے لیے قلب میں پوری توجہ کے ساتھ تصور جمانا ہی مراقبہ کہلاتا ہے۔

**لطائف:۔**جس طرح جسم میں پھیپھڑے، جگر، دل، دماغ، گردے اعضائے رئیسہ ہیں اسی طرح انسانی روح میں جو اعضائے رئیسہ ہیں انہیں اصطلاحاً لطائف کہا جاتا ہے جو لطیفہ کی جمع ہے اور اپنی اس لطافت کی وجہ سے جو اسے حاصل ہے لطیفہ کہلاتا ہے۔محققین صوفیہ نے جسم انسانی میں ان لطائف کی نشاندہی کی ہے جس میں مختلف سلاسلِ تصوف میں اختلاف بھی ہے۔

**پاسِ انفاس:۔**قبلہ رو بیٹھ کر متوجہ الی اللہ ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔منہ بند ہو اور ناک سے سانس اندر کھینچیں اور اس بات پر توجہ مرکوز کریں کہ اس سانس کے ساتھ لفظ اللہ دل کی گہرائیوں میں اتر گیا ہے۔جب سانس خارج کریں تو سانس کے ساتھ ''ھو'' پڑھیں۔سانس کے ساتھ اس طرح ذکر کرنے کا عمل پاسِ انفاس کہلاتا ہے۔

**کیفیاتِ روحانی:۔** دورانِ مراقبہ، سالک کی طبیعت، ظرف، علمی و ذہنی اور روحانی سطح اور مقام کے مطابق اس پر مختلف کیفیات وارد ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور اسے ترقی و اصلاح کے لیے دورانِ مراقبہ، بحالتِ خواب یا بحالتِ بیداری مختلف قسم کی ہدایات ملنا شروع ہو جاتی ہیں جن پر عمل کی صورت میں خاطر خواہ نتائج مرتب ہوتے ہیں اور مرشد کی رہنمائی میں یہ سفر طے ہوتا رہتا ہے جس سے سالک کے فکر و عمل میں تبدیلی و اصلاح کا عمل جاری رہتا ہے۔

**غنود:۔** جب کوئی مراقبہ شروع کرتا ہے تو اکثر اس پر غنودگی یا نیند طاری ہو جاتی ہے۔کچھ عرصہ بعد ذہن پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے اسے نہ نیند کا نام دیا جا سکتا ہے نہ بیداری کا۔یہ خواب اور بیداری کی درمیانی حالت ہوتی ہے لیکن شعور پوری طرح باخبر نہیں ہوتا۔مراقبہ کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ کچھ دیکھا ہے، لیکن کیا دیکھا یہ یاد نہیں رہتا۔اس کیفیت کو'غنود' کا نام دیا جاتا ہے۔(مراقبہ از خواجہ شمس الدین عظیمی ص122)

**ادراک:۔**مراقبہ کی مسلسل مشق سے غنود کی کیفیت کم ہونے لگتی ہے اور روحانی ادراک کام کرنے لگتا ہے۔شعور نیند کی کیفیت سے مغلوب نہیں ہوتا۔ذہن یکسو رہتا ہے اور باطنی اطلاعات موصول ہونے لگتی ہیں۔سالک (طالب علم) روحانی واردات و کیفیات کو ادراک کی سطح پر محسوس کرنے لگتا ہے۔(مراقبہ ص151)

مراقبہ کرنے سے سالک (روحانی طالب علم) کے جسم میں روشنیوں اور لہروں کا ذخیرہ بڑھنے لگتا ہے اور روحانی توانائی میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے۔اس توانائی کی بدولت بعض اوقات مراقبہ کرتے ہوئے یا چلتے پھرتے، بیٹھے لیٹے کششِ ثقل کی نفی ہونے کی وجہ سے وزن کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔آدمی اس کیفیت میں خود کو فضا میں معلق یا خلا میں پرواز کرتے دیکھتا ہے۔کھلی اور بند آنکھوں سے مختلف رنگوں کی روشنیاں نظر آتی ہیں۔جسم میں سنسناہٹ اور برقی لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔بعض اوقات جسم کو جھٹکے لگتے ہیں۔غور و فکر کرنے اور مسائل حل کرنے کی صلاحیت بہتر ہو جاتی ہے۔اس طرح کی بے شمار کیفیات و واردات محسوس ہوتی ہیں۔

**ورود:۔** ادراک گہرا ہونے کی صورت میں سالک کے روحانی حواس بیدار ہونا اور ان کی کارکردگی بہتر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔مراقبہ میں واردات و مشاہدات کا سلسلہ بہتر ہو جاتا ہے۔کبھی مشاہدات میں اتنی گہرائی پیدا ہو جاتی ہے کہ آدمی خود کو واردات کا حصہ سمجھتا ہے۔مشاہدات میں ترتیب قائم ہونے لگتی ہے اور معانی و مفہوم ذہن پر منکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔اس کیفیت کا نام'ورود' ہے۔

**کشف:۔** روحانی حواس کی بیداری کی ترتیب مختلف افراد میں مختلف ہو سکتی ہے۔بعض لوگوں کی باطنی سماعت نگاہ سے پہلے کام کرنے لگتی ہے۔انہیں ورائے صوت آوازیں سنائی دیتی ہیں۔شعور کی پختگی پر سالک جدھر توجہ کرتا ہے اس سمت کے مخفی معاملات اور مستقبل کے حالات آواز کے ذریعے معلوم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔بعد میں آواز کے ساتھ نگاہ بھی کام کرنے لگتی ہے اور مختلف مشاہدات ہونے لگتے ہیں۔اس کیفیت کو کشف کہتے ہیں۔بعض افراد میں دیکھا گیا ہے کہ ان کی باطنی نگاہ، باطنی سماعت سے پہلے کام کرنے لگتی ہے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ باوجود کوشش کے باطنی سماعت یا باطنی نگاہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک صلاحیت دیر سے کام کرنا شروع ہوتی

ہے یا وہ صلاحیت بالکل کام نہیں کرتی ۔ میرے قریبی پیر بھائی میاں غلام احمد مرحوم کی باطنی نگاہ تو کام کرتی تھی مگر ان کی باطنی سماعت تاحیات بیدار نہیں ہوئی۔

**کشف غیر ارادی:**۔ کشف غیر ارادی سے مراد بغیر ارادے اور کوشش کے اچانک کسی امرِ حقیقی سے آگاہ ہونا ہے۔ ابتدائی مرحلے میں کشف ارادے کے ساتھ نہیں ہوتا۔ یکا یک خیال کے ذریعے، آواز کے وسیلے سے یا تصویری منظر کی معرفت کوئی بات ذہن میں آجاتی ہے اور پھر اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ مثلاً آپ گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اچانک ذہن میں کسی دوست کا خیال آنے لگتا ہے اور کچھ دیر بعد وہ دوست آجاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آواز کے ذریعے یہ اطلاع ذہن میں وارد ہوتی ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ دوست کی آمد کا منظر نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔ بعض اوقات یہ تینوں صورتیں یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہو جاتی ہیں۔

مرحلہ وار طریقے میں یہ انکشاف کڑی در کڑی اس طرح ہوتا ہے کہ غیر معمولی محسوس نہیں ہوتا لیکن جب اچانک کوئی انکشاف ہو تو اسے عام حواس کا کارنامہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً کیمیا دان آگسٹ کی کولی (Agust Kekuli) نامیاتی مرکب بنز ین (Benzene) کی ساخت پر قریباً سات سال غور و فکر کرتا رہا۔ ایک روز (1854ء یا 1855ء) میں دن کے وقت اچانک غنودگی کے دوران اس نے دیکھا کہ ایک سانپ اپنی ہی دم منہ میں دبائے بیٹھا ہے۔ اس سے اس کے ذہن میں بنز ین کی انگوٹھی نما ساخت آئی۔ کاربن کا کیمیائی فارمولا $C_6H_6$ ہے۔ اس کے مالیکیول میں ایک دائرہ نما انگوٹھی کی شکل میں کاربن کے چھ ایٹمز آپس میں منسلک ہیں۔ ہر ایک کاربن ایٹم کے ساتھ ایک ایک ہائیڈروجن ایٹم جڑا ہوا ہے۔ کیمیا کے شعبہ میں یہ دریافت بہت اہم ثابت ہوئی۔

**کشف ارادی:**۔ مراقبہ میں یکسوئی سے سالک کو کشف ارادی کی صلاحیت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ کشف ارادی سے مراد اپنے ارادے سے کسی امر سے آگاہی کے لیے دوران مراقبہ رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

کشف ارادی و کشف غیر ارادی کے ضمن میں بندہ عاجز اپنے اور دیگر احباب کے مشاہدات و تجربات کے حوالے سے کافی مثالیں پیش کر سکتا ہے۔

## روحانی مشاہدات و کیفیات کی چند مثالیں:۔

1۔ ایک بار میرے آفس میں میرے دوست غلام صمدانی کا بیٹا غلام جیلانی میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک مجھے روحانی طور پر غلام صمدانی کی آمد کی اطلاع ملی۔ میں نے غلام جیلانی کو بتایا کہ آپ کے والد گھر سے چل پڑے ہیں اور آفس کی طرف آرہے ہیں۔ اب وہ آفس کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اچانک انہیں کوئی کام یاد آگیا اور وہ کسی اور طرف نکل گئے۔ بعد میں غلام جیلانی نے اپنے والد سے تصدیق کر کے اس مشاہدہ کے درست ہونے کی تصدیق کی۔

2۔ اکیڈمی میں میرے پاس مختلف کلاسز کے سٹوڈنٹس (طلبا و طالبات) پڑھتے تھے۔ ایسا کئی بار ہوا کہ سٹوڈنٹ کا نام لے کر بتایا کہ ان کے گھر کا فلاں فرد ملاقات کے لیے اکیڈمی کی طرف چل پڑا ہے اور اتنی دیر میں یہاں پہنچ جائے گا۔ سٹوڈنٹس اکثر اس طرح کی باتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور ان کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیتے رہتے تھے۔

3۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی وقت کئی افراد جو بندہ عاجز کو یاد کر رہے ہوں ان کی گفتگو، خیالات، کیفیات و جذبات کا بیک وقت اور فوری ادراک ہونے لگتا۔ اس دوران بندہ عاجز معمول کے دیگر کاموں میں بھی مشغول رہتا اور ان مختلف کیفیات سے بھی لطف اندوز ہوتا رہتا۔

4۔ میرے ایک دوست شیخ عبدالرزاق نے ایک دن ذکر کیا کہ میری بیوی اکثر مجھ سے جھگڑتی رہتی ہے۔ میں ہر لحاظ سے اس کے آرام و سکون اور ضروریات کا خیال رکھتا ہوں اور اسے مطمئن رکھنے کی کوشش کرتا ہوں مگر اکثر معمولی باتوں پر ہمارے درمیان جھگڑا رہتا ہے۔ ان کے مسئلہ کی وجہ اور حل تلاش کرنے کے لیے میں نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ ان دونوں میاں بیوی کے ساتھ ایک بہت لمبے قد کی چڑیل کھڑی ہے۔ اس اچانک خلافِ توقع کشف و مشاہدہ پر میں ڈر گیا اور فوراً آنکھیں کھول دیں۔ میں نے شیخ موصوف کو اصل

صورتِ حال سے آگاہ کیا۔اس کے بعد میرا ان سے رابطہ نہ رہا۔قریباً پندرہ برس بعد ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ اس مسئلہ کا حل تلاش نہ کر سکے۔ان کی بیٹی کی شادی ہوگئی تھی اور وہ بھی اسی طرح کے مسائل کا شکار تھی۔ان پر مسلط چڑیل اس قدر نجس اور ضدی تھی کہ وہ انہیں کہیں سے بھی روحانی علاج نہیں کرانے دیتی تھی۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

**شہود:۔** مراقبہ میں اول اول آنکھیں بند کر کے مشاہدہ ہوتا ہے اور پھر آنکھیں کھول کر بھی نگاہ کام کرتی ہے۔جب بند آنکھوں سے مشاہدہ ہو تو اس حالت کو'ورود' کہا جاتا ہے۔جب کھلی آنکھوں سے مشاہدہ ہوتا ہے تو اس کو'شہود' کہتے ہیں۔شہود سے مراد روح کی وہ طاقت اور صلاحیت ہے جس میں سالک کی نگاہ کا دائرہ بہت بڑھ جاتا ہے اور اسے وہ چیزیں نظر آنے لگتی ہیں جن سے نگاہ وہم،خیال اور تصور کی صورت میں روشناس ہوتی ہے۔حالتِ شہود میں سالک کے تمام روحانی حواس (دیکھنے،سننے،سونگھنے،چھونے اور چکھنے کے حواس) کام کرنے لگتے ہیں۔وہ غیب کے معاملات دیکھنے لگتا ہے۔عالم باطن سے آوازیں سننے لگتا ہے۔دور و نزدیک کی،زمانہ قریب و زمانہ بعید کی کسی بھی چیز کو سونگھ سکتا ہے،ذائقہ چکھ سکتا اور محسوس کر سکتا ہے۔شہود کی کیفیت میں انتہائی ترقی پر جسم اور روح کی واردات و کیفیات ایک ہی نقطہ میں سمٹ آتی ہیں اور جسم روح کا حکم قبول کر لیتا ہے۔

**سیر یا معائنہ:۔** مراقبہ کی مشق سے انسانی فکر و نظر کو وسعت عطا ہوتی ہے۔وہ ہزاروں سال پہلے کے یا ہزاروں سال بعد کے واقعات دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔شہود کی اس کیفیت کو عارفوں کی اصطلاح میں سیر یا معائنہ بھی کہتے ہیں۔(مراقبہ،ص182)

**فتح:۔** اعلیٰ ترین شہود کو فتح کہتے ہیں۔اس حالت میں سیر،شہود یا معائنہ کھلی آنکھوں سے ہونے لگتا ہے۔اس حالت میں نقطۂ ذات میں منتشر ہونے والی روشنیوں کی شدت کی وجہ سے آنکھیں بند رکھنا ممکن نہیں رہتا اور آنکھوں کے کھلنے اور بند ہونے یعنی پلک جھپکنے کا عمل جاری رہتا ہے۔فتح میں انسان ازل سے ابد تک کے معاملات کو بیداری کی حالت میں چل پھر کر دیکھتا اور سمجھتا ہے۔اس ضمن میں خواجہ شمس الدین عظیمی نے کیا خوب وضاحت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں:

> فتح کا ایک سیکنڈ یا ایک لمحہ بعض اوقات ازل تا ابد کے وقفے کا محیط بن جاتا ہے۔مثلاً ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ ہمارے نظام شمسی سے الگ کوئی نظام ایسا نہیں جس کی روشنی ہم تک کم و بیش چار برس سے کم عرصے میں پہنچتی ہو۔وہ ایسے ستارے بھی بتاتے ہیں جن کی روشنی ہم تک ایک کروڑ سال میں پہنچتی ہے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم اس سیکنڈ میں جس ستارے کو دیکھ رہے ہیں وہ ایک کروڑ سال پہلے کی ہیئت ہے۔یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ موجودہ لمحہ ایک کروڑ سال پہلے کا لمحہ ہے۔یہ غور طلب ہے کہ ان دونوں لمحوں کے درمیان جو ایک اور بالکل ایک ہیں ایک کروڑ سال کا وقفہ ہے۔یہ ایک کروڑ سال کہاں گئے؟
>
> معلوم ہوا کہ یہ ایک کروڑ سال فقط طرزِ ادراک ہیں۔طرزِ ادراک نے صرف ایک لمحہ کو ایک کروڑ سال پر تقسیم کر دیا ہے۔جس طرح طرزِ ادراک گزشتہ ایک کروڑ سال کو موجودہ لمحہ کے اندر دیکھتی ہے۔اسی ہی طرح ادراک آئندہ ایک کروڑ سال کو موجودہ لمحہ کے اندر دیکھ سکتی ہے۔پس! یہ تحقیق ہوتا ہے کہ ازل سے ابد تک کا تمام وقفہ ایک لمحہ ہے۔جس کو طرز ادراک نے ازل سے ابد تک کے مراحل پر تقسیم کر دیا ہے۔
>
> ہم اس ہی تقسیم کو مکان (Space) کہتے ہیں۔گویا ازل سے ابد تک کا تمام وقفہ مکان ہے اور جتنے حوادث کائنات نے دیکھے ہیں وہ سب ایک لمحہ کی تقسیم کے اندر مقید ہیں۔یہ ادراک کا اعجاز ہے۔جس نے ایک لمحہ کو ازل تا ابد کا روپ عطا کر دیا ہے۔
>
> ہم جس ادراک کو استعمال کرنے کے عادی ہیں وہ ایک لمحہ کی طوالت کا مشاہدہ نہیں کر سکتا' جو ادراک ازل سے ابد تک کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔اس کا تذکرہ قرآن کی سورۃ القدر میں ہے۔
>
> ترجمہ:''ہم نے یہ اتارا شب قدر میں۔اور تو کیا سمجھا کیا ہے شبِ قدر؟ شبِ قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے۔اترتے ہیں فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔امان ہے وہ رات صبح نکلنے تک۔''
>
> شب قدر وہ ادراک ہے جو ازل سے ابد تک کے معاملات کا انکشاف کرتا ہے۔یہ ادراک عام شعور سے ساٹھ ہزار گنا یا اس سے بھی زیادہ ہے۔کیونکہ ایک رات کو ایک ہزار مہینے سے ساٹھ ہزار گنا کی مناسبت ہے۔اس ادراک سے انسان کائناتی روح' فرشتوں اور ان امور کا جو تخلیق کے راز ہیں مشاہدہ کرتا ہے۔(مراقبہ از خواجہ شمس الدین عظیمی،ص186 تا187)

## روحانی مشاہدات و کیفیات کی چند مثالیں:۔

1۔ ایک صحابیؓ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں اپنی طویل شب بیداری کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ میں فرشتوں کو آسمان میں چلتے پھرتے دیکھتا تھا۔''
نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر آپ شب بیداری کو قائم رکھتے تو فرشتے آپ سے مصافحہ کرتے۔'' دورِ رسالت کے اس واقعہ میں شہود کے مدارج کا ذکر موجود ہے۔ فرشتوں کا مشاہدہ قوتِ باصرہ سے تعلق رکھتا ہے اور مصافحہ کرنا لمس کی قوتوں کی طرف اشارہ ہے جو باصرہ کے بعد بیدار ہوتی ہے۔

2۔ اولیاء اللہ کے حالات میں اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں۔ مثلاً حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر چوٹ کا نشان دیکھ کر ان کے ایک قریبی شناسا نے پوچھا کہ کل تک تو یہ نشان موجود نہیں تھا آج کیسے پڑ گیا۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کل رات میں حالتِ نماز میں تھا کہ ذہن خانہ کعبہ کی طرف چلا گیا۔ میں خانہ کعبہ پہنچ گیا۔ طواف کے بعد جب چاہ زم زم کے قریب پہنچا تو میرا پیر پھسل گیا اور میں گر پڑا، مجھے چوٹ لگی اور یہ اسی کا نشان ہے۔

3۔ حضرت قلندر بابا اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر زخم کا غیر معمولی نشان دیکھ کر خواجہ شمس الدین عظیمی نے اس کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ رات کو روحانی پرواز کے دوران دو چٹانوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے جسم ایک چٹان سے ٹکرا گیا جس کی وجہ سے یہ زخم آ گیا۔ (مراقبہ ص180 تا183، 306)

4۔ بندہ عاجز کے پیر و مرشد حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری مدظلہ العالی کی لکھی تحریر سے بندہ عاجز کے علم میں آیا کہ ذاتِ باری تعالیٰ نے مادی وجود کے ساتھ انہیں لمحہ بھر میں طویل فاصلے طے کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ ایک دن فیصل آباد میں پیر بھائی غلام محمد مرحوم کے گھر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو میں نے رہنمائی کے حصول اور شکریہ ادا کرنے کے لیے آپ کی خدمت میں اپنے ذکر وفکر اور مشاہدات و کیفیات کا ذکر کیا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا مجاہدہ و ریاضت اسی قدر کافی ہے۔ اس میں مزید اضافہ نہ کریں۔ آپ کی روحانی حالت بہت اچھی ہے، اب اور کیا چاہیے؟ میں نے عرض کیا، حضرت یہ سب آپ کی محبت، شفقت اور عنایت سے ہے۔ مزید کی طلب تو ہمیشہ رہے گی۔ آپ کے نقشِ پا کی تلاش میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سفر ہمیشہ جاری رہے گا۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور دعا فرمائی۔ آپ کی شفقت سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور میں نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ حضور! آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کو اس مادی جسم کے ساتھ ہی لمحہ بھر میں دور دراز کے مقامات پر جانے کی صلاحیت حاصل ہو گئی ہے۔ کیا ایسا اب بھی ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، بفضلِ تعالیٰ ایسا اب بھی ہوتا ہے۔ میں اس ضمن میں آپ سے مزید کچھ پوچھنے کی جسارت نہ کر سکا۔

5۔ 'شہود' کا یہ سفر مختلف مراحل میں طے ہوتا ہے۔ اس میں ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی حواس بھی ترقی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی طے لسانی' طے زمانی' طے مکانی اور دیگر تصرفات حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ بعض لوگ قدرتی طور پر اچھی روحانی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ تعلیم وتربیت سے یہ صلاحیتیں مزید بہتر ہو جاتی ہیں۔ آج سے قریباً اکیس برس قبل (1996ء) کی بات ہے۔ بندہ عاجز اپنی بیوی اور بڑے بیٹے حامد علی انجم کو ساتھ لے کر شاہی قلعہ لاہور کی سیر کے لیے گیا۔ شاہی قلعہ لاہور کے باہر موٹر سائیکل پارک کیا اور ہم تینوں قلعہ کے اندر چلے گئے۔ اس وقت حامد علی انجم قریباً چھ برس کا تھا۔ سیر کے دوران اچانک حامد علی انجم نے کہا، موٹر سائیکل پنکچر ہو گیا ہے۔ ہم دونوں میاں بیوی حیران ہوئے کہ یہاں موٹر سائیکل کہاں ہے! موٹر سائیکل تو پارکنگ اسٹینڈ پر کھڑا ہے۔ جب سیر کے بعد ہم واپس آئے تو موٹر سائیکل پنکچر تھا۔ اس کم عمر بچے کا ادراک حیران کن تھا۔ جب حامد علی انجم نے میٹرک کر لیا تو میں نے اسے مراقبہ کرانا شروع کیا۔ چند دنوں میں اس کی روحانی حالت کافی بہتر ہو گئی۔ یہ حالتِ مراقبہ میں خانہ کعبہ حاضر ہوتا تو وہاں کے موسم کا ذکر کرتا۔ ایک دن غلافِ کعبہ چھو کر کہنے لگا یہ تو بہت ملائم ہے۔ اس دور میں بندہ عاجز روزانہ اپنے سٹوڈنٹس کو مراقبہ کراتا

تھا اور چند ایک کی روحانی حالت اور قوتِ مشاہدہ اس قدر بہتر ہوگئی تھی کہ وہ کھلی آنکھوں سے باطنی دنیا کے معاملات مشاہدہ کرتے تھے اور خانہ کعبہ دیکھ کر نماز ادا کرتے تھے۔ میں اکثر روحانی تربیت کی کلاس میں ان سب کے مشاہدات سنتا، ان کی کیفیات سے آگاہ ہوتا اور انہیں مشائخ کی تعلیمات کی روشنی میں گائیڈ کرتا رہتا تھا۔ اس روحانی کلاس میں شامل سٹوڈنٹس کے روحانی مشاہدات و کیفیات بیان کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ اس ضمن میں فی الحال دو تین واقعات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

6۔ عثمان آٹھویں جماعت کا سٹوڈنٹ تھا۔ اس کی روحانی حالت بہت اچھی تھی۔ ایک دن اس نے بیان کیا کہ حالتِ نماز میں اسے فرشتے آسمانوں پر لے گئے اور کافی دیر تک اسے سیر کراتے رہے۔ اس دوران اس پر محویت طاری رہی۔ میں نے پوچھا کہ اس مشاہدہ میں کتنا وقت لگا۔ کہنے لگا کہ مشاہدہ کافی دیر ہوتا رہا۔ اگر تفصیلات بیان کروں تو کافی دیر لگ جائے۔ مگر حیرت ہے کہ یہ تمام مشاہدہ حالتِ رکوع میں ہوا اور رکوع سے قیام تک جانے کے دوران یہ مشاہدہ ہوتا رہا۔ وہ بچہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے واقعہ معراج کی تفصیلات سے آگاہ نہیں تھا۔ اسے حالتِ نماز میں روحانی معراج نصیب ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''نماز مومن کی معراج ہے۔'' جب نماز صحیح طریقے سے ادا ہو تو مومن کو معراج نصیب ہوجاتا ہے۔

ایک دن عثمان نے مجھے بتایا کہ سر! میں مطالعہ کررہا تھا کہ مجھے اچانک اپنے ہمسائے کے گھر سے ایک روح آسمانوں کی طرف پرواز کرتی نظر آئی اور ساتھ ہی سخت بدبو بھی آئی۔ کچھ دیر بعد ان کے گھر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی۔ معلوم ہوا کہ ان کے گھر کا سربراہ فوت ہوگیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کے ہمسائے بدمذہب یا بدکردار لوگ ہیں؟ اس نے کہا وہ عیسائی ہیں۔ میں نے اس کا مشاہدہ غور سے سنا مگر اس کی تصدیق یا تردید نہیں کی۔ میری عادت ہے کہ روحانی مشاہدات وکیفیات ہوں یا روزمرہ کے معمولات جب تک قرآن وحدیث سے ان کی واضح طور پر تائید یا تردید نہ ہو میں رائے نہیں دیتا۔ چند روز بعد ایک حدیثِ نبوی ﷺ سے اس کے مشاہدہ کی تصدیق ہوگئی۔ درود شریف کے فضائل کے سلسلہ میں مجھے ''جلاء الافہام'' کے مطالعہ کا موقع ملا۔ اس میں حدیث پاک پڑھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ جب کسی مومن کی روح نکلتی ہے اور آسمانوں کی طرف پرواز کرتی ہے تو خوشبو آتی ہے۔ جب وہ روح فرشتوں کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ اس پر درود پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہی خوش قسمت ہے وہ جس کی یہ روح ہے۔ جب کسی کافر (بدبخت) کی روح نکلتی ہے تو بدبو آتی ہے۔ جب آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو اپنی ناک مبارک پر رومال رکھ لیا، گویا آپ کو بدبو آرہی ہے۔

عثمان کو مکینیکل آلات مرمت کرنے کا کافی شوق تھا۔ ایک روز میں نے اسے مرمت کے لیے اپنا ٹیپ ریکارڈر اور کلاک دیے۔ وہ چند روز بعد انہیں ٹھیک کرکے لے آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے انہیں مرمت کرنا کہاں سے اور کس سے سیکھا؟ کہنے لگا کہ اکثر کوشش کے دوران انہیں درست کرنے کے بارے میں ذہن میں خیال آجاتا ہے۔ جس کے مطابق عمل کروں تو وہ چیز ٹھیک ہوجاتی ہے۔ بعض اوقات کوئی بزرگ رہنمائی کردیتے ہیں۔ مثلاً ٹیپ ریکارڈر کھول کر دیکھ رہا تھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے۔ کہنے لگے کہ اس کی فلاں تار کا کنکشن نئے سرے سے کروں یہ ٹھیک ہوجائے گی۔ میں نے ان کی ہدایات کے مطابق عمل کیا تو ٹیپ ریکارڈر درست ہوگیا۔

7۔ شیخ ایوب میرے بچپن کے دوست ہیں۔ ہم دونوں جماعت ششم (1976ء) سے لے کر بی اے تک کلاس فیلو رہے ہیں۔ الحمدللہ یہ دوستی ہنوز (2017ء) تک برقرار ہے اور ان شاء اللہ برقرار رہے گی۔ شیخ ایوب ہمیشہ بندہ عاجز کی روحانی سرگرمیوں اور روحانی مشاہدات وتجربات اور روحانی بیانات کے ناقد رہے ہیں۔ ایک دن (غالباً 1997ء کی بات ہے) وہ میری اکیڈمی میں تشریف لائے۔ انہوں نے مٹھائی کا ڈبہ دیا۔ اس دوران انہوں نے سوال کیا کہ روحانیت کی مذہب کس طرح تصدیق کرتا ہے؟ میں نے ان سے پوچھا کہ اس کا علمی جواب چاہیے یا روحانی علمی تجربہ سے ثبوت پیش کیا جائے؟ انہوں نے کہا کہ تجربہ سے ثبوت مل جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ شیخ ایوب میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں نے تین سٹوڈنٹس بلوا کر الگ بٹھا دیے۔ ایک سٹوڈنٹ کو بلا کر اپنے پاس

بٹھالیا۔ تمام سٹوڈنٹس میں مٹھائی تقسیم کر دی گئی۔ سب مٹھائی کھانا شروع ہو گئے۔ اس دوران جس سٹوڈنٹ کو میں نے اپنے اور شیخ ایوب کے پاس بٹھایا تھا اسے کہا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر غور سے دیکھو کہ وہ تینوں سٹوڈنٹس جو ذرا دور بیٹھے مٹھائی کھا رہے ہیں کیا وہ اکیلے کھا رہے ہیں یا ان کے ساتھ کوئی اور بھی کھا رہا ہے؟ وہ سٹوڈنٹ حافظِ قرآن تھا۔ اس کا نام عثمان تھا۔ حافظ عثمان نے دیکھ کر بتایا کہ ان تینوں میں سے ایک سٹوڈنٹ اکیلا کھا رہا ہے جبکہ باقی دو سٹوڈنٹس کے ساتھ دو سائے بیٹھے کھا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے ان تینوں کو پاس بلایا اور ان سے پوچھا کہ آپ میں سے کس نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اور کس نے یہ پڑھے بغیر مٹھائی کھانا شروع کی؟ ان میں سے ایک سٹوڈنٹ نے کہا کہ میں نے بسم اللہ پڑھ کر مٹھائی کھانا شروع کی تھی۔ جبکہ باقی دو سٹوڈنٹس نے کہا کہ ہم نے بسم اللہ پڑھے بغیر ہی مٹھائی کھانا شروع کر دی تھی۔ پہلا سٹوڈنٹ وہی تھا جو اکیلا مٹھائی کھاتے نظر آیا تھا۔ باقی دو سٹوڈنٹس وہ تھے جنھوں نے بسم اللہ پڑھے بغیر مٹھائی کھانا شروع کی تھی اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ شیطان مٹھائی کھاتا نظر آیا تھا۔ شیخ ایوب نے اس مشاہدہ کے بارے میں سب باتیں سنیں تو دنگ رہ گئے۔ میں نے کہا، شیخ مکرم! حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے بغیر کھاتے پیتے وقت شیطان بھی کھانے پینے میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس حدیث پاک سے روحانی مشاہدہ کی تصدیق ہوتی ہے اور اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باطنی نگاہ سے باطنی مخلوقات (ارواح، ملائکہ وشیاطین) کا مشاہدہ کرنا ممکن ہے اور قرآن وحدیث سے اس مشاہدہ کی تصدیق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مشاہدہ روحانی، نورانی ورحمانی ہے نہ کہ شیطانی وظلمانی۔

**وحی کی ذیلی طرزیں:۔** سلسلۂ نبوت مکمل ہونے کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے مگر وحی کی ذیلی طرزیں کشف، الہام اور القا کی صورت میں باقی ہیں۔ نزولِ وحی کا وہ مخصوص طریقہ جس طریقے سے انبیاء کرام ورسل عظام پر وحی نازل کی جاتی تھی، انبیاء ورسل کا سلسلہ ختم ہونے کے ساتھ ہی منقطع ہو چکا ہے۔ مگر انبیاء ورسل کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کا کشف، الہام اور القاء کی صورت میں مخلوق سے رابطہ تھا۔ یہ رابطہ اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ وحی کی ان ذیلی طرزوں میں کشف، الہام اور القاء کے ساتھ ساتھ سچے خواب بھی شامل ہیں۔ وحی اور اس کی ذیلی طرزوں کی حقیقت کے ادراک کے لیے درج ذیل آیاتِ مقدسہ پر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ○ آل عمران[3:44]

''(اے محبوب!) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی فرماتے ہیں، حالاں کہ آپ (اس وقت) ان کے پاس نہ تھے جب وہ (قرعہ اندازی کے طور پر) اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم (علیہا السلام) کی کفالت کرے اور نہ آپ اس وقت ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھےo''

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ○ اعراف[7:203]

''اور جب آپ ان کے پاس کوئی نشانی نہیں لاتے (تو) وہ کہتے ہیں کہ آپ اسے اپنی طرف سے وضع کر کے کیوں نہیں لائے؟ فرما دیں: میں تو محض اس (حکم) کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے یہ (قرآن) تمہارے رب کی طرف سے دلائل قطعیہ (کا مجموعہ) ہے اور ہدایت ورحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیںo''

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ○ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ○ شوریٰ[42:51-52]

''اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہِ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شانِ نبوت سے سرفراز فرما دے) یا پردے کے پیچھے سے (بات کرے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طورِ سینا پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے اِذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے (الغرض عالمِ بشریت کے لیے خطابِ اِلٰہی کا واسطہ اور وسیلہ صرف نبی اور رسول ہی ہوگا)، بے شک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہےo سو اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح (قلوب وارواح) کی وحی فرمائی (جو قرآن ہے)، اور آپ (وحی سے قبل اپنی ذاتی درایت و فکر سے) نہ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان (کے شرعی احکام کی تفصیلات کو ہی جانتے تھے جو بعد میں نازل اور مقرر ہوئیں) مگر ہم نے اسے نور بنا دیا۔ ہم اس (نور) کے ذریعہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت سے نوازتے ہیں، اور بے شک آپ ہی صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت عطا فرماتے ہیںo

1۔ پہلی دو آیات سے واضح ہوتا ہے کہ وحی منجانب اللہ ہوتی ہے۔ وحی وہ نور ہے جس کے اندر غیب کی خبریں ہوتی ہیں۔ یہ خبریں گزشتہ واقعات کی بھی ہوسکتی ہیں اور آنے والے واقعات کی بھی۔ وحی میں کسی بندے کا شعور وارادہ کام نہیں کرتا بلکہ اس میں صرف اللہ تعالیٰ کا تفکر کام کرتا ہے۔

2۔ سورۃ شوریٰ کی آیات نمبر 51 تا 52 میں وحی کی تمام طرزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ وحی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ براہِ راست کسی بشر سے کلام نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اپنی مخلوق پر مختلف ذرائع سے نازل ہوتا ہے۔ وحی کے طور پر یا پس پردہ۔ کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام تجلی کے پردہ (حجاب) میں ہوا تھا۔ پیغامبر کے ذریعے یعنی حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے وحی پیغمبروں تک پہنچائی گئی۔ 'حجاب' سے رابطہ کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک جمیل اور نورٌ علیٰ نور صورت میں بندے پر جلوہ فرماتے ہیں۔ یہ جمیل صورت اللہ نہیں بلکہ حجاب ہے۔

سلسلۂ نبوت ورسالت ختم ہونے کے ساتھ ہی وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے مگر وحی کی ذیلی طرزیں کشف، الہام، القا اور رویائے صادقہ (سچے خوابوں) کی صورت میں باقی ہیں۔ سورہ نحل میں مکھی پر وحی کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ مکھی پر وحی بھی وحی کی ذیلی طرزوں میں سے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَo ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًاؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَo النحل [16:68-69]

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں (خیال) ڈال دیا کہ تو بعض پہاڑوں میں اپنے گھر بنا اور بعض درختوں میں اور بعض چھپروں میں (بھی) جنہیں لوگ (چھت کی طرح) اونچا بناتے ہیںo پس تو ہر قسم کے پھلوں سے رس چوسا کر پھر اپنے رب کے (سمجھائے ہوئے) راستوں پر (جو ان پھلوں اور پھولوں تک جاتے ہیں جن سے تو نے رس چوسنا ہے، دوسری مکھیوں کے لیے بھی) آسانی فراہم کرتے ہوئے چلا کر، ان کے شکموں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے (وہ شہد ہے) جس کے رنگ جداگانہ ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے، بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانی ہےo

اللہ تعالیٰ نور ہے۔ اس کا کلام بھی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری رگِ جاں سے قریب ہے مگر ہم شعوری حواس سے اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اس نور کے ادراک کے لیے روحانی حواس کا بیدار ہونا ضروری ہے۔ ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے ادراک کے لیے اولیائے عظام نے ارتکازِ توجہ اور یکسوئی کے حصول کی خاطر مختلف قسم کے مراقبات تجویز کیے ہیں۔ مراقبات میں کئے جانے والے تصور کی بنیاد پر مراقبے کی مختلف اقسام اور ان کے مقاصد متعین ہو جاتے ہیں۔

ذاتِ باری تعالیٰ سے روحانی رابطہ وتعلق قائم کرنے کے لیے مراقبہ اسم ذات کرایا جاتا ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے روحانی رابطہ وتعلق قائم کرنے اور اسے مضبوط تر بنانے کے لیے مراقبہ اسم محمد ﷺ کیا جاتا ہے۔ کسی خاص صلاحیت کو بیدار کرنے یا مخصوص فوائد

حاصل کرنے کے لیے اسمائے باری تعالیٰ کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔شفا کے حصول کے لیے اسمِ 'یـا شافی' کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔مراقبہ میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ صاحبِ مراقبہ عرشِ الٰہی کے نیچے بیٹھا ہے اور عرش سے اسمِ 'یا شافی' کی نورانی شعاعیں اس کے اوپر نازل ہو رہی ہیں۔ صفاتِ باری تعالیٰ کی تفہیم کے لیے اسم ''عـلیـمٌ'' کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔علیم کے معنی ہیں علم رکھنے والا۔اس اسم کی نسبت سے انسان کو تمام علوم منتقل ہوتے ہیں۔اس سے تمام اسمائے الٰہیہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔تفہیم سے مراد کسی چیز کی فہم بیدار کرنا یا فہم حاصل کرنا ہے۔تفہیم کے مراقبے سے اسمائے صفات کا علم اور وہ فارمولے منکشف ہوتے ہیں جن سے کائنات وجود میں آئی ہے۔

**مراقبہ اسم ذات (مشقِ تصور اسم اللہ)**:۔بندہ عاجز کے پیرو مرشد حضرت قبلہ فقیر عبدالحمید سروری قادری دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ روحی علوم میں چونکہ مشقِ تصور کا مرکز ایک مادی شے اور فرضی نقطہ ہوتا ہے جس سے محض خیالات کا اجتماع مقصود ہوتا ہے اس لیے ان کا سارا معاملہ اسی مادی دنیا اور مقامِ ناسوت تک محدود رہ جاتا ہے اور اس کا روحانی دنیا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن برعکس اس کے اگر کوئی شخص بجائے مفروضہ مادی نقطے کے اسم اللہ ذات کے نقشِ مکرم پر اپنے خیالات،حواس،تصور،تفکر اور توجہ مجتمع کرے تو وہ اُس سے ایک ایسی زبردست غیر مخلوق اور لازوال باطنی قوت حاصل کر لیتا ہے جس کا تعلق اُس ذات بے مثل اور لم یزال کے بحرِ انوار کے ساتھ ہو جاتا ہے جو تمام کائنات کا مبداء و معاد ہے۔اس سے صاحب تصور کے اندر نورِ اسم اللہ ذات کی بجلی پیدا ہو جاتی ہے جس کا کنکشن اور تعلق مسمٰی یعنی معدنِ انوارِ ذات پروردگار کے پاور ہاؤس سے ہوتا ہے۔

تصور اسم اللہ ذات میں اسم اللہ مختلف مقامات پر تصور کے ذریعے تحریر اور مرقوم کیا جاتا ہے اور یہ ذکر اللہ کا ایک افضل ترین طریقہ ہے۔آج سے تقریباً پانچ صد سال پیشتر سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فارسی تصانیف میں اس کو لکھا ہے اور اس کے روحانی محیر العقول فوائد بیان کئے ہیں مگر اس راز سے موجودہ دور میں دنیا کو روشناس کرنے کا سہرا صرف حضرت فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔

تصور کی مشق لفظ ''اللہ'' پر کی جاتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے خالقِ کائنات کا ذاتی اسم ہے باقی اسماء سب صفاتی ہیں۔اسی لیے سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''اسم اللہ ذات'' لکھا ہے اور اسی کے تصور کی ہدایت کی گئی ہے بعد میں دوسرے اسماء کے تصور کی مشق بھی کی جاتی ہے مگر ابتدا اسی اسم سے کی جاتی ہے اور انتہا بھی اسی اسم پر ہوتی ہے۔حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فقر کا دارومدار اسی پر ہے۔یہ گویا اس لازوال فقر کی اساس اور بنیاد ہے۔اسی کے ذریعے طالب فقر کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ کر اعلیٰ ترین روحانی درجات اور باطنی مراتب حاصل کرتا ہے۔اسمِ ذات کی مشق کے وقت درج ذیل امور کو پیش نظر رکھنا چاہیے:

01۔ صاحبِ تصور اسم اللہ ذات کو چاہیے کہ وضو کر کے اور پاک کپڑے پہن کر کسی پاک جگہ پر مربع شکل میں یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھے اور دل کو تمام غیر ضروری خیالات یعنی دنیاوی تفکرات اور نفسانی واہمات سے خالی اور فارغ کرے۔

02۔ ظاہری شیطانی وسوسوں اور نفسانی خطرات کا راستہ بند کرنے کے لیے درود شریف،الحمد شریف،آیت الکرسی،چاروں قل (سورہ الکافرون،سورہ اخلاص،سورہ فلق،سورہ الناس) اور درود شریف ہر ایک تین تین بار پڑھ کر سینے پر دم کرے اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام بدن پر ہاتھ پھیرے۔

03۔ اس کے بعد آنکھیں بند کر کے اللہ تعالیٰ کے مشاہدے اور مجلس حضرت سرورِ کائنات ﷺ و مجلس انبیاء اور یادِ موت اور یادِ آخرت و قبر حشر نشر وغیرہ کے تفکرات کو دل میں جاگزیں کرے اور اسم اللہ کو ماتھے اور دل پر اور اسم محمد ﷺ کو تفکر کی انگشتِ شہادت سے خیال کے ذریعے اپنے سینے پر بار بار لکھنے کی کوشش کرے۔

04۔ صاحب تصور اپنی انگشتِ شہادت کو قلم تصور کرے اور اس سے اپنے ماتھے پر اسم اللہ ذات اس طرح لکھے کہ سر کو ایک بڑی قندیل اور لالٹین خیال کرے اور اپنے آپ کو اس کے اندر بیٹھا ہوا محسوس کر کے اپنے سامنے والے رُخ یعنی ماتھے کو شیشہ سمجھ کر اس پر اسم اللہ ذات تحریر کرے۔اس سے جذب جلالی پیدا ہوگا اور اسم محمد ﷺ کے دونوں میم پستانوں پر یعنی پہلا میم دائیں پستان پر اور

دوسرا میم بائیں پستان پر لمبا کر کے لائے اور حرف دال دل پر لائے۔اس سے جذب جمالی پیدا ہوگا۔اسم محمد ﷺ کو سفید ماہتابی رنگ سے لکھے۔

05۔ ان دونوں مذکورہ بالا مقامات یعنی ماتھے اور سینے پر اگر اسم اللہ ذات اور اسم محمد سرورِ کائنات لکھنے میں دشواری ہو تو اسم اللہ ذات انگشتِ شہادت کی طرح موٹے خوشخط سرخ آفتابی رنگ کے حروف میں مرقوم اپنے ماتھے یا دل پر لکھا ہوا خیال کرے اور خود اپنی خیالی انگشت شہادت سے اُسے ٹریس کرتا جائے۔یعنی انگلی اس پر قلم کی طرح اپنے خیال اور تصور میں پھیرتا جائے اور اسی طرح اسم محمد ﷺ کو اپنے سینے پر اندر کی طرف سے سفید ماہتابی رنگ سے مرقوم خیال کرے اور اس کے اوپر خیال کی انگشتِ شہادت پھیرنے کی کوشش کرے۔بعض کو اس دوسری صورت میں آسانی ہوتی ہے۔ہر حال میں ماتھے اور سینے پر تصور اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ سرورِ کائنات تحریر کرتے وقت اپنے آپ کو اندر بیٹھا ہوا خیال کرے اور اندر سے تحریر کرے۔

06۔ مشق کے لیے لفظ اللہ کاغذ پر بھی لکھا جاتا ہے، آئینے پر بھی اور دوسری اشیا پر بھی، مگر ہر حال میں اس کے حروف کو سفید رکھنا چاہیے۔

آئینے یا شیشے یا کاغذ پر جب اسم اللہ لکھا جائے تو اس پر اعراب یعنی زبر، شد، اور پیش وغیرہ ڈالنے میں کوئی ہرج نہیں اور اعراب نہ ہوں تو بھی ٹھیک ہے مگر اللہ کے ساتھ ''یا'' کا لفظ نہیں لکھنا چاہیے۔

لفظ اللہ خط طغریٰ میں بھی نہیں لکھنا چاہیے۔خطِ طغریٰ سے مراد ٹیڑھے حروف ہیں۔جو مختلف صورتوں میں لکھے جاتے ہیں۔لفظ اللہ بالکل سیدھا لکھنا چاہیے۔

ابتداء میں آئینے میں لکھا ہوا یا شیشے پر پینٹ کیا ہوا اسم اللہ سامنے رکھنا چاہیے اور اس پر نگاہیں جمانی چاہئیں۔

07۔ انسان کے سینے میں دل کا قاعدہ اوپر کو ہے اور نوک نیچے کی طرف ہے۔ یہ تحریر ہمیں باہر کی طرف سے اندر کا تصور کر کے کرنی پڑے گی۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ صاحبِ تصور سینے پر سر جھکا کر باہر کی طرف سے اندر کا تصور کرے اور اسم اللہ تحریر کرے۔اس میں اسم اللہ نوک کی طرف سے لکھے۔ماتھے پر اور مشقِ وجودیہ یعنی آنکھ، ناک، کان اور سینہ پر اسم اللہ تحریر کرنے کی صورت اِس سے بالکل مختلف ہے۔

08۔ مشقِ وجودیہ میں اپنے آپ کو وجود کے کمرے یا جوف کے اندر بیٹھا ہوا خیال کرنا چاہیے اور اندر کی طرف سے ماتھے، آنکھوں، ناک، کان اور سینے وغیرہ پر اسم اللہ لکھنے کی مشق کرنی چاہیے۔صرف دل پر باہر کی طرف سے سر جھکا کر اسم اللہ تحریر کرنا چاہیے۔باقی سب تحریریں اندر کی طرف سے تصور کے ذریعے کی جاتی ہیں۔یہ بہت بڑا اشکال ہے اس کو خوب ذہن نشین کر لیں تو پھر کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

دماغ میں نقش اسم اللہ ذات تصور اور تفکر کے ذریعے مرقوم کرتے وقت طالب دماغ کو ایک مربع قندیل یا لالٹین کی چار گوشہ چمنی کی طرح خیال کرے کہ گویا اس کے چاروں طرف اور اوپر کے شیشے ظلمت کے سیاہ دھوئیں سے آلودہ ہیں اور صاحبِ تصور اندر بیٹھ کر سامنے والے شیشے پر شہادت کی انگلی سے نقش اسم اللہ ذات یوں بنا رہا ہے کہ اُس کی انگلی کی تحریر سے سیاہی دور ہوتی جا رہی ہے اور اسم اللہ ذات تاباں اور نمایاں ہو رہا ہے۔اسی طرح اسمِ ذات دائیں، بائیں، پیچھے اور اوپر والے شیشے پر تحریر کرے۔اس طرح دماغ اسمِ ذات کے نور سے منور ہو جاتا ہے۔

آنکھوں میں اسم اللہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی آنکھوں کو عینک کے شیشوں کی طرح خیال کر کے اندر کی طرف سے ان پر اسمِ ذات نقش تحریر کرے۔اسی طرح بدن کے ہر عضو اور خانے پر اندر کی طرف سے اسم اللہ ذات فکر اور خیال کے قلم سے تحریر کرے۔

دماغ یا سر میں اسم اللہ ذات مرقوم کرنے کے پانچ مقام ہیں، یعنی دائیں، بائیں، آگے، پیچھے اور اوپر اُس کے علاوہ ماتھے پر، ہر دو آنکھوں پر، دونوں کانوں پر، ناک پر اور زبان پر بھی اسم اللہ ذات تصور اور خیال سے تحریر کرے۔

09۔ اسمِ ذات اگر جسم کے مختلف مقامات پر تحریر کرنے میں مشکل پیش آئے تو جس مقام پر آسانی سے لکھا جا سکے پہلے اس کی مشق کی جائے۔

10۔ اگر کسی طالب علم کی طبیعت کند اور غبی ہو اور اسمِ ذات کا تصور اُس سے نہ بن سکے تو وہ شیشے یا کاغذ پر لکھا ہوا اسمِ ذات اپنے سامنے رکھے اور تصور کرتے وقت اُسے اپنے اندر قائم کرے۔ دوسرے وقتوں میں اسی اسمِ ذات کا خیال اور تصور کرے۔ اس طرح بار بار کرنے سے اسمِ ذات کا تصور قائم ہو جاتا ہے۔ اگر اِس سے زیادہ آسانی مطلوب ہو تو سلیٹ پر موٹی پنسل یا چاک کے ذریعے رات کو یا دن کو فرصت کے وقت بار بار اسم اللہ لکھے۔ کم از کم 66 دفعہ لکھے۔ اس طرح بھی تصور میں اسم اللہ ذات جلدی آ جاتا ہے۔ رات کو یا دن کو سونے سے پہلے ضرور تصور اسم اللہ ذات کی مشق کرے یا نقش اسم اللہ ذات کاغذ یا شیشے پر خوشخط لکھا ہوا اپنے سامنے رکھ کر سوتے وقت اِس کی طرف دیکھے۔ اور بار بار اُسے اپنے اندر جمانے کی کوشش کرے اور اِس حالت میں سو جائے۔ ایسا کرنے سے خواب میں بھی اسم اللہ متجلی اور مرقوم ہو جاتا ہے۔

11۔ اگر طالب شیخ کامل رکھتا ہے تو یوں خیال کرے کہ میرے سر اور سینے اور دل کے اندر شیخ بیٹھا ہوا اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ لکھ رہا ہے۔ اس سے اور بھی زیادہ آسانی ہو جاتی ہے اور ساتھ ساتھ پاسِ انفاس بھی جاری رکھے۔ اس طرح طالب بہت جلد کامیاب ہو جاتا ہے۔

12۔ اسم اللہ کو تصور کے ذریعے ہمیشہ سفید رنگ میں تحریر کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر خود بخود کوئی دوسرا رنگ آتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

13۔ تصور کے لیے سات اسماء ہیں جو سات باطنی خزانوں کی کنجیاں اور کلید ہیں۔ سات لطیفوں کے لیے ہر اسم علٰیحدہ علٰیحدہ ہے۔ اسماء یہ ہیں: **الله ۔ لله۔ له ۔هو ۔ محمد۔ فقر ۔ لا اله الا الله محمدرسول الله۔**

اگر تصور کسی طرح بھی نہ بنے تو پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ ہمت کر کے تصور جاری رکھنا چاہیے اور اللہ، للہ، لہ، ھو وغیرہ میں سے جو بھی لفظ بن سکے قائم کرنا چاہیے۔ اگر ایک مقام پر تحریر قائم نہ ہو اور کسی دوسرے مقام پر آسانی سے قائم ہو سکے تو پہلے مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر تصور کرنا چاہیے۔ اگر مشق وجودیہ میں آسانی ہو تو اسی کو شروع کر دینا چاہیے۔ اگر اس طرح بھی تصور قائم نہ ہو تو اسم اللہ لکھا ہوا سامنے رکھ کر پہلے اس پر نگاہیں جمائی جائیں اور پھر خیال کے ذریعے اسم اللہ کو مطلوبہ مقام پر لکھا ہوا تصور کیا جائے اگر لکھا ہوا خیال نہ کیا جا سکے تو انگشتِ شہادت کے ذریعے بار بار لکھنا چاہیے۔

14۔ اس شغل کے ساتھ پاس انفاس جاری رکھے یعنی جب سانس اندر کو جائے تو اس کے ساتھ دل میں لفظ ''اللہ'' کہے اور جب سانس باہر کو نکلے تو دل میں خیال سے لفظ ''ھو'' کہے اور جب اسم محمد ﷺ کی مشق کرے تو سانس اندر جاتے وقت ''محمد رسول اللہ'' کہے اور سانس باہر آتے وقت ''ﷺ'' خیال سے دل میں کہے۔

15۔ گو مشق تصور کے لیے وقت کی پابندی نہیں لیکن اس مبارک شغل کے لیے سب سے بہتر وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب یا چاشت تک ہے اور اس کی مشق کے لیے یہی وقت مقرر کرنا چاہیے۔

16۔ یہ مشق باقاعدگی کے ساتھ کرنی چاہیے۔ صبح کے وقت کم از کم نصف گھنٹے تک مشق کرنی چاہیے اور زیادہ سے زیادہ جس قدر کوئی کر سکے۔

17۔ اگر نقش اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ سرورِ کائنات بسبب کثرت ہجوم وساوسِ شیطانی وظلماتِ نفسانی دل پر قائم نہ ہو تو طالب کو چاہیے کہ مشق جودیہ کرے تاکہ تمام وجود اسم اللہ ذات سے منقش ہو کر پاک اور مزکی ہو جائے اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کے دیدار اور مشاہدۂ حق ذات کے قابل ہو جائے۔

18۔ اگر کسی کا نفس سرکش ہو اور معصیت سے باز نہ آئے تو اسم اللہ کو تصور سے مقام ناف پر مرقوم اور تحریر کرے۔

19۔ تمام حالات میں رات کو یا دن کو سوتے وقت بستر پر لیٹے لیٹے مشق تصور اسمِ ذات کیا جائے تو اس کے لیے حصار باندھنے اور مذکورہ کلمے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ وقت کی پابندی بھی لازمی نہیں۔ وضو نہ ہو اور کپڑے پاک نہ ہوں تو بھی یہ باتیں مشق تصور میں خارج اور مانع نہیں کیونکہ اس عمل کا تعلق خیال سے ہے۔ یہ ایک نہایت پوشیدہ، بے ریا، بے رجعت اور زُود اثر طریقہ ذکر ہے۔ اس میں

گنتی اور شمار کی بھی کوئی جھنجھٹ نہیں۔اس کے بغیر باطنی لطائف کا کھلنا ناممکن ہے اور روحانی منازل اور مقامات اس کے بغیر ہرگز طے نہیں کئے جاسکتے۔

### تصورِ اسمِ ذات کے نتائج:۔

01۔ باربار مشق کرنے سے اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ سرورِ کائنات طالب کے اندر تجلی ہو جائے گا۔

02۔ جب اسمِ ذات صاحبِ تصور کے اندر نوری حروف سے مرقوم ہو جاتا ہے تو وہ خود بخود اپنے مخصوص مقام کو پکڑ لیتا ہے۔اسمِ ذات کے صحیح طور پر تصور کے ذریعے نقش اور مرقوم ہونے کی علامت یہ ہے کہ اسمِ ذات مطلوبہ مقام پر مرقوم ہو کر آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور صاحب تصور کو فوراً استغراق اور محویت حاصل ہو جاتی ہے۔لطائف میں ذکر جاری ہو جاتا ہے اور طالب کو استغراق کے اندر کوئی نہ کوئی مشاہدہ اور مکاشفہ حاصل ہو جاتا ہے۔

03۔ جس وقت طالب کے تصور اور تفکر اور مرشد کامل کی توجہ اور تصرف کی بدولت اسم اللہ ذات اور اسم محمد ﷺ پر توجہ مرکوز اور متحد ہو جاتی ہے تو اِس سے یا تو نور اور برقِ جلال پیدا ہو کر طالب کو باطن میں غرق اور بے خود کر دیتی ہے۔اس وقت اُسے باطنی واردات یاد نہیں رہتیں اور اگر اسے جذب جمالی کی بجلی نے کھینچ لیا ہے تو اس کو خواب یا مراقبے کی باطنی واردات یاد رہتی ہیں۔اس وقت مجلسِ انبیاء و اولیاء اور ذکر اذکار کھل جاتے ہیں اور طالب مجلس محمدی ﷺ یا مجلسِ انبیاء واولیاء میں حاضر ہو جاتا ہے یا ذکر نفسی، قلبی، روحی، وغیرہ جاری ہو جاتے ہیں۔یا اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ ذاتی، صفاتی یا افعالی صاحبِ تصور پر وارد ہو جاتی ہیں۔یا طالب کو طیر سیر مقاماتِ علوی یا سفلی حاصل ہو جاتا ہے۔

04۔ مشقِ تصور اسم اللہ ذات ذکر کے تمام طریقوں سے بہتر، افضل، آسان اور پُرامن طریقہ ہے۔موت کے وقت انسان کی زبان خشک ہو جاتی ہے اور باقی تمام اعضاء اور حواس کام سے رہ جاتے ہیں۔اُس وقت ذکر کے لیے انسان کے پاس صرف تصور اور تفکر کا آلہ باقی رہ جاتا ہے۔اگر زندگی میں طالب نے تصور اور تفکر سے اسم اللہ ذات کی مشق کی ہے اور اسم اللہ ذات کو اپنے اندر قائم کیا ہے اور اپنے وجود کو اسم اللہ ذات میں طے اور دل کو اسم اللہ ذات سے زندہ کیا ہے تو موت کے آخری نازک وقت میں اُسے اِس مبارک شغل کی قدر و قیمت معلوم ہو جائے گی۔صاحبِ تصور اسم اللہ ذات محبوبِ بے محنت اور معشوقِ بے مشقت ہوتا ہے جو شخص ہمیشہ اپنے آپ کو اسم اللہ ذات میں محو اور مشغول رکھتا ہے اس کو رازِ بے ریاضت اور مشاہدہ بے مجاہدہ حاصل ہو جاتا ہے۔

جب اسم اللہ ذات تصور اور تفکر سے وجود کے کسی عضو اور مقام میں مرقوم ہو جاتا ہے اور متواتر مشق سے وہاں قائم ہو جاتا ہے تو وہ مقام اور عضو نورِ اسم اللہ ذات سے زندہ، روشن اور وسیع ہو جاتا ہے اور اُس عضو کی باطنی حس زندہ ہو جاتی ہے اور عالمِ غیب کی طرف اُس عضو میں ذاکر کے لیے نوری روزن اور لطیف راستہ کھل جاتا ہے اور ذاکر صاحب تصور کا عالمِ غیب اور عالمِ لطیف میں ایک باطنی نوری عضو پیدا ہو جاتا ہے۔مثلاً اگر آنکھ میں تصور اور تفکر سے اسم اللہ ذات مرقوم ہو تو چشمِ باطن کھل جاتی ہے اور صاحبِ تصور عالمِ غیب کی باطنی اشیاء کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور مقام کشف اور مراقبہ و مشاہدہ کھل جاتا ہے۔اگر مقام گوش یعنی کان میں اسم اللہ فکر کے نوری حروف سے مرقوم ہو جائے تو باطن یعنی دل کے کان کھل جاتے ہیں۔اور صاحبِ تصور باطنی اور غیبی آوازیں سُننے لگ جاتا ہے اور ذاکر صاحبِ تصور پر مقام الہام کھل جاتا ہے۔اگر زبان پر اسم اللہ نوری حروف سے تحریر ہو تو ذاکر صاحبِ لفظ ہو جاتا ہے اور اُس کی زبان سیف الرحمٰن ہو جاتی ہے اور کُن کی روشنائی سے نم ہو جاتی ہے۔اُس زبان سے وہ غیبی روحانی مخلوق سے ہمکلام ہوتا ہے اور جو کچھ زبان سے کہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے امر سے جلد یا بدیر پورا ہو جاتا ہے۔اگر ہاتھ کی ہتھیلی پر اسم اللہ مرقوم ہو تو ملائکہ اور ارواحِ انبیاء و اولیاء اور ارواح اہلِ تکوین متصرفین غوث، قطب، اوتاد اور ابدال سے مصافحہ کرنے لگ جاتا ہے۔اور اس نوری ہاتھ سے باطنی دنیا کے عالمِ امر میں تصرف اور کام کاج کرتا ہے۔اسی طرح صاحبِ تصور کا ہر عضو اور اندام جب تصور اسم اللہ ذات کی تحریر سے زندہ اور روشن ہو جاتا ہے تو اسی نوری عضو سے وہ باطن میں کام کرتا ہے۔آخر میں صاحبِ تصور کا تمام وجود مشقِ تصور اسم اللہ ذات سے منقش اور مرقوم ہو جاتا ہے اِس نوری روحانی وجود کا دیکھنا، سننا، بولنا، چلنا، پھرنا اور پکڑنا وغیرہ نورِ اسم اللہ ذات سے ہوتا ہے۔

تصوراسم اللہ ذات ایک ایسا خفیہ اور پوشیدہ راز ہے جس کے ساتھ تصوف ،فقر، روحانیت ،طریقت اور معرفت کے بیش بہا خزانے وابستہ اور متعلق ہیں۔

**مراقبہ کی اقسام:۔** مراقبہ میں سانس لیتے وقت ذکر کی تبدیلی سے یا دورانِ مراقبہ تصور کی تبدیلی سے مراقبہ کی نوعیت اور نتائج تبدیل ہو جاتے ہیں۔اس لحاظ سے روحانی دنیا میں عموماً درج ذیل اقسام کے مراقبات کیے جاتے ہیں:

### مراقبہ احدیت

مراقبہ ''اسمِ ذات'' کے دوران اگر سانس کے ساتھ سورہ اخلاص پڑھی جائے اور اس کے مفہوم پر غور کیا جائے تو اسے مراقبہ احدیت کہتے ہیں۔ اس مراقبہ کے اثر سے عقیدہ توحید پختہ ہوتا ہے۔

### مراقبہ معیت

اس مراقبہ کے دوران سالک سانس کے ساتھ وَهُوَمَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ اَللّٰهُ حَاضِرِىْ۔ اَللّٰهُ نَاظِرِىْ۔ اَللّٰهُ مَعِىْ۔ ذکر کرتا ہے اور اس کے مفہوم پر توجہ مرکوز کر دیتا ہے۔اس کے نتیجہ میں اس کے اندر رب کائنات کی معیت کا شعور پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔اللہ کی ذات کے ہر وقت ساتھ ہونے کا احساس غالب ہوتا چلا جاتا ہے اور انسان کو گناہ کی طرف قدم اٹھانے سے حیا آتی ہے۔

### مراقبہ مشاہدہ حق

تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ''خدا کی اس طرح عبادت کر گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے۔اگر تو اُسے نہیں دیکھ پاتا تو (کم از کم یہ تصور کر کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

اس مراقبہ کے دوران سالک سانس کے ساتھ عَيْنَ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ اِلَيْنَا۔ اللہ کی آنکھ ہم کو دیکھ رہی ہے۔کا ذکر کرتا ہے اور اس کے مفہوم پر توجہ مرکوز کر دیتا ہے۔ پہلے وہ تصور کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔بعد میں یہ تصور کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔

### مراقبہ اقربیت

اس مراقبہ کے دوران سانس کے ساتھ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ کا ورد کیا جاتا ہے۔اس مراقبہ کی پختگی کے ساتھ سالک پر قرب الٰہی کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ جسے قرآن نے صِبْغَةَ اللّٰهِ کہا ہے۔

### مراقبہ محبت

اس مراقبہ کے دوران سانس کے ساتھ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ کا ورد کیا جاتا ہے۔اس مراقبہ کی پختگی کے ساتھ سالک پر حکمِ ربی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ کے تحت محبت اور اطاعت کا اثر غالب آجاتا ہے۔

### مراقبہ اسم الظاہر والباطن

اس مراقبہ کا وظیفہ ہے: هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْم۔ اس مراقبہ کے اثر سے سالک کا ظاہر اور باطن نورِ الٰہی سے منور ہو جاتا ہے۔

### مراقبہ عبودیت

اس مراقبہ کا وظیفہ ہے: اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ۔ اس مراقبہ کی بدولت سالک اپنے مقام عبودیت سے آشنا ہوتا ہے۔

### مراقبہ فنا بقا

اس مراقبہ کے دوران پہلے فنا فی اللہ میں كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور پھر بقا باللہ میں وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام کا فیض حاصل کیا جاتا ہے۔

### مراقبہ سیر کعبہ

اس مراقبہ کے دوران سالک اپنی روح سے کعبتہ اللہ کا طواف کرتا ہے اور زبان حال سے پڑھتا ہے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا

شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

## مراقبہ روضہ اطہر ﷺ

اس مراقبہ کے دوران نہایت ادب اور احترام اور حضور قلب کے ساتھ روضہ اطہر کے اندر نگاہیں جھکائے ہوئے کھڑا ہو جاتا ہے اور مسلسل زبانِ حال سے یہ درود شریف پڑھتا ہے:

اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔اَلصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰہِ۔

## مراقبہ مسجد نبوی ﷺ

اس مراقبہ کے دوران سالک نہایت ادب، احترام اور حضور قلب کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں دوزانو ہوکر بیٹھ جاتا ہے اور زبانِ حال پہ وہی درود شریف جاری رہتا ہے۔

**مراقبۂ نور:**۔نور کے مشاہدے کے لیے ’مراقبۂ نور‘ کیا جاتا ہے۔کائنات کی تخلیق کا بنیادی عنصر نور ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O نور[24:35]

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی کی شکل میں دنیا میں روشن ہے) اس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغِ (نبوت روشن) ہے؛ (وہ) چراغ، فانوس (قلبِ محمدی) میں رکھا ہے۔ (یہ) فانوس (نورِ الٰہی کے پَرتو سے اس قدر منور ہے) گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے (یہ چراغِ نبوت) جو زیتون کے مبارک درخت سے (یعنی عالمِ قدس کے بابرکت رابطۂ وحی سے یا انبیاء و رسل ہی کے مبارک شجرۂ نبوت سے) روشن ہوا ہے نہ (فقط) شرقی ہے اور نہ غربی (بلکہ اپنے فیضِ نور کی وسعت میں عالمگیر ہے)۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل (خود ہی) چمک رہا ہے اگرچہ ابھی اسے (وحیِ ربّانی اور معجزاتِ آسمانی کی) آگ نے چھوا بھی نہیں (وہ) نور کے اوپر نور ہے (یعنی نورِ وجود پر نورِ نبوت گویا وہ ذات دوہرے نور کا پیکر ہے)، اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور (کی معرفت) تک پہنچا دیتا ہے، اور اللہ لوگوں (کی ہدایت) کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے، اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے o

سالک (روحانی طالب علم) مندرجہ بالا آیت مقدسہ میں دی گئی مثال کے مطابق تصور کرتا ہے کہ چراغ کی نورانی شعاعوں سے اس کا تمام جسم منور ہو رہا ہے۔سالک یہ بھی تصور کرتا ہے کہ عرش سے تمام کائنات اور اس کی مخلوقات پر نور کی بارش ہو رہی ہے۔تمام کائنات اور اس کی اشیاء نور کے وسیع و عریض سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں۔خود سالک پر بھی نور برس رہا ہے اور وہ نور کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔

**مراقبۂ صوتِ سرمدی یا ہاتفِ غیبی:**۔ تمام کائنات کو ذاتِ باری تعالیٰ نے اجتماعی فہم یا شعور عطا فرمایا ہے۔یہ ’شعورِ کائنات‘ کائنات میں موجود ہر شے کے بارے میں مکمل معلومات اور ہدایات کا پورا پورا علم رکھتا ہے۔کمپیوٹر سائنس کی زبان میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا کمپیوٹر ہے جس میں کائنات کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔اس کمپیوٹر کی سکرین لوحِ محفوظ کہلاتی ہے۔بذاتِ خود اس کمپیوٹر کو ہی لوحِ محفوظ تصور کیا جا سکتا ہے۔مراقبہ کے ذریعے اس شعور سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔اس شعور سے رابطے کا ایک ذریعہ آواز ہے۔اس آواز کو اصطلاحاً ہاتفِ غیبی کہتے ہیں جس کے معنیٰ ’غیب کا پکارنے والا‘ ہیں۔ہاتفِ غیبی کی آواز کو ’صوتِ سرمدی‘ یعنی خدائی آواز کہا جاتا ہے۔اسی آواز سے اولیاء اللہ پر الہام ہوتا ہے۔یہ آواز سننے اور اس سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے درج ذیل طریقہ اختیار کریں:

1۔ نہایت توجہ سے مراقبہ اسمِ ذات کریں۔

2۔ جب مراقبہ اسمِ ذات میں توجہ اور یکسوئی حاصل ہو جائے تو باطن کی طرف متوجہ ہوکر ایسی آواز کا تصور کریں جو مندرجہ ذیل کسی آواز سے مشابہت رکھتی ہو:

☆ میٹھی اور سریلی گھنٹیوں کی آواز۔

☆ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔
☆ پانی کے جھرنے کی آواز یعنی وہ آواز جو پانی کی سطح پر پانی کے گرنے یا پتھروں پر پانی کے گرنے سے پیدا ہوتی ہے۔
☆ بانسری کی آواز

3۔ شروع میں مختلف انداز اور طرزوں میں آواز سنائی دیتی ہے۔ بعد میں الفاظ اور جملے بھی سنائی دیتے ہیں۔ اسرار و رموز منکشف ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں کسی سوال کا جواب حاصل کرنے کے لیے ذہن میں ایک دو بار سوال دہرائیں۔ اس کے بعد ہاتفِ غیبی کی طرف توجہ کریں اور مسلسل دھیان قائم رکھیں۔ سوال کو ذہن میں نہ لائیں۔ صرف جواب کے منتظر رہیں۔ ذہنی یکسوئی اور روحانی استعداد کے لحاظ سے جلد ہی آواز کے ذریعے جواب ذہن میں آ جاتا ہے۔ اسی طریقہ سے تصورِ شیخ سے اور کسی صاحبِ مزار سے رابطہ کر کے بھی رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ دربارِ رسالت سے رہنمائی حاصل کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

**مراقبہ مشاہدۂ حق:۔** نماز دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ سے رابطہ قائم کرنے اور ہم کلام ہونے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضورِ قلبی (ذہنی و قلبی یکسوئی) کے بغیر نماز (صحیح طور پر) ادا نہیں ہوتی یعنی نماز کے دوران اگر ذہنی و قلبی یکسوئی نہ ہو تو ذاتِ باری تعالیٰ سے رابطہ نہیں ہوتا۔ ذاتِ باری تعالیٰ سے رابطہ و تعلق قائم کرنے کے لیے خیال اور تصور کی یکسوئی ہونا ضروری ہے۔ اس لیے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اس سوال کے جواب میں کہ 'احسان' کیا ہے، ارشاد فرمایا ہے:

**تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔**

(احسان یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اسے دیکھ نہیں پاتے تو (کم از کم یہ تصور کرو کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

مراقبہ اسمِ ذات سے تصور باری تعالیٰ قائم کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ حالتِ نماز میں سالک کو تصور کرنا چاہیے کہ اسمِ ذات (اللہ) نوری حروف میں لکھا ہوا نظر آ رہا ہے اور سالک کلام الٰہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہے۔ حالتِ نماز میں مراقبہ نور، مراقبہ احدیت، مراقبہ معیت، مراقبہ اقربیت، مراقبہ محبت، مراقبہ اسمِ الظاہر والباطن، مراقبہ عبودیت، مراقبہ فنا بقا، مراقبہ سیر کعبہ، مراقبہ روضۂ اطہر، مراقبہ مسجد نبوی، مراقبہ صوتِ سرمدی غرضیکہ ان سب مراقبات سے حاصل ہونے والی یکسوئی اور تفکر سے مراقبہ احسان قائم ہو جاتا اور سالک کو روحانی معراج حاصل ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

**تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ** ۔''اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف کرو۔''

مراقبہ اسمِ ذات اور مراقبہ اسمائے الٰہیہ سے انسانوں کو ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ ایسے انسان کے ظاہری و باطنی حواس ذات و صفاتِ باری تعالیٰ سے روحانی رابطہ و تعلق کی بنا پر دائمی و ابدی بقا و جلا پا لیتے ہیں۔ اس میں اسمائے الٰہیہ کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مرنے کے بعد جس عالم میں روحیں منتقل ہوتی ہیں وہ جہاں عالم اعراف کہلاتا ہے۔ مرنے کے بعد ایسے بندے کا عراف اس کے روحانی مقام و مرتبہ کے مطابق قائم ہوتا ہے اور وہ مرنے کے بعد اپنے ظاہری حواس اور ظاہری نظر کے ساتھ ان عالمین (اس دنیا میں اور عالمِ اعراف) میں رہتا ہے۔

انسان کی روحانی کیفیت کے مطابق ہی اس عالم اعراف میں اور آخرت میں اعلیٰ مقام (علیّین) یا اسفل مقام (سجّین) عطا ہوگا۔ اس ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

**كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ○ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ○** المطففین [83:7-9]

''یہ حق ہے کہ بدکرداروں کا نامۂ اعمال سجّین (یعنی دیوان خانۂ جہنم) میں ہے○ اور آپ نے کیا جانا کہ سجّین کیا ہے○ (یہ قید خانۂ دوزخ میں اس بڑے دیوان کے اندر) لکھی ہوئی (ایک) کتاب ہے (جس میں ہر جہنمی کا نام اور اس کے اعمال درج ہیں)○''

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ○ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ○ مطففین [83:18-20]

''یہ (بھی) حق ہے کہ بے شک نیکوکاروں کا نوشتۂ اعمال علّیین (یعنی دیوان خانۂ جنت) میں ہےo اور آپ نے کیا جانا کہ علّیین کیا ہے؟o (یہ جنت کے اعلیٰ درجہ میں اس بڑے دیوان کے اندر) لکھی ہوئی (ایک) کتاب ہے (جس میں ان جنتیوں کے نام اور اعمال درج ہیں جنہیں اعلیٰ مقامات دیے جائیں گے)o''

روحانی رابطہ کے لیے خیال اور تصور کی یکسوئی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی اور اوظائف اور نماز کی ادائیگی کے وقت مشاہدہ حق کا تصور قائم رکھیں اور یقین رکھیں کہ ذاتِ باری تعالیٰ سمیع وبصیر اور ناظر ہے۔ اس دوران ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے جواب کے بھی منتظر رہیں۔ آواز، روشنی یا تحریر، کسی نہ کسی صورت میں جواب بھی ضرور آئے گا۔ یقین اور شدتِ انتظار ضروری ہیں۔

نماز کی طرح تلاوت قرآنِ حکیم بھی حالتِ مراقبہ میں توجہ ویکسوئی سے کریں۔ جب بھی قرآن حکیم کی تلاوت کریں، چاہے نماز میں، تہجد کے نوافل میں یا صرف تلاوت کے وقت، یہ تصور رکھیں اللہ تعالیٰ اس کلام کے ذریعے آپ سے مخاطب ہیں۔ اس طرح عبادت و تلاوت کرنے سے آپ کا ذاتِ باری تعالیٰ سے روحانی تعلق قائم ہوجائے گا اور یہ تعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے گا۔ جس قدر آپ کے قلب کا آئینہ صاف ہوتا جائے گا اسی مناسبت سے معانی ومفاہیم کی نورانی دنیا آپ پر ظاہر ہوتی جائے گی۔

**سیر آفاقی:** ۔ مراقبہ اسمِ ذات کے دوران روحانی سیر ہوتی ہے۔ اس سیر کے دو مراتب و مدارج ہیں۔ پہلی مرتبہ میں سالک کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ تصور کرتا ہے کہ تمام کائنات ایک آئینہ ہے جس پر انوار الٰہی کا عکس پڑ رہا ہے۔ اس تصور کے ذریعے سیر آفاقی شروع ہوجاتی ہے۔ اس صورت میں سالک کو تمام مشاہدات وانکشافات اپنی ذات سے باہر نظر آتے ہیں۔ وہ حقائق زمینی و آسمانی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ عرش، لوحِ محفوظ اور مختلف جہانوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اس طرزِ مشاہدہ کو سیر آفاقی کہتے ہیں۔

**سیر انفسی:** ۔ اگلے مرحلہ میں سالک یہ تصور کرتا ہے کہ وہ خود ایک آئینہ ہے جس میں انوار وصفاتِ الٰہی کا عکس پڑ رہا ہے۔ یہ تصور سیر انفسی کی ابتدا کرتا ہے۔ اس درجے میں سالک کو تمام موجودات اپنی ذات کے اندر نظر آتے ہیں۔ اس سیر کی انتہا پر اپنے اندر موجود آئینے کی بھی نفی کردی جاتی ہے۔ اس صورت میں سالک اللہ کو تجلی کی صورت میں ورائے عرش دیکھتا ہے۔ قرآن حکیم میں سیر انفسی اور سیر آفاقی کا اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے:

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ○ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ○ الذاریات [51:20-21]

''اور زمین میں صاحبانِ ایقان (یعنی کامل یقین والوں) کے لیے بہت سی نشانیاں ہیںo اور خود تمہارے نفوس میں (بھی ہیں)، سو کیا تم دیکھتے نہیں ہوo''

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ○ شوریٰ [42:53]

(یہ صراطِ مستقیم) اسی اللہ ہی کا راستہ ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے۔ جان لو کہ سارے کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیںo

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ج وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ○ ق [50:16]

''اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم اُن وسوسوں کو (بھی) جانتے ہیں جو اس کا نفس (اس کے دل ودماغ میں) ڈالتا ہے۔ اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیںo''

**تصورِ شیخ:** ۔ کسبِ فیض کے لیے اپنے مرشد کریم سے عقیدت، محبت، ادب، عاجزی، خدمت، ایثار اور تعمیل ارشاد (اطاعت) کا رشتہ قائم کرنا اور اسے بہتر سے بہتر بنانا ضروری ہے۔ مرشد اور مرید کے درمیان روحانی، ذہنی اور قلبی رشتہ کی بدولت، مرشد کے علوم، طرزِ فکر اور انوار مرید کو منتقل ہوتے رہتے ہیں اور مرید ان چیزوں کو بتدریج سمجھتا رہتا ہے۔ کسبِ فیض کے لیے ضروری ہے کہ مرشد کریم کی صحبت اختیار کی جائے۔ ان کی گفتگو بغور سنی جائے۔ ان کے ارشادات پر خلوص نیت سے عمل کیا جائے۔ ان کی تحریروں (مکتوبات، ملفوظات،

کتب، مقالات وغیرہ) کا بغور مطالعہ کیا جائے۔کسبِ فیض کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تصور کے ذریعے مرشد کے ساتھ روحانی، ذہنی اور قلبی تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر اور بہتر سے بہتر بنایا جائے۔تصور کی بدولت، شیخ کریم کے علوم، طرزِ فکر اور انوار مرید میں منتقل ہوتے ہیں۔ مسلسل مشق کی بدولت مرشد کے ساتھ کل وقتی رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور مرید میں معرفتِ الٰہیہ کی صلاحیت مسلسل منتقل ہوتی رہتی ہے۔ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ مرید، اپنے مرشد کا عکس بن جاتا ہے۔اس مقام کو تصوف میں 'فنافی الشیخ' کا نام دیا جاتا ہے۔

**مراقبہ تصورِشیخ:**۔تصورِشیخ کا مراقبہ کئی طریقوں سے کیا جاتا ہے۔

1۔ یہ تصور کریں کہ آپ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہیں۔جب آپ سانس کے ساتھ لفظ 'اللہ' پڑھتے ہیں تو سانس کے ذریعے مرشد کے قلب سے نور آپ میں منتقل ہوتا ہے اور جب سانس خارج کرتے وقت 'ھو' پڑھتے ہیں تو 'ھو' کے ساتھ یہ نور آپ کے دل میں منتقل ہو رہا ہے۔کسی مزار پر حاضری کے بعد بھی صاحبِ مزار سے اسمِ ذات کی توجہ سے رابطہ کیا جاتا ہے اور اسی طرح کسبِ فیض کیا جاتا ہے۔

2۔ مشق وجود یہ کے دوران یہ تصور کریں کہ مرشد کریم اپنی انگشت شہادت سے آپ کے جوف مغز کی چھت، اس کے سامنے کے، دائیں بائیں اور پیچھے کے حصوں پر، آنکھوں، کانوں، ناک، زبان، ہاتھوں اور دل پر اسمِ ذات اور سینے میں اسمِ نبی کریم ﷺ (محمد ﷺ) لکھ رہے ہیں۔

3۔ مرشد آپ کے سامنے تشریف فرما ہیں اور وہ آپ کی طرف توجہ کر رہے ہیں۔جس سے ان کے علوم، طرزِ فکر اور انوار آپ کے قلب و ذہن اور شخصیت میں منتقل ہو رہے ہیں۔

4۔ اپنی ذات کی نفی کر دیں۔یہ تصور کریں کہ آپ نہیں بلکہ آپ کے مرشد موجود ہیں۔آپ کے ہاتھ پاؤں، تمام وجود آپ کا نہیں آپ کے مرشد کا ہے۔ہر وقت، ہر آن خود کو مرشد تصور کریں۔یہ تصور کریں آپ کی ذات، مرشد کی ذات ہے۔یہ طریقہ تمام طریقوں میں سے اعلیٰ ترین تصور کیا جاتا ہے۔

**مراقبہ دعوتِ قبور:**۔ دعوتِ قبور کا مراقبہ کسی بزرگ یا ولی اللہ کے مزار پر کیا جاتا ہے۔یہ مراقبہ اس بزرگ سے روحانی رابطہ کرنے کے لیے، ان کی زیارت کے لیے اور روحانی فیض کے حصول کے لیے کیا جاتا ہے۔سلسلہ سروری قادری میں اسے دعوتِ قبور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس کا طریقہ درج ذیل ہے:

1۔ قبر کے سرہانے، قبر کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائیں۔

2۔ درود شریف، الحمد شریف، آیت الکرسی، چاروں قل اور پھر درود شریف کم از کم تین تین بار پڑھ لیں۔

3۔ سورہ یٰسین، سورہ ملک، سورہ رحمٰن یا سورہ مزمل پڑھ کر ختم شریف خواجگان کے مطابق نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور دیگر تمام ارواحِ مقدسہ اور صاحبِ مزار کو ایصال کریں۔

4۔ مراقبہ اسمِ ذات کریں۔

5۔ جب توجہ اور یکسوئی حاصل ہو جائے تو صاحبِ مزار کے قلب پر اسمِ ذات تحریر کریں اور ساتھ ہی رابطہ کے لیے درخواست کریں۔ دل ہی دل میں صاحبِ مزار کو مسنون طریقہ سے سلام عرض کریں اور جواب کے منتظر رہیں۔صاحب مزار حسبِ منشا کسی بھی شکل میں (آواز یا تحریر کی شکل میں) جواب دے دیں گے۔ہو سکتا ہے کہ وہ خود سامنے آجائیں اور ہم کلام ہوں۔

**مراقبہ اور شفا:**۔جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا' ہوا کی نالی کے ذریعے پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے۔پھیپھڑوں میں ہوا میں سے آکسیجن خون کی باریک نالیوں (Capillaries) کی دیواروں کے ذریعے خون میں موجود ہیموگلوبن سے مل جاتی ہے۔آکسیجن والا ہیموگلوبن آکسی ہیموگلوبن کہلاتا ہے۔آکسی ہیموگلوبن میں موجود آکسیجن، معدہ اور انتڑیوں سے ہضم ہونے والی غذا سے مل کر عمل تکسید کرتی ہے جس سے توانائی پیدا ہوتی ہے۔اس کے ساتھ ہی کاربن ڈائی آکسائیڈ $CO_2$ بھی پیدا ہوتی ہے۔یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ ہیموگلوبن سے ملتی ہے۔

کاربن ڈائی آکسائیڈ والا یہ ہیموگلوبن کاربا کسی ہیموگلوبن کہلاتا ہے۔ کاربا کسی ہیموگلوبن والا یہ خون واپس پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے جہاں سے اس میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ جدا ہو جاتی ہے۔ جب ہم سانس خارج کرتے ہیں تو یہ کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوا کے ساتھ خارج ہو جاتی ہے۔ مراقبہ کے دوران ارتکاز توجہ کی مشق کے ساتھ، سانس کی مشق بھی کی جاتی ہے۔ اسم ذات کا تصور کرتے ہوئے سانس کے ساتھ اسم "اللہ" کا ذکر کیا جائے تو اسم ذات کا اثر سانس کے ذریعے خون میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ خون تمام اعضاء تک پہنچتا ہے۔ اس طرح ذکر وفکر کی برکت سے جسمانی وروحانی شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ قلب وروح میں اور تمام جسم میں ذکر الٰہی جاری ہو جاتا ہے۔

مراقبہ اسمِ ذات کا طریقہ درج ذیل ہے:

1۔ اسم ذات کا لطیفۂ قلب (دل کے مقام) پر تصور کریں۔

2۔ مراقبہ کے دوران جب سانس اندر جائے تو سانس کے ساتھ "اللہ" پڑھیں۔ یہ تصور کریں کہ اسم "اللہ" سانس کے ذریعے خون میں شامل ہو کر تمام جسم (Body)، اعضاء (Organs)، رگوں (Veins)، ریشوں اور بن ومو (Hair) میں گردش کر رہا ہے۔ اس سے تمام جسم لطائف، اعضا اور خون پاک ہو رہے ہیں۔ قوتِ مدافعت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خون سے جراثیم مر رہے ہیں۔ اسمِ ذات کے نور سے جسمانی، روحانی امراض سے چھٹکارا مل رہا ہے۔ تمام لطائف نور سے روشن ہو رہے ہیں۔

3۔ جب سانس باہر آئے تو تصور کریں کہ تمام جسم سے، قلب سے تاریکی اور بیماری خارج ہو رہے ہیں۔

4۔ اس طریقے سے دل (Heart)، جگر (Liver)، پھیپھڑے (Lungs)، گردے (Kidneys)، دماغ (Brain)، آنکھیں (Eyes)، کان (Ears) اور زبان (Tongue) جسمانی وروحانی امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔ تمام لطائف نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ ذکر وفکر کے اس طریقہ سے تمام لطائف اور بن ومو میں ذکر الٰہی جاری ہو جاتا ہے۔

5۔ کسی دوسرے فرد کے جسمانی، روحانی، نفسیاتی اور ذہنی علاج کے لیے بھی یہی طریقہ توجہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جنسی واخلاقی امراض، معدہ، انتڑیوں، مثانہ اور جگر کے امراض کے علاج کے لیے لطیفۂ نفس اور لطیفۂ قلب پر توجہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ دماغی، نفسیاتی امراض کے علاج کے لیے لطیفۂ قلب کے ساتھ لطیفۂ خفی، لطیفۂ اخفٰی، دماغ، سر کی چوٹی، ریڑھ کی ہڈی اور پیشانی پر توجہ سے فائدہ ہوتا ہے۔ امراضِ قلب اور پھیپھڑوں کے امراض کے لیے لطیفۂ قلب کے ساتھ لطیفۂ روح پر توجہ سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ جسمانی شفا وتندرستی کے علاوہ باطنی وروحانی کشائش بھی نصیب ہوتی ہے۔

6۔ اس مراقبہ سے نظامِ تنفس (Respiratory System) نظام انہضام (Digestive System) اور نظام دوران خون (Circulatory System) کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔

7۔ ذہنی، اعصابی ونفسیاتی بیماریوں کے علاج کے لیے مندرجہ بالا طریقہ سے مراقبہ کرنے سے اور دماغ (Brain) اور ریڑھ کی ہڈی (Vertebral Column) کے گردن کے پچھلے حصے اور آخری حصے پر توجہ سے اسم ذات نقش کرنے اور توجہ کرنے سے خاطر خواہ نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اعصابی نظام (Nervous System) تمام عضوی نظام پر حاوی ہے۔ پٹھوں کو حرکت اعصاب (Nerves) ہی دیتے ہیں۔ اعصاب شریانوں (Capillaries) کے کھلنے اور سکڑنے کو متاثر کر کے دورانِ خون میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لیے براہ راست عمل کرتے ہیں۔ اعصاب تمام اعضا پر عمل کرتے ہیں اور ان کی وساطت سے تمام غیر صحت مند اعضا پر اثر ڈالا جا سکتا ہے۔

8۔ جسمانی لحاظ سے ہمارے اندر دو نظام کام کرتے ہیں۔

**1۔ سیم پیتھیٹک سسٹم (Sympathetic System)**

یہ نظام دل کی دھڑکن کی تیزی، خون کی رفتار کی تیزی اور آنکھوں کی پتلیوں کے پھیلنے کو کنٹرول کرتا ہے۔

**2۔ پیرا سمپیتھیٹک سسٹم (Prasympathetic System)**

اس نظام کے تحت دل کی دھڑکن آہستہ ہوتی ہے۔خون کی رفتار کم ہوتی ہے۔ پتلیاں سکڑتی ہیں اور جسم کے مختلف حصوں (انتڑیوں، غدودوں اور پٹھوں) کی حرکت اور کارکردگی کنٹرول ہوتی ہے۔

یہ نظام ہمارے ارادے اور اختیار کے بغیر کام کرتے ہیں۔سانس لینے پر ہم مجبور ہیں۔دل کی حرکت پر ہمیں اختیار نہیں۔مراقبہ سے ان دونوں نظاموں پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اور جسمانی ونفسیاتی اعتبار سے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

عزیزانِ من! بعض اوقات انسان کو ماضی کے تلخ اور ناپسندیدہ واقعات یاد آتے ہیں تو بہت دکھی کردیتے ہیں۔

یادِ ماضی عذاب ہے یا رب　چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

نفسیاتی بیماریوں کی سب سے بڑی وجہ ماضی کے تلخ اور ناپسندیدہ واقعات ہوتے ہیں۔اگران ناپسندیدہ واقعات کو فرد کے ذہن سے نکال دیا جائے تو وہ ان سے لاحق ہونے والی نفسیاتی بیماریوں سے نجات پاکر،خوشگوار اور مطمئن زندگی گزارنا شروع کردیتا ہے۔جدید نفسیات نے انسانی طرزِفکر کی خوبیوں وخامیوں سے آگاہ ہوکر،قوتِ خیال اور قوتِ تصور سے مثبت کام لینے کے لیے مشق اور مراقبہ کی مدد سے منفی طرزِ فکر کو مثبت طرزِفکر میں تبدیل کرنے اور ان نفسیاتی بیماریوں سے چھٹکارا پانے کے کامیاب طریقے وضع کرلیے ہیں۔ایسی مشقوں میں مراقبہ کی صورت میں یکسوئی حاصل کرکے،تصور میں ناپسندیدہ واقعے یا واقعات کے بارے میں بار بار سوچا جاتا ہے۔اس دوران تصور کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ اب مزید تکلیف دہ نہیں رہا۔یہ تصور سے محو ہو رہا ہے۔بار بار ایسی مشق کرنے سے وہ واقعہ یاد آنے پر پہلے کی طرح تکلیف دہ نہیں رہتا۔

پاکستان کے معروف این ایل پی پریکٹیشنر،ہپناٹسٹ،سائیکوتھراپسٹ اور ماہرِ نفسیات،پروفیسر ارشد جاوید نے نفسیاتی امراض کے علاج اور نفسیاتی مسائل کے حل کے لیے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ان میں سے ایک کتاب ''خوشیوں بھری زندگی کیسے''؟ میں انہوں نے تلخ، ناخوشگوار یادوں اور مختلف نفسیاتی امراض سے چھٹکارا پانے کے لیے بہت سی مشقیں تجویز کی ہیں جن میں تصور،تفکر،مراقبہ اور مشق کا وہی طریقہ کار بیان کیا گیا ہے جس کا بندہ عاجز نے ابھی ذکر کیا ہے۔پروفیسر ارشد جاوید نے یادِ ماضی کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لیے گیارہ عدد مشقیں تجویز کی ہیں۔یہ تمام مشقیں بظاہر مختلف ہیں مگر ان تمام مشقوں میں قوتِ خیال،قوتِ تصور کے مثبت استعمال سے،مثبت طرزِفکر اختیار کرکے نفسیاتی مسائل اور امراض سے چھٹکارا پانے کا طریقہ کار بیان کیا گیا ہے۔مثلاً وہ لکھتے ہیں:

1۔ آرام سے کسی پرسکون جگہ لیٹ جائیں یا بیٹھ جائیں۔کمرے کی روشنی کچھ مدھم کرلیں۔آنکھیں بند کرکے جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیں۔اس ناپسندیدہ واقعے کے بارے میں سوچیں جو آپ کی پریشانی کا باعث ہے۔آپ کے ذہن میں اس کی تصویر بنے گی۔ زیادہ امکان یہ ہے کہ یہ تصویر رنگین،صاف،روشن،قریب،بڑی اور آپ کے سامنے ہوگی۔اس تصور کے ساتھ بُرے احساسات (Feelings) بھی ابھریں گے۔اگر آپ اس میں کچھ تبدیلیاں کردیں تو آپ کے احساسات بھی بدل جائیں گے۔چنانچہ آپ تصویر کو بلیک اینڈ وائٹ،غیر واضح،دھندلا (Dim) کردیں۔چھوٹا کرکے دور لے جائیں۔اگر یہ آپ کے سامنے بن رہی ہے تو اس کو دائیں،بائیں،اوپر،نیچے کرکے دیکھیں حتیٰ کہ برے اثرات ختم ہوجائیں۔تھوڑی دیر اسے دیکھتے رہیں پھر آنکھیں کھول دیں ۔اب دوبارہ آنکھیں بند کرکے اس واقعہ کے بارے میں سوچیں اور اپنے احساسات کو چیک کریں۔اگر برے اثرات ختم ہوگئے تو مزید مشق کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر اب بھی بُرے احساسات ہیں تو اس مشق کو بار بار کریں حتیٰ کہ پہلے والی اصل تصویر بننا بند ہوجائے اور نئی بلیک اینڈ وائٹ اور دُھندلی تصویر بنے اور برے اثرات بھی ختم ہوجائیں۔

2۔ اس واقعہ کے برے اثرات ختم کرنے کا ایک سادہ طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کرکے صدمے والے واقعہ کے بارے میں سوچیں تو آپ کے دماغ میں ایک تصویر بنے گی۔اس کو تصور میں اپنی گردن کے پیچھے بہت دور لے جائیں حتیٰ کہ اس کے اثرات ختم ہوجائیں۔نتیجے کو چیک کرنے کے لیے آنکھیں کھول دیں،اب دوبارہ آنکھیں بند کرکے اس واقعہ کے بارے میں سوچیں تو دوبارہ اصل تصویر نہیں بنے گی اور بُرے احساسات بھی نہ ہوں گے۔اگر اصل تصویر بنے اور اس کے ساتھ بُرے احساسات بھی ہوں تو اس

مشق کو بار بار کریں حتیٰ کہ برے اثرات ختم ہو جائیں۔(خوشیوں بھری زندگی، کیسے...،ص 31)

3۔ اس مشق سے ماضی کی تمام ناپسندیدہ یادوں کو دماغ سے نکالا جا سکتا ہے۔

☆ آنکھیں بند کر کے تصور کریں کہ ماضی کے تمام ناپسندیدہ واقعات آپ کے دماغ سے نکل کر سامنے دیوار پر چسپاں ہوتے جا رہے ہیں۔

☆ تصورات کو سیاہ اور چھوٹا کر لیں۔

☆ ان کو زیادہ سے زیادہ شفاف (Transparent) کر دیں۔

☆ اب ان کی چمک دمک ختم (Fade out) کر دیں۔وہ پھیکے پڑ کر ختم ہو جائیں گے۔(خوشیوں بھری زندگی، کیسے...،ص 35)

ناپسندیدہ واقعہ کے بارے میں تصور میں بننے والی (رنگین،صاف،روشن،بڑی) تصویر کو قوتِ تصور کی مدد سے بلیک اینڈ وائٹ، غیر واضح، دھندلی اور چھوٹے سائز کی تصویر میں تبدیل کر کے اور اس تصویر سے منسلک برے احساسات (Feelings) کو خوشگوار احساسات میں تبدیل کر کے، آپ اس ناپسندیدہ واقعہ کے برے اثرات سے نجات پا لیں گے۔

پروفیسر ارشد جاوید مزید لکھتے ہیں کہ مثبت طرزِ فکر کی درج ذیل مشق بھی اس طرح کے مسائل سے چھٹکارا پانے کے لیے مؤثر ثابت ہو سکتی ہے:

1۔ جسم کو ریلیکس کریں۔

2۔ آنکھیں بند کر کے دس لمبے سانس لیں۔ماضی کے مشکل دنوں کے بارے میں سوچیں جو اَب نہیں ہیں۔

3۔ سوچیں اور خوشی محسوس کریں کہ اب وہ خراب حالات نہیں ہیں۔(خوشیوں بھری زندگی، کیسے...،ص 33)

ذہنی و نفسیاتی امراض پر تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ تقریباً 98% نفسیاتی امراض و مسائل کی وجہ بے بنیاد خدشات اور وسوسے ہیں۔تقریباً تمام یا زیادہ تر نفسیاتی امراض و مسائل کی وجہ منفی طرزِ فکر اور قوتِ تصور کا منفی استعمال ہے۔انسان مثبت طرزِ فکر اور قوتِ خیال و قوتِ تصور کے مثبت استعمال سے ان امراض و مسائل سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔نفسیاتی میں ایسے مسائل کے حل کے لیے مراقبہ تجویز کیا جاتا ہے۔جس میں قوتِ خیال و قوتِ تصور کی مدد سے بے جا خدشات اور وسوسے یادداشت سے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔انہیں ذہن سے نکالنے کے لیے قوتِ تصور سے کام لیا جاتا ہے۔دماغ کے گرد تصوراتی بند قائم کر دیا جاتا ہے تا کہ ایسے خیالات دماغ میں داخل نہ ہو سکیں۔بعض صورتوں میں ان وسوسوں کے بارے میں مبالغہ کی حد تک سوچا جاتا ہے تا کہ کچھ عرصہ بعد منفی خیالات آنا بند ہو جائیں یا اگر آئیں تو متاثر نہ کر سکیں۔بعض اوقات سانس کی مشقوں سے بھی مدد مل جاتی ہے۔مثلاً

1۔ جونہی وسوسے آئیں اپنی سانس روک لیں۔بار بار یہ مشق کریں۔وسوسے آنے بند ہو جائیں گے۔

2۔ یہ تصور کریں کہ جب آپ سانس خارج کرتے ہیں تو ساتھ ہی وسوسے یا برے خیالات بھی جسم سے خارج ہو رہے ہیں۔

3۔ جب بھی ذہن میں منفی خیالات آئیں تو ان پر توجہ مرکوز نہ کریں۔اپنے آپ سے کہیں کہ اب میں ان کے بارے میں نہیں سوچوں گا۔رات کو سونے سے پہلے ان کے بارے میں سوچوں گا۔اس کے بعد کسی اور طرف دھیان لگا دیں یا کسی پسندیدہ کام میں مشغول ہو جائیں۔اس سے آپ ہر وقت کی پریشانی سے اور بدخیالی سے بچ جائیں گے۔بعد میں مقررہ وقت پر مراقبہ کر کے ان خیالات سے چھٹکارا پا لیں۔

4۔ جب ذہن میں کوئی منفی خیال آئے تو اپنی قوتِ ارادی سے بھرپور کام لیتے ہوئے بھرپور انداز سے کہیں ''سٹاپ (Stop)، یہ صرف ایک خیال ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں، یہ مجھے ڈسٹرب نہیں کرے گا۔'' ضرورت پڑنے پر بار بار اس جملے کو دھرائیں۔حتیٰ کہ خیال اور وسوسے آنے بند ہو جائیں۔نفسیات اور ہپناٹزم کی زبان میں اس مشق کو خود تلقینی (Auto Suggestion) کے عمل کا نام دیا جاتا ہے۔

5۔ روزانہ مقررہ وقت پر کسی پرسکون جگہ پر، پرسکون انداز سے بیٹھ جائیں۔ذہن میں جو بھی منفی خیالات آئیں کاغذ پر لکھتے جائیں۔اگر

کوئی ایک خیال آتا ہے تو اسے بار بار لکھتے جائیں۔اپنی پریشانی کی نوعیت کے لحاظ سے دس،بیس منٹ سے لے کر ایک گھنٹے تک خود نویسی (Auto Writing) کی مشق کریں۔اگلے روز اسی وقت دوبارہ اس مشق کے لیے بیٹھ جائیں۔گزشتہ روز کے لکھے ہوئے خیالات مقرروقت پر بار بار پڑھیں۔اور اس کے بعد یہ تصور کرتے ہوئے کاغذات جلادیں کہ یہ خیالات ختم ہو رہے ہیں۔اگلے دن دوبارہ لکھنے کی مشق کریں۔اس طرح ایک دن لکھیں،اگلے دن پڑھیں اور کاغذات جلادیں۔یہ مشق جاری رکھیں حتیٰ کہ برے خیالات ختم ہو جائیں۔پروفیسر ارشد جاوید کی طرح رئیس احمد امروہی نے بھی روحی علوم (ہپناٹزم،ٹیلی پیتھی،یوگا،وغیرہ)اور مابعد النفسیات کے موضوع پر اپنی کتب میں مراقبہ سے نفسیاتی،اخلاقی اور جنسی امراض کے علاج کا طریقہ کار بیان کیا ہے۔ان علوم کے یورپی ماہرین کی کتب میں مراقبہ کے ذریعے،خیال اور تصور کی قوت کے مثبت استعمال کی وضاحت سے تعلیم دی گئی ہے۔یہاں ان تعلیمات کے ذکر کا مقصد ان کے پیچھے کارفرما اصول وقوانین کو سمجھ کر صوفیہ کے مروجہ طریقہ علاج کی قدر وقیمت اور ضرورت واہمیت سے آگاہ ہونا اور صوفیہ کے طریقے سے فائدہ اٹھانا ہے۔

برے،منفی خیالات،حادثات اور واقعات کو یادداشت سے محو کرنے (مٹانے) کے لیے درج ذیل تین مشقیں ملاحظہ فرمایئے اور ان مشقوں کے پیچھے کارفرما فلسفہ پر غور کریں۔

**مشق نمبر1:۔**

1۔ آرام سے کسی جگہ بیٹھ جائیں،لیٹ بھی سکتے ہیں۔جسم کو بالکل ریلیکس کریں۔ڈھیلا چھوڑ دیں۔آنکھیں بند کر کے 10 لمبے سانس لیں۔سانس کو آہستہ آہستہ اندر کھینچیں اور پھر منہ کے ذریعے آہستہ آہستہ خارج کریں،پھر تصور کریں کہ آپ کسی جگہ سیڑھیوں کے اوپر کھڑے ہیں۔اب نیچے اُترنا شروع کریں۔20 سیڑھیاں نیچے اُتریں۔دروازہ کھولیں اور خوبصورت واش روم میں داخل ہو جائیں۔اندر کنڈی لگالیں۔تصور میں اپنے دماغ کا ڈھکنا کھولیں اور اوپر سے شاور کھول دیں۔اس سے آپ کی ساری پریشانیاں،وسوسے اور خدشات وغیرہ پانی کے ساتھ بہہ جائیں گے۔جب سارے بہہ جائیں تو شاور بند کر کے دماغ کا ڈھکنا بھی بند کر دیں۔

2۔ اب واش روم سے باہر آجائیں۔تصور کریں کہ آپ کے اوپر ایک گہرا سفید بادل اُڑ رہا ہے۔آپ اسے ہاتھ لگا سکتے ہیں۔اب اپنی ساری پریشانیوں اور وسوسوں کو اس بادل میں رکھ دیں۔اس سے بادل سیاہ ہو جائے گا۔پھر تصور کریں کہ سورج کی تیز شعائیں اس سیاہ بادل پر پڑ رہی ہیں جس سے بادل جل جائے گا۔بادل جلے گا تو پریشانیاں اور وسوسے بھی جل جائیں گے۔

3۔ اس کے بعد تصور میں تھوڑا سا آگے جائیں تو آپ کو ایک غبارہ نظر آئے گا جو کہ ہوا میں اُڑ رہا ہے۔غبارے کے نیچے ایک ٹوکری لٹک رہی ہے۔غبارے کے پاس چلے جائیں۔ٹوکری کا ڈھکن کھولیں اور ایک ایک کر کے اپنی ساری پریشانیاں اور وسوسے ٹوکری میں ڈال کر اس کا ڈھکنا بند کر دیں۔پھر غبارے کا زمین کے ساتھ بندھا ہوا رسہ کھول دیں۔غبارہ آپ کی پریشانیوں اور وسوسوں کو آپ سے دور لے جائے گا۔(خوشیوں بھری زندگی... کیسے؟ص36 تا37)

**مشق نمبر2:۔**خدشات کو کم یا ختم کرنے کے لیے یہ مشق بہت موثر ہے۔

1۔ کسی پرسکون جگہ بیٹھ جائیں،جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں۔آنکھیں بند کر کے دس لمبے سانس لیں۔

2۔ تصور کریں کہ آپ کے سامنے ایک سکرین ہے۔اس سکرین پر اپنے تمام خدشات پر مشتمل ایک فلم چلائیں۔یہ فلم آپ کو ڈسٹرب کرے گی۔

3۔ اب تصور میں اپنے آپ کو بہت لمبا کریں۔سکرین وہیں نیچے رہے گی۔

4۔ اب سکرین پر دوبارہ خدشات کی فلم کو چلائیں،چونکہ آپ بلندی پر ہیں۔یہ خدشات آپ کو واضح طور پر نظر نہ آئیں گے اور نہ ہی آپ کو پہلے کی طرح ڈسٹرب کریں گے۔

5۔ اب اپنے آپ کو مزید لمبا کریں۔ بہت اوپر چلے جائیں، سکرین وہیں نیچے رہے گی۔
6۔ خدشات کی فلم کو ایک بار پھر دیکھیں۔اب چونکہ آپ بہت بلندی پر ہوں گے لہٰذا یہ خدشات آپ کو نظر نہیں آئیں گے بلکہ نقطے نقطے سے نظر آئیں گے۔
7۔ اب آپ تصور کریں کہ آپ ایک بادل کی طرح آسمان پر اُڑ رہے ہیں اور نیچے گول زمین نظر آ رہی ہے۔خدشات کی فلم کو ایک بار پھر دیکھیں۔اب چونکہ آپ بہت بلندی پر ہیں تو آپ کو کچھ نظر نہ آئے گا۔
8۔ فلم مکمل ہونے پر آنکھیں کھول دیں اور دائیں بائیں دیکھیں۔
9۔ دوبارہ آنکھیں بند کر کے خدشات کے بارے میں سوچیں۔اب وہ آپ کو پہلے کی طرح ڈسٹرب نہیں کریں گے۔اگر ڈسٹرب کریں تو مشق کو دہرالیں۔آخر میں پھر چیک کریں۔حسبِ ضرورت مشق دہرالیں حتیٰ کہ وہ آپ کو ڈسٹرب نہ کریں۔(خوشیوں بھری زندگی ... کیسے؟،ص39)

**مشق نمبر3:۔**خدشات کے خاتمے کے لیے یہ مشق بھی بہت موثر ہے۔
1۔ کسی پرسکون جگہ بیٹھ جائیں، لیٹ بھی سکتے ہیں۔جسم ڈھیلا چھوڑ دیں۔آنکھیں بند کر کے دس لمبے سانس لیں۔
2۔ تصور کریں کہ آپ ایک بہت بڑے ٹی۔وی کے سامنے بیٹھے ہیں۔اس ٹی۔وی پر اپنے تمام خدشات پر مشتمل ایک فلم چلائیں۔یہ فلم آپ کو ڈسٹرب کرے گی۔
3۔ جب فلم مکمل ہو جائے تو آخری سین کے سائز کو چھوٹا کرلیں۔کتاب کے سائز کے برابر یا 9انچ کے ٹی۔وی سکرین کے برابر۔اب فلم تیزی کے ساتھ Reverse کریں۔10 مرتبہ ایسا کریں تو عموماً سارے خدشات ختم ہو جاتے ہیں۔
4۔ آنکھیں کھولیں۔دائیں بائیں دیکھیں۔
5۔ اب پھر آنکھیں بند کرلیں اور ان خدشات کا تصور کریں، اب یا تو تصویر ہی نہ بنے گی یا پھر خدشات آپ کو ڈسٹرب نہ کریں گے۔اگر ڈسٹرب کریں تو فلم کو مزید دس بار Reverse کرلیں۔(خوشیوں بھری زندگی... کیسے؟،ص39 تا40)

مذکورہ بالا تینوں مشقوں میں آپ کی قوتِ ارادی (Will Power) مضبوط بنانے کے لیے مختلف مناظر کا تصور کرنے اور تصور کی مدد سے (بہتے پانی اور چلتے بادل کے ساتھ،اڑتے غبارے کے ساتھ) پریشانیاں،وسوسے،برے،منفی خیالات وجذبات ختم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔تصور وتفکر کی قوت کے پیچھے،خیال کی قوت کارفرما ہے۔بار بار مشق سے قوتِ خیال بہتر ہو جائے گی۔آپ کی باطنی قوتِ شفا متحرک وفعال ہو جائے گی اور آپ کو اپنی پریشانیوں اور مسائل سے چھٹکارا مل جائے گا۔

عزیزانِ من! نبی کریم ﷺ کی حیاتِ اقدس ہر دور کے ہر انسان کے لیے،خصوصاً مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہے۔آپ ﷺ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد فرماتے تھے۔اللہ تعالیٰ سے فضل وکرم، مدد، خیر، بھلائی اور پناہ طلب فرماتے رہتے تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ زندگی میں کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو،کوئی بھی مشکل یا پریشانی ہو،ہر حال میں کثرت سے ذکر کرو،استغفار کرو،صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔صبر سے مراد ہے مثبت طرزِ فکر اختیار کرتے ہوئے،رضائے الٰہی طلب کرتے ہوئے ہمت اور حوصلے سے تکالیف برداشت کرو، مشکلات اور مسائل سے نجات پانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور ان سے چھٹکارا پانے کے لیے کوشش کرو۔نماز ذکر الٰہی اور مراقبہ کی بہترین صورت ہے۔ہر مشکل کے حل کے لیے نماز سے مدد حاصل کرنے سے یہی مراد ہے کہ توجہ اور یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اپنے مسائل اور پریشانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرو،استغفار کرو،کثرت سے درود شریف پڑھو،اس سے تمہارے مسائل حل ہوں گے۔ پریشانیوں سے نجات ملے گی۔اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بھی روحانی رابطہ وتعلق بہتر سے بہتر اور مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔اگر انسان اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اس سے مدد طلب کرے تو آسمانوں اور زمین کی کوئی بھی شے،کوئی ظاہری باطنی دشمن، سحر وآسیب ونظر بد اور برے خیالات وسوسات اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

گزشتہ صفحات پر، مختلف نفسیاتی و دماغی امراض اور مسائل سے نجات پانے کے لیے، ماہرینِ نفسیات کی تجویز کردہ مشقوں میں تصور اور تفکر، توجہ اور مراقبہ کی تعلیم تو دی گئی ہے مگر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس سے مدد طلب کرنے کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ صوفیہ عظام روحانی ترقی کے لیے، تزکیہ نفس، تصفیۂ باطن کے لیے، ذاتِ باری تعالیٰ اور ذاتِ نبی کریم ﷺ سے رابطہ کے لیے مراقبہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ مراقبہ میں توجہ و یکسوئی کے حصول کے لیے کسی ایک نکتہ یا مرکز پر تصور، تفکر اور توجہ مرکوز کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ساتھ ہی تنظیم تنفس کے لیے پاسِ انفاس (سانس کے ساتھ ذکر الٰہی کرنے) کی تعلیم دی جاتی ہے۔ روحانی سائنس (علمِ معرفت وتصوف) میں رائج مراقبہ کی مدد سے روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ ہر طرح کے نفسیاتی و ذہنی، اخلاقی و روحانی، معاشی و اقتصادی مسئلہ و پریشانی سے بھی نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر صوفیہ عظام عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق تصوف کی تعلیم دیتے تو لوگ دامنِ دین چھوڑ کر نفسیات، یوگا، ہپناٹزم، ریکی اور دیگر روحی علوم کی طرف راغب نہ ہوتے اور ان کی تعلیم و تحصیل میں وقت ضائع نہ کرتے۔

نبی کریم ﷺ ہر حال میں سوتے جاگتے، کھاتے پیتے، پانی نوش فرماتے، سیڑھیاں چڑھتے، اترتے، سواری کے جانور پر سوار ہوتے، اترتے وقت؛ خوشی میں، غم میں، ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد فرماتے تھے اور اس سے مدد طلب فرماتے تھے کیونکہ مقصدِ حیات کی تکمیل صرف اسی طرح ہی ممکن تھی۔ اسوۂ حسنہ کی پیروی میں ہمیں بھی ہر حال میں اور ہر کارِ خیر میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہیے اور اس سے مدد طلب کرتے رہنا چاہیے۔ اسی اصول کے تحت نفسیاتی و ذہنی مسائل کے حل کے لیے جو مشقیں بیان کی گئی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی یاد، اللہ تعالیٰ کے اسم کا تصور اور ذکرِ الٰہی شامل کرلیں تو آپ بے خدا انسان (بے دین، دہریے، دنیادار انسان) کے بجائے جو کہ اپنے تمام مسائل کے حل کے لیے اور ضروریات کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ کو یاد کیے بغیر اور اس سے مدد طلب کیے بغیر، کوشش کرتا ہے، ایک باخدا انسان کی طرح نہ صرف دنیوی، بلکہ دینی ترقی اور آخروی فلاح بھی پائیں گے۔

دینِ اسلام کی رُو سے، ہر وہ لمحہ جو یادِ خدا سے غافل گزرا، ہر ایسی محفل جس میں اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا، آخرت میں انسان کے لیے حسرت، افسوس اور مایوسی کا باعث ہوں گے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ کامیاب زندگی گزارنے کے لیے۔ اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور اس جہادِ زندگی میں ہر مسئلہ و مشکل کا حل باخدا ہو کر تلاش کریں اور ان مشکلات و مسائل سے چھٹکارا پائیں۔

علمِ نفسیات کی رو سے ذہنی ونفسیاتی مسائل سے چھٹکارا پانے کے لیے آپ ماہرینِ نفسیات کی تجویز کردہ مشقوں اور ان مشقوں میں کارفرما تفکر، تصور اور توجہ کے اصولوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ ان مشقوں میں صرف خیال کی قوت سے کام لینے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بے خدا لوگ صرف 'خیال کی قوت' کو ہی سب کچھ تصور کرتے ہیں اور اسی قوت کے معجزات بیان کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ دنیا کے حادثات اتفاقاً ہوتے ہیں انسان خیال کی قوت سے دوسروں کو مغلوب کرسکتا ہے۔ آئیڈیل گھر بنا سکتا ہے۔ امیر ہوسکتا ہے۔ ہر طرح کی بیماری سے نجات پاسکتا ہے۔ اپنے اور دوسروں کے ہر طرح کے مسائل حل کرسکتا ہے۔ مشکلات سے چھٹکارا پاسکتا ہے۔ ذہنی، جسمانی، معاشی اور روحانی آسودگی حاصل کرسکتا ہے۔ وہ لوگ بالواسطہ طور پر اس بات کی تعلیم دیتے ہیں کوئی ایسی آفاقی قوت موجود نہیں جس نے اس کائنات اور انسانوں کو تخلیق کیا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس لیے وہ فطرت اور فطرتی قوتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ خیال کی قوت کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ لوگوں کو لادینیت اور دہریت کی تعلیم دیتے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ ان لادینی افکار وتصورات اور نظریات کے مضمرات سے آگاہ ہوں اور اسوۂ حسنہ کے مطابق زندگی بسر کریں۔ صرف وہی افکار وتصورات اور نظریات تسلیم کریں جو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پورے اتریں۔

عصرِ حاضر میں صوفیہ کو چاہیے کہ وہ روحی علوم (ہپناٹزم، ریکی، یوگا، وغیرہ) اور ذہنی ونفسیاتی علوم (نفسیات، این ایل پی تکنیک، سائنٹالوجی وغیرہ) میں ہونے والی پیش رفتوں کا جائزہ لیتے رہیں اور جس سائنسی، منطقی طریقے سے ان علوم کی تعلیم دی جارہی ہے کم از کم اسی طریقے سے یا اس سے بہتر طریقے سے علمِ تصوف (روحانی سائنس، علمِ معرفت) کی تعلیم دیں اور ان ذہنی ونفسیاتی اور روحی علوم کی مثبت اپروچ سے فائدہ اٹھائیں اور ان کی منفی اپروچ سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ مساجد کے باہر یا مساجد کے قریب

ہندوؤں کے طریقہ کے مطابق یوگا کی مشقیں اور مراقبات کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں بعض مقامات پر تو اوم شانتی کے نعرے لگ رہے اور شانتی کے مراقبہ کی مشق کرائی جا رہی ہے۔

نفسیات و مابعد نفسیات اور روحی علوم میں دلچسپی لینے والے مسلمان اہلِ علم حضرات کو بھی چاہیے کہ ان علوم کا اسلامی نقطہ نگاہ سے تحقیقی وتنقیدی جائزہ لے کر ان سے استفادہ کریں۔ علم تصوف سے روحی علوم کا تقابل وموازنہ کریں اور ان علوم کے حوالے سے ایسے افکار و تصورات اور نظریات کی تعلیم نہ دیں جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں۔

علمِ تصوف (روحانی سائنس) کے حوالے سے اس کتاب میں مراقبہ اسمِ ذات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ وہ مراقبہ، نفسیات اور روحی علوم میں بیان کیے گئے مراقبات سے ہر لحاظ سے بہتر واعلیٰ اور افضل ہے۔ علمِ نفسیات کی رو سے بیان کی گئی مراقبہ کی مشقوں کا بغور مطالعہ کریں۔ اس کے بعد درج ذیل مراقبہ کے طریقہ کار پر غور کریں اور یہ مراقبہ کر کے دیکھیں۔ نتائج میں واضح فرق نظر آئے گا۔ بندہ عاجز تمام روحانی، نفسیاتی، ذہنی وجسمانی امراض سے شفا کے لیے اس مراقبہ کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سے نہ صرف ہر طرح کے امراض سے اور مسائل سے چھٹکارا ملتا ہے بلکہ تزکیہ نفس اور تصفیۂ باطن بھی ہوتا ہے۔ قلب ونگاہ روشنی پاتے ہیں۔ دل میں حب الٰہی اور عشق نبوی ﷺ موجزن ہو جاتے ہیں۔ انسان خود کو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ سے قریب سے قریب تر محسوس کرتا ہے اور اس قربِ روحانی میں روز بروز ترقی محسوس ہوتی ہے۔

**مراقبہ اسمِ ذات برائے شفا:۔**

1۔ نماز فجر یا نماز عشاء کے بعد آنکھیں بند کر لیں اور تصور میں اسم ذات (اللہ) لکھا ہوا دیکھیں۔

2۔ سانس لیتے وقت، سانس کے ساتھ لفظ 'اللہ' پڑھیں اور سانس خارج کرتے وقت لفظ 'ھُو' پڑھیں۔

3۔ روزانہ صبح وشام (فجر وعشاء کے بعد) کم از کم دس سے پندرہ منٹ یہ مراقبہ کریں۔ ہو سکے تو ظہر، عصر، مغرب کے بعد بھی دو تین منٹ یہ مراقبہ کر لیں۔ چند روز بعد حسب طبیعت مراقبہ کی عادی ہو جائے تو وقت بڑھا دیں ۔ آہستہ آہستہ وقت بڑھاتے جائیں حتیٰ کہ روزانہ صبح وشام آدھے گھنٹے سے لے کر ایک گھنٹہ تک یہ مراقبہ کریں۔

4۔ اس مراقبہ کے فوائد اور اسرار بے حد وحساب ہیں۔ کسی بھی پریشانی، وسوسہ یا منفی خیال سے چھٹکارا پانے کے لیے دوران مراقبہ سانس کے ساتھ اسم 'اللہ' پڑھتے وقت تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ کا نور (روشنی کی شکل میں) قلب وذہن میں سما رہا ہے اور سانس خارج کرتے اور 'ھُو' پڑھتے وقت تصور کریں کہ آپ کی پریشانی، وسوسہ یا منفی خیال دور ہو رہے ہیں۔

5۔ اسی طرح کسی مسئلہ کے حل کے لیے اسمِ ذات (اللہ) کے تصور پر توجہ مرکوز کریں اور پاس انفاس کی مشق کے دوران (سانس کے ساتھ اللہ 'ھُو' پڑھتے ہوئے وہ مسئلہ اسمِ ذات کے توسط سے ذات باری تعالیٰ کے حضور پیش کر دیں۔ اگر آپ اسمِ ذات کے ساتھ اسمِ نبی کریم ﷺ (محمد ﷺ) کا بھی تصور کر لیں اور اسم محمد ﷺ کے وسیلہ سے اپنا مسئلہ اسمِ ذات (اللہ جل شانہ) کے سامنے پیش کریں اور تصور کریں کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے، آپ ﷺ کی توجہ اور شفقتِ روحانی سے یہ مسئلہ ذات باری تعالیٰ کے حضور پیش ہو رہا ہے تو اس طرح بفضل تعالیٰ یقیناً وہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اپنے مسائل کے علاوہ آپ دوسروں کے مسائل کے حل کے لیے بھی اس طرح کوشش کر سکتے ہیں۔

6۔ روزانہ نماز پنجگانہ پابندی سے، توجہ اور یکسوئی کے ساتھ ادا کریں۔ قرآن حکیم باترجمہ پڑھیں۔ روزانہ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں۔ جو پڑھیں اس پر غور وفکر اور عمل بھی کریں۔ صبح وشام پابندی سے کلمہ طیبہ، درود شریف اور استغفار پڑھیں۔ روزانہ بعد از نماز فجر اور بعد از نماز عشاء درود شریف، الحمد شریف، آیت الکرسی، چاروں قل اور پھر درود شریف کم از کم گیارہ گیارہ بار پڑھیں۔ ظہر، عصر اور مغرب کے بعد یہی وظیفہ تین تین بار یا کم از کم ایک ایک بار پڑھیں۔ حقوق العباد ادا کریں۔ خدمتِ خلق کریں اور کثرت سے صدقات کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دین، دنیا اور آخرت کی بھلائی طلب کریں۔ ان شاء اللہ سب کچھ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وکرم اور رحمت پر بھروسہ کرنے اور یقین کرنے سے سب کچھ مل جاتا ہے۔

عزیزانِ من! میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ 'نگاہ' سے جملہ نوعیت کے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔اس ضمن میں چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

O

**مسز زاہدہ پروین اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں:**

**معراجِ روحانی:۔** روحانی تعلیم وتربیت کے دوران بعض اوقات حالتِ بیداری میں یا خواب میں آسمانی دنیا کی سیر بھی کرائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں مسز زاہدہ پروین لکھتی ہیں کہ آج رات (26 ستمبر 2011ء) کو میں نے خواب دیکھا کہ میرے پاس ایک بگی آ کر رکی جسے ایک خوبصورت گھوڑا کھینچ رہا تھا۔اس بگی کی پچھلی سائڈ پر ایک نقاب پوش عورت بیٹھی ہوئی تھی۔میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہے۔میں اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔گھوڑا تیز رفتاری سے آسمانوں کی طرف اڑنے لگا۔کچھ دیر بعد ہم آسمانوں پر،ایک مقام پر پہنچے جہاں محفلِ ذکر وفکر ہو رہی تھی۔اس محفلِ ذکر میں کافی مرد موجود تھے۔ان کے لباس سفید اور پگڑیاں سبز تھیں۔کہیں سے میری سب سے چھوٹی بیٹی ملیحہ دوڑتی ہوئی آئی۔وہ بگی کے درمیان میں آ کر بیٹھ گئی۔میں نے اس کو بتایا کہ یہ زمین پر چلنے والا گھوڑا نہیں ہے۔یہ آسمانوں میں اڑنے والا گھوڑا ہے۔تم نیچے اتر جاؤ۔تم اس پر سفر نہیں کر سکتی،نیچے گر جاؤ گی۔وہ ہنستی ہوئی،قہقہے لگاتی ہوئی زبردستی بیٹھ گئی۔میں نے نقاب پوش عورت کو کہا کہ میری بیٹی کا ایک بازو پکڑ لیں اور دوسرا بازو میں پکڑ لیتی ہوں تاکہ وہ گر نہ جائے۔گھوڑا دوبارہ ہوا میں اڑنے لگتا ہے۔میری چھوٹی بیٹی ملیحہ آسمان میں اڑ کر بہت خوش ہو رہی تھی اور قہقہے لگا رہی تھی۔وہ گھوڑا ہمیں خانہ کعبہ کے صحن میں اتار گیا۔جب میں اتری تو نہ مجھے عورت کا پتہ رہا اور نہ میری بیٹی کا کہ وہ کہاں ہیں۔وہاں میں آہستہ سے چلتی ہوئی ایک ہال میں پہنچی۔وہاں دیکھا کہ خواتین کی محفل ہو رہی ہے۔میرے پیرو مرشد کی بیگم صاحبہ خواتین کو مختلف دینی باتیں بتا رہی ہیں اور مسئلے سمجھا رہی ہیں۔اچانک میری نظر ہال کے دروازے پر پڑی۔اُدھر سے میرے پیرومرشد اور میرے والد محترم اندر تشریف لا رہے تھے۔میرے والد محترم چلتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا کہ زاہدہ جس کھڑکی کے نیچے تم بیٹھی ہوئی ہو اُسے بند کر لو۔باہر سے مرد نظر آ رہے ہیں۔پھر وہ چلتے ہوئے پیرومرشد کے پاس چلے گئے۔وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔اس دوران میری آنکھ کھل گئی۔

**خوشبو آنا:۔** جب روحانی حواس بیدار ہوتے ہیں تو نادیدہ مخلوق نظر آنے لگتی ہے۔بعض اوقات خوشبو محسوس ہوتی ہے۔اسی طرح دیگر حواس کی بدولت بھی بہت سی اشیا کا ادراک ہونے لگتا ہے۔اس ضمن میں مسز زاہدہ پروین لکھتی ہیں کہ آج (15 دسمبر 2011ء بروز جمعرات) عصر اور مغرب کے درمیان میں بازار سے گھر واپس آ رہی تھی کہ مجھے گلاب کے پھولوں کی بہت تیز خوشبو آئی۔یہ خوشبو گھر واپسی تک مجھے آتی رہی۔رات کو نمازِ عشاء کے وقت وہی خوشبو دوبارہ آنے لگی۔اس خوشبو سے بہت زیادہ فرحت اور سکون محسوس ہوا۔

**اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا روشن نظر آنا:۔** آج (16 دسمبر 2011ء بروز جمعہ) صبح کے وقت اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مراقبہ کیا تو یہ مبارک اسم روشن نظر آنے لگا۔اس میں سے انگوری رنگ کی شعاعیں نکلنا شروع ہو گئیں۔وہ شعاعیں بہت خوبصورت تھیں۔دل کرتا تھا کہ میں انہیں دیکھتی ہی رہوں۔

**غیبی مدد ہونا:۔** مسز ظفر (زاہدہ پروین) لکھتی ہیں کہ یہ واقعہ میری بیٹی (مسز محمد یار) کی شادی سے پہلے کا ہے۔میرے ابو نے میری بیٹی کا رشتہ ڈھونڈا اور کہا کہ اس کی شادی کر دو کیونکہ تمہاری بیٹیاں زیادہ ہیں،تمہارا بوجھ کم ہو جائے گا۔میں نے ابو سے کہا کہ میرے پاس کوئی وسائل نہیں ہیں میں کیسے شادی کروں؟انہوں نے کہا کہ اللہ کے سپرد کر کے شادی کی تیاریاں شروع کرو۔میں تمہارے بھائیوں کو کہہ کر بارات کے کھانے کا انتظام کرا دوں گا۔باقی اللہ کا نام لے کر کام شروع کرو۔بیٹی کا رشتہ طے ہو گیا۔دن رکھے گئے۔میری مالی حالت بہت خراب تھی۔جب بیٹی کے سسرال والے آتے تو بعض اوقات گھر میں انہیں چائے پلانے کا سامان بھی میسر نہیں ہوتا تھا۔جہیز کا ضروری سامان میں نے پہلے ہی بنایا ہوا تھا۔جو تھوڑا سا رہ گیا تھا وہ میں نے اپنا زیور بیچ کر مکمل کیا۔ایک روز دوپہر کے وقت پریشانی کے عالم میں

اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے، روتے روتے میری آنکھ لگ گئی۔تھوڑی دیر بعد ہی میری بیٹی نے مجھے اٹھا کر کہا کہ ہمارے پیرومرشد جی ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔میں جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔قریباً دس منٹ بعد پیرومرشد ہمارے گھر تشریف لے آئے۔انہوں نے بیٹی کی شادی کے لیے مجھے کافی زیادہ رقم دی اور کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کے تمام کام مکمل فرما دیں گے۔انہوں نے بہت سی دعائیں دیں۔حقیقتاً ایسا ہی ہوا۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، ہماری سوچ اور توقع سے بڑھ کر تمام کام احسن طریقے سے سرانجام پائے۔

**روحانی توجہ سے فوری طور پر شفا کا حصول:**۔مسز ظفر (زاہدہ پروین) لکھتی ہیں کہ ایک بار میں شدید بیمار پڑ گئی۔بیٹھنے اٹھنے اور چلنے پھرنے کی بھی سکت نہ رہی۔ہمارے پیرومرشد ہمارے گھر تشریف لائے۔میں چادر اوڑھ کر لیٹی ہوئی تھی۔میرے شوہر سے اجازت لے کر انہوں نے آنکھیں بند کیں اور قریباً پانچ دس منٹ توجہ کی۔اس دوران میں اپنے آپ کو بہت بہتر محسوس کرنے لگی۔توجہ کے بعد پیرومرشد نے مجھے کہا کہ اٹھ کر بیٹھیں۔کھڑی ہوں اور چل پھر کر دیکھیں۔میں نے ان کی ہدایت کے مطابق کچھ قدم چل کر دیکھا۔میری بیماری اور کمزوری ختم ہو چکی تھی۔میں نے انہیں بتایا کہ مجھے دائیں طرف پسلی کے اوپر گرہ لگی محسوس ہوتی ہے جس سے مجھے بہت تکلیف ہے۔انہوں نے کہا جہاں اتنی بڑی تکلیف دور ہوئی ہے ان شاءاللہ جو تکلیف ہے وہ بھی دور ہو جائے گی۔اگلے دن وہ تکلیف بھی دور ہو گئی۔الحمدللہ اس کے بعد مجھے دوبارہ وہ تکلیف نہیں ہوئی۔میں اپنے پیرومرشد کی توجہ، دم اور دعا کی بدولت، بغیر دوائی کے، الحمدللہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔

**خواب میں اسمائے باری تعالیٰ کا مشاہدہ:**۔مسز ظفر (زاہدہ پروین) لکھتی ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دن کے وقت چھت پر، اپنی امی کے ہمراہ ایک چارپائی پر بیٹھی ہوئی ہوں۔ہم دونوں باتیں کر رہی ہیں۔اچانک آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھا گئے۔بادل اتنے سیاہ تھے کہ دن میں اندھیرا چھا گیا اور مجھے ڈر لگنے لگا۔میری نظر آسمان پر پڑی۔اس پر بہت بڑی سکرین نظر آئی جس میں بڑے حروف میں لکھے ہوئے ننانوے اسمائے باری تعالیٰ نظر آ رہے تھے۔میں نے گھبرا کر نظریں نیچے کر لیں۔پھر تھوڑی دیر بعد میں نے آسمانوں پر دیکھا وہ نام پھر بڑے حروف میں لکھے نظر آ رہے تھے۔میں نے اپنی امی سے کہا کہ دیکھیں امی جان آسمان پر، سکرین میں اللہ تعالیٰ کے نام سکرول کی شکل میں چلتے نظر آ رہے ہیں۔اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔میں نے اپنے پیرومرشد کو یہ خواب سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کو اس بات کی بشارت دی گئی ہے کہ انتہائی مشکل حالات میں بھی ذاتِ باری تعالیٰ سے آپ کو مدد ملتی رہے گی اور آپ کی تمام مشکلات، پریشانیاں اور مسائل حل ہو جائیں گے۔

O

مسز محمد یار دختر زاہدہ پروین اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں:

**اسمِ محمد (ﷺ) کا روشن نظر آنا اور بیٹے کی نعمت حاصل ہونا:**۔ایک روز دوپہر کو اڑھائی بجے کے قریب مراقبہ کے دوران دیکھا کہ میں ایک انتہائی خوبصورت باغ میں کھڑی ہوں۔میرے سامنے ایک بینچ ہے۔اس بینچ کے اوپر بہت بڑا اسمِ محمد ﷺ لکھا ہوا ہے۔اسم مبارک سے کافی روشنیاں نکل رہی ہیں۔دیکھتے ہی دیکھتے اسم مبارک سے ایک خوبصورت، رنگا رنگ طوطا نمودار ہوا۔وہ طوطا مجھ سے بھی کافی زیادہ بڑا تھا۔وہ میرے پاس آیا۔اس نے مجھے ایک بہت خوبصورت بچہ اور ایک گلدستہ دیا اور کہنے لگا یہ لو تمہاری امانت اور بچے کو بہت سی دعائیں دیتا ہوا اُڑ گیا۔تھوڑی ہی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے معزز ومحترم مرشد تشریف لائے اور فرمانے لگے مل گئی تمہیں تمہاری امانت اور بہت سی دعاؤں کا انعام دیتے ہوئے تشریف لے گئے۔اس بشارت کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے نہایت خوبصورت بیٹا (احمد) عطا فرمایا۔

O

مسز شاہد (دختر زاہدہ پروین) اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں:

**باطنی نگاہ کی بیداری:**۔24 دسمبر 2010ء بروز جمعہ کی بات ہے۔میں نے اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق نہایت توجہ سے بسم اللہ

شریف کا وظیفہ پڑھا۔اُس کے بعد اسم ذات (اللہ) کا مراقبہ شروع کر دیا۔اس کو دیکھتے ہوئے مجھ پر عجیب سی کیفیت طاری ہونا شروع ہو گئی۔اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے مجھے رونا آ گیا۔میرا جسم اکڑ گیا اور کپکپی سی طاری ہوگئی۔پھر ایک دم سے میرا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔میں نے دیکھا کہ بند آنکھوں سے مجھے نظر آ رہا تھا۔میں غور سے دیکھنا چاہتی تھی لیکن وہاں بہت سفید دھند تھی۔میں نے اور غور کیا تو دھند آہستہ آہستہ چھٹنے لگی۔پھر مجھے وہاں اسمِ ذات (اللہ) لکھا ہوا نظر آیا۔جس طرح مہرِ نبوت پر لکھا ہوا ہے۔اس کے بعد اسمِ نبی کریم (محمد ﷺ) بھی لکھا ہوا نظر آیا۔میرا قلب عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو گیا۔کچھ دیر بعد خود فراموشی کی کیفیت ختم ہوگئی۔اس واقعے نے مجھ پر بہت گہرا اثر کیا۔میں نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اور نماز کی پابندی شروع کر دی۔میں اپنے مرشد کی بہت شکرگزار ہوں جن کی بدولت مجھے یہ دولت ملی۔

**مشاہدہ باطنی اور قلب کا جاری ہونا:۔** 26 جنوری 2011ء بروز سوموار کو مراقبہ کے دوران مجھے دھندسی نظر آئی۔اس دھند میں ہلکی ہلکی روشنی تھی۔اس روشنی میں دیکھا کہ ایک رحل شریف ہے جس پر قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہے۔مجھے اُس پر لکھے ہوئے حرف تو نظر نہیں آئے بس میرے دل میں خواہش ہوئی کہ میں اسے پکڑوں اور پڑھوں۔پھر مجھے کچھ لکھا ہوا نظر آیا۔پہلے مجھے لگا کہ (اللّٰھُمَّ) لکھا ہے لیکن جب میں نے غور کیا تو وہ (الٓمٓ) لکھا تھا۔(سبحان اللہ)۔چند سیکنڈ مجھے یہ نظر آیا پھر غائب ہو گیا۔اس کے بعد وہی دھند نظر آنے لگی۔جب میں نے آنکھیں کھولیں تو محسوس کیا کہ میرے جسم پر لرزہ طاری ہے۔میرا دل ذکرِ الٰہی کر رہا ہے۔ چند منٹ کے بعد میری کیفیت نارمل ہوئی۔ الحمد للّٰہ علی ذالِکَ۔

**روحانی کشائش کا حصول:۔** درود شریف کی برکت سے روحانی کشائش حاصل ہوتی ہے۔اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق میں روزانہ پانچ سو بار درود شریف پڑھتی ہوں۔کل رات درود شریف پڑھنے کے قریباً بیس منٹ بعد میں نے اپنے سامنے ایک بزرگ کو کھڑے دیکھا۔یہ مشاہدہ مجھے کھلی آنکھوں سے ہو رہا تھا۔میں نے مزید یکسوئی کے حصول کے لیے آنکھیں بند کر لیں اور بزرگ کو سلام عرض کیا۔انہوں نے سلام کا پورا جواب دیا۔ان کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔تسبیح کے موتی نہایت چمکدار اور روشن تھے۔انہوں نے مجھے کہا، پڑھو''صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ''۔میرا دل اور زبان کثرت سے درود پڑھنے لگے۔وہ خود بھی یہ درود شریف پڑھ رہے تھے۔جیسے ہی میں درود شریف پڑھتی وہ تسبیح کا دانہ گرا دیتے۔ابھی یہ سلسلہ چل رہا تھا کہ میں نے دیکھا میں پرواز کر رہی ہوں۔میں آسمانوں پر پہنچ گئی۔میری آنکھوں میں بے حد نور تھا۔میں شدتِ نور برداشت نہ کر سکی اور آنکھیں کھول دیں۔اس وقت وہ بزرگ مجھے نور کی سیڑھیوں کی طرف لے کر جا رہے تھے۔تھوڑا فاصلہ رہ گیا تھا کہ میں نے آنکھیں کھول دیں۔وہ بزرگ میرے سامنے تقریباً پانچ یا دس منٹ کھڑے رہے اور پھر واپس تشریف لے گئے۔

**عالمِ ارواح کی سیر:۔** اگلے روز مجھے پھر مشاہدہ ہوا۔میری آنکھوں میں نور ہی نور تھا اور دل میں ذکر جاری تھا۔کوئی بزرگ مجھے عالمِ ارواح میں لے گئے۔وہاں مجھے بہت سی روحیں نظر آئیں۔وہاں کچھ عرصہ پہلے وفات پانے والی اپنی ٹیچر مس شمشاد کی روح سے بھی ملاقات ہوئی۔کچھ دیر ان سے باتیں ہوئیں۔وہاں نور ہی نور تھا۔اور بھی روحیں وہاں اُڑ رہی تھیں۔وہ بہت زبردست مقام اور بہت نورانی جگہ ہے۔میں بہت خوش ہوں کہ روحانیت میں مجھے اتنا اچھا مقام دکھایا گیا۔الحمد للہ۔

**جنت کی سیر اور حوروں سے ملاقات:۔** مسز شاہد ظفر (دخترِ زاہدہ پروین) مراقبہ''اسمِ ذات'' سے جنت کی سیر کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آج مورخہ 22 فروری 2011ء بروز منگل قریباً صبح گیارہ بجے''اسمِ ذات'' کے مراقبہ کے دوران میں نے تصورِ شیخ سے عرض کیا کہ مجھے جنت کی سیر کرائیں اور حوروں سے ملاقات کرائیں۔انہوں نے 'ہاں' میں اشارہ کیا۔میں دیکھتی ہوں کہ ایک سرسبز و شاداب باغ میں کھڑی ہوں۔ایک حور میری طرف آ رہی ہیں۔میں نے انہیں سلام عرض کیا۔انہوں نے سلام کا مکمل جواب دیا یعنی''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا۔پھر انہوں نے مجھے بیٹھنے کو کہا۔میں اور وہ''حور'' وہاں ایک بینچ پر بیٹھ گئیں۔میں نے ان سے کئی سوالات پوچھے۔انہوں نے تمام سوالات کے منطقی، مدلل اور تسلی بخش جوابات دیئے۔اسی اثنا میں دو حوریں اور آئیں اور انہوں نے مجھے ایک گلاس میں نیلے رنگ کا مشروب دیا۔میں نے وہ گلاس دائیں ہاتھ سے اٹھایا اور مشروب پینے لگی۔وہ مشروب بہت ذائقہ دار تھا۔اس مشروب کا سا ذائقہ میں نے

آج تک دنیا کے کسی مشروب میں نہیں پایا۔ پھر وہ حوریں مجھے ایک گھر کے اندر لے گئیں۔ وہاں پر بہت سی حوریں موجود تھیں۔ وہاں ہر طرف سے ایک ہی صدا آرہی تھی کہ یہ سرمحمود علی انجم کے ہاں سے مہمان آئی ہیں۔ انہوں نے مجھے پھولوں کے گجرے پہنائے۔ میں نے ریشمی سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ حور جو مجھے یہاں تک لے کر آئی تھیں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ وہ بار بار میرے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیر رہی تھیں۔ جیسے کہ وہ مجھے پیار کر رہی ہوں۔ ان کا نام ''مریم'' تھا۔ وہ مجھے ایک کمرے میں لے گئیں۔ وہاں اور بھی حوریں موجود تھیں۔ میں نے وہاں دیکھا کہ سامنے ایک بہت بڑی دیوار ہے جہاں پر اسمِ ذات ''اللہ'' لکھا ہوا ہے۔ وہاں موجود سب حوریں دعا مانگ رہی تھیں۔ میں نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔ دعا کے دوران دیوار پر کبھی اسمِ ذات 'اللہ' اور کبھی اسمِ نبی کریم (محمد ﷺ) نظر آتے رہے۔ جیسے ہی دعا کا سلسلہ ختم ہوا وہ سب مجھے اپنی ملکہ کے پاس لے گئیں۔ ان کی ملکہ ایک تخت پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ میری پیشانی پر بوسہ لیا اور بہت پیار کیا۔ میں نے ان کا نام پوچھا۔ انہوں نے اپنا نام 'امّ حوا' بتایا۔ اس کے بعد انہوں نے میرے مرشد سرمحمود علی انجم کی بہت تعریف کی۔ وہاں پر موجود تمام حوریں سر کا نام لے رہی تھیں۔ حوروں کی ملکہ کے ہاتھ میں ایک نوری روشنی تھی۔ وہ روشنی انہوں نے میرے چہرے پر لگا دی جس سے میرا چہرہ روشن ہو گیا۔ پھر انہوں نے مجھے دو قطعات دیئے جن پر اسمِ ذات 'اللہ' اور اسمِ نبی کریم (محمد ﷺ) لکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا یہ میری طرف سے سر کے لیے تحفہ ہے۔ وہ اسم اتنے خوبصورت تھے کہ میرے پاس ان کی خوبصورتی بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں ہیں۔ کچھ دیر باتیں ہوئیں۔ پھر انہوں نے مجھے اجازت دی۔ حور مریم مجھے باغ میں اسی جگہ پر واپس لے آئیں جہاں پر ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ اب بھی مجھے مسلسل پیار کر رہی تھیں۔ وہ بہت پیاری تھیں۔ میں نے ان سے خوبصورت ہونے کا طریقہ پوچھا۔ انہوں نے مجھے کہا، درود شریف پڑھا کرو۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے اسمِ ذات (اللہ) اور اسمِ نبی کریم (محمد ﷺ) کے دو قطعات دیئے۔ انہوں نے مجھے اجازت دی اور میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں واپس آ گئی۔ واپسی پر بھی کافی دیر تک مجھے جنت کی خوشگوار ٹھنڈی ہوا اور راحت بخش فضا کا احساس ہوتا رہا۔ میں نے اپنے مرشد سے اس مشاہدہ کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ سورہ رحمٰن ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر اس مشاہدہ کی تصدیق کر لیں۔ میں نے سورہ رحمٰن ترجمہ کے ساتھ پڑھی۔ اس میں حوروں اور جنت کے بارے میں جو باتیں لکھی تھیں وہی باتیں میں نے دوران مراقبہ، مشاہدہ میں دیکھی تھیں۔ اس طرح سورۂ رحمٰن سے میرے مشاہدہ کی تصدیق ہو گئی کہ میں نے جو دیکھا وہ بالکل سچ دیکھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ اور سرمحمود علی انجم کی نہایت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے مجھ جیسی گناہگار کو جنت کی سیر کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ میرے پیرومرشد سرمحمود علی انجم کا حامی و ناصر ہو اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

**دورانِ مراقبہ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:۔** مسز شاہد ظفر (دختر زاہدہ پروین) لکھتی ہیں کہ آج مورخہ 18 مارچ 2011ء بروز جمعۃ المبارک کو دورانِ مراقبہ میں نے میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی خواہش کی۔ کچھ دیر بعد مجھے ان کی زیارت ہو گئی۔ انہوں نے سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا مکمل جواب دیا یعنی ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا۔ میں نے عرض کیا 'میاں صاحب! میرے سر ایم فل اقبالیات کا کورس کر رہے ہیں ان کے لیے دعا فرما دیں۔'' انہوں نے فرمایا ''اللہ چنگیاں کرے گا، کامیاب ہو جاون گے۔'' پھر میں نے عرض کیا ''سر کی روحانی منزل کیسی ہے؟'' انہوں نے فرمایا ''بڑی چنگی، سدھی تے سچّی اے۔'' پھر میں نے عرض کیا آپ اولاد نرینہ کے لیے پتے دم کر کے دیتے تھے۔ اب کسی کو ضرورت ہو تو کیا کرے؟'' وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد فرمایا ''بیری دے پتے تے سورہ رحمٰن دم کر کے کھا لینے چاہی دے نیں۔'' میاں صاحب سے تمام گفتگو پنجابی میں ہوئی۔ میں اردو میں سوال کرتی تھی مگر وہ پنجابی میں جواب دیتے تھے۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد انہوں نے دعا فرمائی اور تشریف لے گئے۔

O

عبدالرحمن قادری لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا انتہائی شکر گزار ہُوں جس نے مُجھے سروری قادری سلسلہ میں بیعت کا اعلیٰ شرف بخشا۔ جب سے بیعت ہُوا ہُوں، مُرشد پاک کی نِگاہِ کرم کے صدقے الحمدُ للہ ہر طرح کا روحانی و قلبی سکُون محسوس کرتا ہُوں۔ پیر و مُرشد کی بتائی ہُوئی باتوں پر عمل کرتے ہُوئے اور اُن کے توجہ فرمانے کی بدولت بہت سے روحانی مشاہدات سے نوازا گیا ہُوں۔ جن کی

تفصیل کچھ یُوں ہے:

**داتا دربار حاضری اور روحانی پرواز:** ۔کُچھ سال قبل مُجھے میرے مرشد نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کا وظیفہ پڑھنے کا حُکم فرمایا۔ اُس وقت میں ابھی مُرید نہیں ہُوا تھا۔ میں نے حُکم کی تعمیل کرتے ہُوئے یہ عمل کرنا شروع کر دیا۔ یہ وظیفہ شروع کیے ابھی صرف تین ہفتے ہی ہُوئے تھے کہ مجھے ایک خواب آیا۔ جس میں، مَیں نے دیکھا کہ میں داتا دربار پر حاضری کیلئے جاتا ہُوں۔ جب مَیں دربارِ اقدس پر حاضر ہُوا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ روضہ مُبارک سے ایک چادر اُڑ کر آئی اور نیچے بچھ گئی۔ میں اُس چادر کے اُوپر بیٹھ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چادر ایک جھولے کی شکل اختیار کر گئی اور یہ جھولا روضہ مُبارک کے اِرد گرد گھومنا شروع ہو جاتا ہے۔ میں جھولے میں بیٹھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا وِرد کر رہا ہُوں اور وہاں پر جو لوگ مَوجود ہیں وہ جواب میں مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھ رہے ہیں۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے مُجھ گنہگار کو جو یہ شرف عطا فرمایا یہ سب میرے مُرشد کی توجہ اور نظرِ کرم کے طُفیل نصیب ہُوا۔

**قید سے رہائی:** ۔مرید ہونے کے بعد میرے مرشد نے مجھے مراقبہ کرنے کا حُکم فرمایا۔ جس میں اِسمِ ذات (اللہ تعالیٰ کے اِسم مُبارک) کو تصور میں رَکھ کر آنکھیں بند کر کے سانس کے ساتھ اللہ ھُو کا وِرد کرنا تھا۔ سرکار پاک کی توجہ کی بدولت دورانِ مُراقبہ اللہ پاک کا اِسم شریف مسلسل اور واضح طور پر آنکھوں کے سامنے رہنا شروع ہو گیا۔ پھر ایک دِن بندہ عاجز کو کسی غلط فہمی کی بنیاد پر پولیس پکڑ کر لے گئی اور حوالات میں بند کر دِیا اور پاؤں کو زنجیر سے جکڑ دیا گیا۔ میں نے پریشانی کے اُس عالم میں وہیں پر مُراقبہ کرنا شروع کر دیا۔ دورانِ مُراقبہ جیسے ہی اللہ تعالیٰ کا اِسم مُبارک دِکھائی دینا شروع ہُوا، میں نے اپنے باعزت بری ہو جانے کی عرض ومعروض کرنا شروع کر دی۔ ابھی مُراقبہ شُروع کئے کُچھ ہی دیر ہُوئی تھی کہ وہاں ایک کانسٹیبل آیا اور مُجھ سے کہنے لگا بھائی اُٹھو اور اپنے گھر جاؤ، تُم بے قصور ہو۔ ہمارے آدمی غلط فہمی کی وجہ سے آپ کو لے آئے ہیں۔ اَلحمدُ للہ یہ کام ایک منٹ سے بھی پہلے ہو گیا۔ مَیں نے اُسی وقت اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے مرشد کے حُکم کے مُطابق باقاعدگی کے ساتھ مُراقبہ کرنا شروع کر دیا۔

**مرتبہ احسان:** ۔ایک دِن میں مُراقبہ کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک قلم ظاہر ہوا اور اُس قلم نے میرے دِل پر اللہ کا نام مُبارک لِکھ دیا۔ اِس واقعہ کے بعد دو، تین دن مُجھے اُس جگہ پر راحت بخش درد بھی محسوس ہوتا رہا۔

یہ سب میرے پیر ومُرشد کی توجہ اور نگاہِ کرم کا صدقہ ہے۔ اُنھوں نے حقیقت میں مُجھے اللہ تعالیٰ سے مِلا دیا ہے۔ اب میں جب بھی کوئی کام شُروع کرنے لگتا ہُوں یا پریشان ہَوتا ہُوں تو چلتے پھرتے آنکھیں بند کرتا ہُوں تو اللہ کریم کا اِسم مُبارک میرے سامنے ہوتا ہے اور ہر وقت اپنے رب تعالیٰ کے دربار میں عرض ومعروض کرتا رہتا ہُوں۔

میری دُعا ہے کہ اللہ کریم اپنے پیارے محبوب کی رحمت کے صدقے میری سرکار کا سایہ ہمیشہ میرے سر پر قائم ودائم رکھے اور اُن کے علم، عمل، عمر اور رِزق میں برکتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

O

**ثناء رؤف قادری** تحریر کرتی ہیں کہ مَیں نے 2007ء میں اپنے پیر ومُرشد سر پروفیسر محمود علی انجم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جس کے بعد اُن کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کر کے یعنی مراقبہ اور وظائف باقاعدگی سے پڑھنے پر اَلحمدُ للہ مجھے بہت سے دینی و دنیوی فوائد حاصل ہوئے اور روحانی مشاہدات ہوئے جن کی تفصیل کُچھ یوں ہے:

**بحالتِ مراقبہ روضہ رسول ﷺ پر حاضری:** ۔جب میرے پیر ومُرشد نے مُجھے اِسمِ ذات (اللہ تعالیٰ) اور اِسم محمد ﷺ کو سامنے رکھ کر مراقبہ کرنے کی تلقین فرمائی تو بفضلِ خدا و بہ طفیل نظرِ کرم پیر ومُرشد مجھے بند آنکھوں میں اِسم اللہ اور اِسم محمد ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہُوا۔ ایک دِن نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد جب میں جائے نماز پر بیٹھی مراقبہ کی حالت میں تھی تو مَیں نے دیکھا کہ جائے نماز اُڑنا شروع ہو گیا اور اُڑتے اُڑتے مدینہ شریف پہنچ گیا۔ پھر دیکھا کہ میں روضہ رسولِ ﷺ پر حاضر ہُوں اور مُجھ ناچیز کے لیے روضہ اقدس کا دروازہ مبارک کُھلا اور مُجھے اندر جانے کی عظیم سعادت نصیب ہُوئی۔ جس کے بعد مجھے سنہری جالیوں کو بوسہ دینے کا شرف بھی مِلا۔

**دربارِ اقدس پیرانِ پیر دستگیر سیّدنا حضور غوثِ اعظمؒ پر حاضری:**۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے پیر و مُرشد کے ساتھ ہوں۔ ہم ایک قبرستان میں سے گزر رہے ہیں۔ قبرستان عبور کر کے ہم ایک دربار شریف پر حاضر ہوتے ہیں۔ میرے مُرشد پاک مُجھے فرماتے ہیں کہ یہ دربارِ اقدس پیرانِ پیر دستگیر سیّدنا حضور غوثِ اعظمؒ کا ہے۔

**حضرت قِبلہ فقیر نُور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت:**۔ مُجھے خواب میں ایک ولیِ کامل کی زیارت نصیب ہُوئی۔ اُن کا چہرہ مُبارک بہت نُورانی تھا اور داڑھی مُبارک حنائی رنگ کی تھی۔ وہ ہمارے شہر میں موجود درویش ہستی بابا نُور شاہ ولی سرکار کے دربار شریف پر کھڑے تھے۔ میں نے یہ خواب اپنے پیر و مُرشد کو عرض کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ وہ درویش بزرگ تمہارے دادا پیر حضرت قِبلہ فقیر نُور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

**سُلطانُ العارِفین حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت:**۔ پھر ایک مرتبہ دورانِ مراقبہ مُجھے ایک بزرگ مِلے جن کی سفید داڑھی تھی اور اُنھوں نے سفید رنگ کی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں سُلطانُ العارِفین حضرت سُلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف سے آیا ہُوں۔ پھر اُنھوں نے مُجھے نان حلوہ دیا اور تشریف لے گئے۔

**مشاہدۂ اسمِ ذات:**۔ ایک دِن میں نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد چھت پر بچھی ہوئی چارپائی پر لیٹی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اچانک مُجھے آسمان پر اِسمِ ذات (اللہ تعالیٰ کا نام مُبارک) واضح لکھا دکھائی دینے لگا۔ یہ زیارت میں نے کُھلی آنکھوں سے کی۔

**کلمہ طیّبہ اور گنبدِ خضریٰ کی زیارت:**۔ ایک دِن نماز ادا کرنے کے بعد میں مراقبہ کر رہی تھی۔ دورانِ مراقبہ میں نے آسمان کی سیر کی۔ پھر میں نے چمکتی ہوئی تلواریں دیکھیں۔ مراقبہ کے دوران ہی مُجھے کلمہ طیّبہ کی زیارت ہوئی۔ پھر میں نے گنبدِ خضریٰ پر نبی کریم ﷺ کا اِسم مبارک لکھا ہُوا دیکھا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیر و مُرشد کی نظرِ کرم کے صدقے یہ رُوحانی سفر جاری و ساری ہے۔ مُجھ گناہگار کی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبُوبؐ کی رحمت کے صدقے ہمارے مُرشد پاک کی عمر دراز فرمائے اور اُن کے علم میں، عمل میں، جان میں، مال میں اور رِزق میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

O

**مس شکیلہ قادری** اپنے روحانی مشاہدات و کیفیات کے بارے میں لکھتی ہیں کہ جب سے میں نے سر محمود علی انجم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے الحمدُ للہ مجھے قلبی و روحانی اطمینان و سکون نصیب ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور مرشدِ کامل کی نظرِ کرم سے بہت سے روحانی مشاہدات سے نوازی گئی ہوں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

**روحانی سند اور تبرکات کا حصول:**۔ 2012ء میں مجھے خواب آیا کہ میں آسمان پر ہوں۔ وہاں پر کوئی کچہری لگی ہوئی ہے اور بہت سارے درویش وہاں پر موجود ہیں۔ اُس کچہری میں اسناد تقسیم کی جا رہی ہیں۔ اللہ کے فضل اور مرشد کی نظرِ کرم کے طفیل میں بھی اُس کچہری میں حاضر ہوں۔ پھر ایک درویش بزرگ نے میرا نام پکارا اور کہا کہ شکیلہ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری بھی سند ہے اسے تم لے لو۔ میں آگے بڑھتی ہوں تو مجھے دو عدد تسبیحات اور ایک بڑا سا چارٹ عطا کیا جاتا ہے جس پر اِسمِ اللہ، اِسمِ محمد ﷺ اور کلمہ طیّبہ لکھا ہوا ہوتا ہے، مجھے اس پر مبارکباد بھی دی جاتی ہے۔ وہ درویش یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ تسبیحات مدینہ پاک سے آئی ہیں۔

**اسمِ نبی کریم ﷺ کی زیارت:**۔ میں دیکھتی ہوں کہ آسمان سے کوئی سفید رنگ کی چیز ہماری چھت پر آ رہی ہے۔ قریب آنے پر پتہ چلا کہ وہ ایک سفید رنگ کی سینری ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا اِسمِ مبارک (محمد ﷺ) لکھا ہُوا ہے۔ اُس سینری میں سے بہت زیادہ روشنی نکل رہی تھی، اُس کے ساتھ سبز رنگ کا ایک کپڑا بھی تھا۔

**حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت:**۔ میں دیکھتی ہوں کہ میں آسمان پر ہوں، وہاں مجھے ایک سمندر دکھائی دیتا ہے جس میں ایک بہت بڑی کشتی ہے اور ساتھ ہی خشک جگہ پر ایک جھونپڑی بھی ہے۔ اُس جھونپڑی کے پاس ایک درویش کھڑے ہیں جو کہ بہت زیادہ جوان ہیں

اور اُن کی بڑی بڑی زُلفیں ہیں اور اُن کی آنکھیں بھی بہت خوبصورت ہیں۔ اُنھوں نے اپنے گلے میں ایک بہت بڑا تھیلا ڈال رکھا ہے۔ میں عرض کرتی ہوں کہ آپ کون ہو؟ تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جس پر اُنھوں نے فرمایا کہ یہ میری جھونپڑی ہے اور سمندر میں جو کشتی ہے وہ بھی میری ہے اور میں اللہ کا نبی ہوں۔

**امہات المومنین کی زیارت:۔** ایک دِن میں نے اپنے گھر میں محفل کروائی اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے جو محفل کروائی ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے پسند فرمایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اُس محفل میں حضرت بی بی آمنہؓ، حضرت بی بی عائشہ صدیقہؓ اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ بھی تشریف فرما ہیں اور اُنھوں نے مجھے مبارکباد بھی دی۔

**روحانی معالج سے ملاقات:۔** میں نے دیکھا کہ میں لاہور اپنی خالہ کے گھر پر ہوں جو کہ بھاٹی گیٹ رہتی ہیں۔ وہاں میری خالہ کی بہو مجھ سے کہتی ہے شکیلہ ہمارے یہاں ایک بہت اچھی ڈاکٹر ہے میں تمھیں اُس کے پاس لے جا کر معائنہ کرواؤں گی جس کے بعد تمہاری سب تکلیفیں دُور ہو جائیں گی۔ پھر جب وہ مجھے وہاں لے جاتی ہے تو میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے سفید لباس پہن رکھا ہے اور ایک بہت بڑی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ وہ مجھے چیک کرتے وقت اپنی چادر میں لپیٹ لیتی ہیں اور زور سے اپنے سینے کے ساتھ لگانے کے بعد کہتی ہیں کہ اب تمہاری سب تکلیفیں دُور ہو جائیں گی۔ پھر اُنھوں نے مجھے وہاں پر موجود ایک حُجرے کے اندر جانے کیلئے کہا۔ جب میں حُجرے کے اندر داخل ہوتی ہوں تو دیکھتی ہوں کہ حُجرا اندر سے تکون نُما ہے اور اُس کے دونوں کونوں میں چراغ جل رہے ہیں۔ دائیں طرف دو چراغ تھے اور بائیں طرف پانچ چراغ تھے جبکہ حُجرے کے درمیان والی جگہ پر چولہا جل رہا تھا جس کے اُوپر کھیر پک رہی تھی۔ میں نے دائیں طرف کے دو چراغوں کو ہاتھ لگانا چاہا تو اُسی وقت وہ ڈاکٹر صاحبہ اندر آئیں اور کہنے لگی کہ یہ جو دو چراغ جل رہے ہیں تمہارے نہیں ہیں بلکہ وہ جو پانچ چراغ جل رہے ہیں وہ تمہارے لئے ہیں اِنھیں اپنے پیسوں سے خریدو اور پھر چراغ جلاؤ۔ پھر کہا کہ یہ جو کھیر پک رہی ہے یہ بھی تمہاری ہے کیونکہ تُم نے دس محرم کو ختم شریف نہیں دلایا اور ساتھ ہی وہاں پڑے ہوئے مٹی کے برتنوں کی طرف بھی میرا دھیان کروایا جو کہ کنالی اور ٹھوٹھیاں وغیرہ تھیں۔

**ایک پرندے سے گفتگو:۔** میں نے دیکھا کہ ہماری چھت پر بہت سے پرندے ہیں اور وہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ اُن پرندوں میں سے ایک پرندہ میرے ساتھ باتیں کرنا شروع کر دیتا ہے۔ وہ مُجھ سے کہتا ہے کہ چھت پر ہمارے لیے پانی اور کھانے کے لیے کچھ رکھ دیا کریں۔

**نزولِ رحمت اور مرشد کی زیارت:۔** مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے دو بڑے دودھ والے برتن آ رہے ہیں۔ میں بہت زیادہ ڈر رہی ہُوں کہ یہ برتن جس جگہ پر گریں گے اُدھر تو بہت زیادہ نقصان ہوگا۔ وہ برتن چاندی کی طرح چمک رہے تھے۔ اچانک مجھے ایک غیبی آواز سنائی دی کہ یہ جس گھر میں اتریں گے وہاں اللہ کی رحمت ہوگی اور مُجھے یہ بھی کہا گیا کہ تُم نے بارہ ربیع الاوّل کا ختم شریف بھی ضرور دِلانا ہے۔ ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ میرے گھر میں بہت بڑی محفل ہو رہی ہے جس میں میرے پیر ومُرشد خطاب فرما رہے ہیں۔ اُس محفل میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے درویش بندے موجود ہیں۔ مَیں بھی محفل میں موجود ہوں اور بہت زیادہ خوش ہُوں۔ میرے گھر کی چارو ں دیواروں پر حضرت علیؓ، حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حُسینؓ کے اِسمائے مبارک لکھے دِکھائی دے رہے ہیں اور میرا گھر خوب روشن ہے۔

O

**محمد نعیم عُرف پپّو** لکھتے ہیں کہ مُجھے اپنے پیر ومُرشد کے ساتھ مُنسلک ہُوئے الحمدُ للہ تقریباً بیس (20) سال ہو چکے ہیں۔ اُنھوں نے ہمیشہ مجھے ذکرِ الٰہی، ذکرِ رسُول ﷺ کرنے، پنجگانہ نماز باقاعدگی سے ادا کرنے اور سچائی و ایمانداری سے زِندگی گُزارنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اُن کے توجّہ فرمانے کی بدولت آج میرا زنگ آلو دِلِ اللہ اور اُس کے رسُول ﷺ کی محبت سے سرشار ہے۔

ایک دِن مَیں اپنے مُرشد پاک کی خِدمت میں حاضر تھا کہ مدینہ ٹاؤن سے ایک شخص میرے مرشد کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اُس شخص نے عرض کیا کہ میں مدینہ ٹاؤن سے حاضر ہُوا ہُوں۔ وہاں میری ماربل کی دُکان ہے۔ میرا ایک دوست ہے جو کراچی میں رہتا ہے اُس نے مُجھے

آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میرا جو بھی مسئلہ ہے میں آپ کے گوش گزار کروں۔ میں اس مسئلہ کے حل کے لیے بہت سے لوگوں سے مل چکا ہوں مگر میرا مسئلہ جُوں کا تُوں ہے۔ میں کامل یقین کے ساتھ آپ کے پاس حاضر ہُوا ہُوں۔ اس نے بتانا شُروع کیا کہ چند دِن پہلے میری دُکان پر دو آدمی آئے۔ اُنھوں نے بتایا کہ ہم کُھدائی کر رہے تھے کہ ہمیں زمین میں سے ایک جگ مِلا جس میں سونے کے سکّے ہیں۔ پھر اُنھوں نے کہا کہ آپ وہ سکّے دیکھ لیں اور کسی کو چیک کروالیں۔ اگر یہ خالص ہوں تو آپ ہم سے خرید لیں۔ ہم اپنے طور پر کسی بھی دُکاندار کے پاس نہیں گئے کیونکہ ہم نہایت غریب لوگ ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ کسی دھوکہ دہی سے یا قانونی چارہ جوئی سے کوئی یہ سکّے ہم سے ہتھیا نہ لے۔ میں نے اُن سے وہ سکّے لئے جن پر مُورتیاں بنی ہُوئی تھیں اور اپنے جاننے والے ایک سُنار کو چیک کروائے۔ جس نے پرکھنے کے بعد تصدیق کر دی کہ یہ سکّے اصلی سونے کے ہیں۔ میں نے گھر آکر یہ سارا معاملہ اپنی بیوی کے سامنے رکھا۔ آخر کار ہم نے سکّے خریدنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ سکّے جو کافی تعداد میں تھے ہم نے چار لاکھ کے عِوض خرید لئے۔ اُن کے چلے جانے کے بعد میں وہ تمام سکّے دوبارہ سُنار کے پاس لے کر گیا۔ تمام سکّوں کو اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اُس نے مجھے بتایا کہ اِن میں سے صرف چند ایک سکّے اصلی ہیں باقی سب نقلی ہیں۔ ان پر سونے کا پانی چڑھا ہُوا ہے۔ سُنار کی یہ بات سُن کر میں بہت پریشان ہو گیا۔ تب سے لے کر اَب تک اِس مسئلہ کے حل کے لیے بہت سے بزرگوں کے پاس جا چکا ہُوں لیکن سب بے سُود۔ کوئی بھی اِس معاملہ کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ جناب اِس واقعہ کو پیش آئے آج تقریباً پندرہ سے بیس دِن ہو گئے ہیں۔ پھر میرے اُس کراچی والے دوست نے مجھے آپ کے متعلق بتایا۔ براہِ کرم آپ میرے مسئلہ پر غور فرمائیں۔ مجھے اپنی رقم کے جانے کا دُکھ نہیں ہے بلکہ اُس دھوکے کا ہے جو اُن فراڈیوں نے مجھ سے کیا ہے۔ جناب میں بڑی آس لے کر آپ کے پاس حاضر ہُوا ہُوں۔ آپ مہربانی سے میرے مسئلہ کو حل فرمائیں۔ اُس آدمی کی بات اچھی طرح سے سننے کے بعد میرے مرشد نے مجھے آواز دی اور کہا کہ بیٹا اپنی آنکھیں بند کرو اور اِن کے مسئلے پر غور کر کے بتاؤ۔ میرے مُرشد کریم نے اپنی نگاہِ کرم اور توجّہ مُجھ پر مرکوز کر دی اور میں نے مراقبہ شروع کر دِیا۔ آپکی نسبت سے دورانِ مراقبہ اللہ کریم نے جو خیال میرے دِل میں پیدا کِیا میں نے اپنے مرشد پاک سے عرض کرتے ہُوئے کہا کہ اِن سے فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل وکرم سے ان کا مسئلہ تین دِن میں حل ہو جائے گا۔ اِس کے بعد وہ آدمی وہاں سے چلا گیا۔ دوسرے دِن میں نے اپنے مرشد کے ساتھ اِس مسئلہ پر بات کی۔ انہوں نے ہلکا سا تبسّم فرمایا اور کہا کہ بیٹا پریشان نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مجھے پُختہ یقین ہو گیا کہ اِن شاء اللہ یہ مسئلہ ضرور حل ہو جائے گا۔ تیسرے روز بعداز نمازِ عصر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مسجد سے باہر نکل کر بہتّر قدم چلو وہاں پر جو بھی شخص مِلے اُسے یہ سارا معاملہ سُناؤ تمہیں اِس کا حل مِل جائے گا۔ میں قدم گنتا ہُوا وہاں سے چل پڑا۔ گنتی پُوری ہونے پر میں نے دیکھا کہ میں اپنی دُکان پر پہنچ چُکا ہُوں۔ میں وہاں رکھے ہُوئے بینچ پر بیٹھ گیا۔ اُسی وقت میرا ایک ہم نام دوست پپّو جو کہ محکمہ خوراک فیصل آباد میں مُلازم ہے وہاں پر آیا۔ وہ جیپ پر تھا۔ اُس نے جیپ کو ہلکا سا اُس بینچ کے ساتھ ٹکرایا جس پر میں بیٹھا ہُوا تھا اور پُوچھا کہ کیا بات ہے آج بہت پریشان نظر آرہے ہو؟ میرے پیر و مُرشد کے فیض کی بدولت مسجد میں، مجھے جو رہنمائی مِلی تھی اُسے مدِّنظر رکھتے ہُوئے میں نے سارا معاملہ اپنے اُس دوست کے سامنے بیان کر دِیا۔ اُس وقت میرے پاس وہ سکّہ بھی موجود تھا جو کہ میں نے اپنے دوست کو دِکھایا۔ جس پر میرے اُس دوست نے بھی اپنی جیب سے ایک سکّہ نِکالا جو بِالکُل اُسی طرز کا تھا جیسا سِکّہ میرے پاس تھا۔ پھر میرے دوست نے بتانا شُروع کِیا کہ کل ہی کی بات ہے میرا ایک دوست جو کہ سُنار ہے اُس کے پاس بھی دو آدمی آئے تھے جنھوں نے اُسے اِس طرح کے ہی سکّے دیئے جو کہ نقلی تھے۔ اِتفاقاً میں بھی وہاں پر موجود تھا۔ ہم نے اُن لوگوں کو پکڑ لِیا۔ اُن دونوں جعل سازوں کو تو میں نے کل ہی تھانہ سرگودھا روڈ میں گرفتار کروایا ہے۔ تُم ابھی میرے ساتھ چلو اور دیکھ لو ہوسکتا ہے یہی وہ آدمی ہوں جن کی تمہیں تلاش ہے۔ اس نشاندہی کے مطابق متعلقہ آدمی کو وہ جعل ساز دکھائے گئے۔ اس نے وہ جعلساز پہچان لیے اور پولیس کی مدد سے ان سے اپنی رقم وصول کر لی۔ اس طرح بفضلِ تعالیٰ تین دن میں وہ مسئلہ بھی حل ہو گیا اور مجھے روحانی تربیت بھی مل گئی۔

**ذاتی مشاہدات وتجربات روحانی:۔** بندہ عاجز (مصنف ومؤلف کتاب) کو اپنے مرشد کریم کے فیضان سے قوت نگاہ کے مشاہدات و

تجربات سے گزرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔اس ضمن میں اگر ذاتی مشاہدات وتجربات روحانی بیان کروں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے تاہم چندایک واقعات شکرانِ نعمت کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

①

کچھ برس قبل ساہیوال سے ’ثمرین‘ نامی خاتون اپنے خاوند کے ہمراہ میرے فیصل آباد آفس میں آئیں۔انہوں نے اپنی الٹرا ساؤنڈ رپورٹ میرے سامنے رکھ دی اور بتایا کہ وہ اُمید سے ہیں۔حمل کو قریباً تین چار ماہ گزر چکے ہیں۔لیڈی ڈاکٹر نے چیک اَپ اور الٹرا ساؤنڈ رپورٹ کے بعد بتایا ہے کہ بچے کی نشوونما رک گئی ہے اس لیے ابارشن کروالیں۔میں نے رپورٹس دیکھیں اور اس خاتون سے کہا آپ ابھی ابارشن نہ کروائیں۔آپ کو لیڈی ڈاکٹر نے ’نہ‘ کی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو ’نہ‘ نہیں ہوئی۔مجھے پندرہ بیس دن علاج کا موقع دیں۔ان کا پندرہ بیس روز علاج ہوا۔اس دوران کبھی کبھار اس کی طرف توجہ کرتا رہا۔بفضلِ تعالیٰ بچے کی نشوونما شروع ہوگئی اور وہ وقتِ معینہ پر وارِدِ دنیا ہوگیا۔الحمدُ للہ! بچہ تندرست ہے اور قریباً چار سال کا ہوگیا ہے۔

②

آج سے قریباً سات برس قبل (2010ء میں) طارق طفیل نے مجھ سے رابطہ کیا۔وہ قریباً نو برس سے ہیپا ٹائٹس سی میں مبتلا تھے۔ انہوں نے مجھے بہت سی رپورٹس پر مشتمل اپنی میڈیکل فائل دکھائی۔اس وقت ان کا جگر کافی سکڑ چکا تھا۔تمام جسم اور چہرے کا رنگ کافی حد تک سیاہی مائل تھا۔ڈاکٹر حضرات نے انہیں تبدیلیٔ جگر کا مشورہ دیا تھا مگر ان کے مالی وسائل اس کی اجازت نہیں دیتے تھے۔وہ ہیپا ٹائٹس سی کے علاج کے لیے تمام مروجہ علاج آزما چکے تھے۔ان کی تکلیف دہ اور پریشان کن حالت دیکھ کر میں نے انہیں کہا، طارق صاحب میڈیکل سائنس میں تو اس مرض کا علاج نہیں۔آپ کی میڈیکل فائل میں روز بروز نت نئے میڈیکل ٹیسٹس کی رپورٹس اور اور نسخہ جات کا اضافہ ہوتا رہے گا مگر شفا حاصل نہیں ہوگی۔آپ پانچ وقت نماز کی پابندی کریں۔مجھے روحانی علاج کا موقع دیں۔آپ کو روزانہ صبح قریباً نو (9) بجے میرے پاس آنا ہوگا۔میں براہِ راست آپ کے جگر پر توجہ کروں گا۔ان کی انتہائی خراب حالت کے پیش نظر براہِ راست توجہ سے علاج کرنا ضروری تھا۔وہ روزانہ آنا شروع ہوگئے۔میں انہیں دم کرتا اور قریباً پانچ سات منٹ آنکھیں بند کر کے ان کے جگر کے مقام پر توجہ کر دیتا۔الحمدللہ،ان کی حالت سنبھلنا شروع ہوگئی۔ان کے چہرے اور جسم کی جلد کا رنگ دوبارہ سفید ہونا شروع ہوگیا۔قریباً پندرہ روز بعد وہ کافی زیادہ حد تک تندرست نظر آنے لگے۔جو بھی انہیں دیکھتا، مبارک باد دیتا۔پندرہ روز بعد انہوں نے الٹرا ساؤنڈ کرایا تو جگر کافی حد تک بحال ہوگیا تھا۔ان کے معالجین ڈاکٹر حضرات حیران ہوئے کہ قریباً ناکارہ ہونے والا جگر کیسے بحال ہوگیا۔ڈاکٹر حضرات نے اسے مبارکباد دی۔میں نے طارق کو علاج جاری رکھنے کی تاکید کی۔ان سے کوئی ہدیہ یا نذرانہ قبول نہیں کیا۔انہوں نے بتایا کہ ان کے پتے میں بھی پتھریاں ہیں۔میں نے کچھ روز پتے پر توجہ کی۔رپورٹ کرائی گئی تو پتہ سے پتھریاں ختم ہوچکی تھیں۔اب تک میں نے طارق کے جگر اور پتے پر ہی توجہ کی تھی۔جگر اور پتے کے بحال ہونے کے بعد اس کے خون پر توجہ شروع کر دی تاکہ اس میں موجود ہیپا ٹائٹس کے وائرس ختم یا غیر موثر (Inactive) ہو جائیں۔طارق کو زندگی کے آثار نظر آنا شروع ہوئے تو علاج میں بے قاعدگی شروع کر دی۔ان کی بے قاعدگی کی وجہ سے مجھے کافی پریشانی ہوئی۔وہ وقت کے پابند نہیں رہے۔وقت بے وقت آنے لگے۔غذا اور دوا کا پرہیز ختم کر دیا۔ان کی بے قاعدگیوں پر میرا جی کڑھتا تھا۔ایک دن میں نے کہا طارق بھائی میں نہایت محبت، توجہ اور شفقت سے آپ کا علاج کر رہا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ اپنی کتاب میں بطور ٹیسٹ کیس کے آپ کے معالجہ کا ذکر کروں تاکہ لوگ ذکرِ الٰہی کی افادیت کی طرف پھر سے متوجہ ہو جائیں اور اس روحانی علاج سے دنیا مستفیض ہو۔طارق نے کہا آپ میرے حوالے سے جو تحریر لکھیں گے اس کا عنوان کیا ہوگا؟ میں نے کہا اس کا عنوان ہوگا ’’طارق کی کہانی‘‘۔اس نے کہا، اس میں کیا لکھیں گے؟ ایک طارق تھا یا کہ ایک طارق ہے؟ میں نے کہا، اگر آپ میری ہدایات کے مطابق علاج جاری رکھیں گے تو لکھوں گا کہ ’’ایک طارق ہے‘‘۔اگر آپ نے بے باقاعدگی، بدپرہیزی جاری رکھی تو لکھوں گا کہ ’’ایک طارق تھا‘‘۔ افسوس! طارق بھائی نے میرا کہا نہ مانا۔میری ہدایات پر عمل نہ کیا۔انہوں نے اچانک روحانی علاج ترک کر دیا اور آنا جانا چھوڑ دیا۔وہ کئی ماہ

غائب رہے۔ اگرچہ وہ کافی حد تک تندرست ہو چکے تھے مگر ابھی جسم سے ہیپا ٹائٹس سی کے مکمل خاتمے کا مرحلہ باقی تھا۔ مجھے ان کے عدم تعاون پر بہت افسوس ہوا۔

کئی ماہ بعد طارق بھائی نے مجھ سے دوبارہ رابطہ کیا۔ ان کی صحت کافی زیادہ خراب تھی۔ انہوں نے مجھ سے معافی مانگی اور دوبارہ علاج کے لیے کہا۔ انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے علاج ترک کر کے بہت بڑی غلطی کی۔ اس دوران انہوں نے خوب بد پرہیزی کی۔ ان کی حالت دیکھ کر میں نے کہا، طارق بھائی اب آپ کا کیس کافی خراب ہو چکا ہے۔ تاہم، میں پھر سے کوشش کرتا ہوں۔ اگر اب بچنا ہے تو چند روز لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ کثرت سے پڑھیں اور مجھ سے رابطہ رکھیں۔ طارق بھائی! کثرت سے ذکر نہ کر سکے۔ ایک دن وہ بے ہوش ہو گئے۔ انہیں نیشنل ہسپتال کے جگر کے وارڈ میں داخل کروا دیا گیا۔ ان کے بھائی عارف مجھے ہسپتال لے گئے۔ وہاں طارق بے ہوش پڑا تھا۔ میں نے ان کے دماغ اور دل پر کچھ دیر توجہ کی تو وہ ہوش میں آ گئے۔ کچھ روز بعد ان کی حالت دوبارہ خراب ہو گئی۔ انہیں آئی سی یو (ICU) میں منتقل کر دیا گیا۔ میں نے مراقبہ کیا تو مجھے ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے آگاہ کیا گیا کہ اب طارق کا آخری وقت آ گیا ہے۔ یہ آئی سی یو میں ہی وفات پائیں گے۔ ان کے آخری وقت، آپ ان کے پاس موجود ہوں گے۔

چند روز بعد نماز فجر کے وقت طارق کے بھائی عارف کا فون آ گیا کہ طارق کی حالت بہت خراب ہے۔ میں اس وقت وظائف پڑھ رہا تھا۔ عارف بھائی مجھے ہسپتال لے گئے۔ میں آئی سی یو (ICU) میں طارق کے سرہانے کی طرف بیٹھ گیا۔ ان کے قلب کی طرف توجہ کرتا رہا۔ درود شریف بھی پڑھتا رہا۔ طارق بھائی اسی حالت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَo

دوبارہ روحانی علاج سے طارق بھائی کی کافی زیادہ تکلیف کٹ گئی۔ ہیپا ٹائٹس سی کے آخری مراحل میں جگر کی خرابی کی وجہ سے زہریلے مادے (Toxic Materials) دماغ کی طرف جاتے ہیں تو دماغ کو مکمل آکسیجن فراہم نہیں ہوتی جس وجہ سے مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔ بے ہوشی کا یہ دورانیہ کچھ گھنٹے، کچھ دن، کئی مہینے اور کئی سال بھی ہو سکتا ہے۔ اس بیماری کے آخری مرحلہ پر بعض اوقات مریض کو خون کی قے آتی ہے اور وہ وفات پا جاتا ہے۔ جن مریضوں کا روحانی علاج کیا جائے وہ اس مرض سے شفا پا جاتے ہیں یا ان کی تکلیف کا دورانیہ مختصر اور کم ہو جاتا ہے۔ انہیں اس مرض کے نہایت تکلیف دہ مراحل سے نہیں گزرنا پڑتا۔ مجھے ایسے بہت سے مریضوں کے علاج کا موقع ملا ہے۔ روحانی علاج سے حیرت انگیز نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ تکلیف بالکل ختم یا بہت کم ہو جاتی ہے۔

بعد میں، میں طارق بھائی کی نماز جنازہ میں شامل ہوا اور تدفین کے موقع پر بھی موجود رہا۔ گاہے بگاہے ان کی روح کی طرف توجہ کرتا رہا۔ چند روز بعد بذریعہ کشف و مراقبہ ان سے ملاقات ہوئی۔ الحمد للہ ان کی حالت اچھی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ہر جمعرات کو محفلِ ذکر میں ان کا نام لے کر، ان کے لیے دعائے مغفرت کی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ چند ایک بار ہمارے ہاں منعقدہ محفلِ ذکر میں شامل ہوئے تھے۔

طارق بھائی کے آخری ایام میں علاج کے دوران ان کے بھائی عارف سے بھی رابطہ رہا۔ عارف بھائی کی قریبی عزیزہ کئی برس سے شدید بیمار تھی۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے ان کا ذکر کیا اور روحانی علاج کے لیے کہا۔ میں نے کہا چند روز ان کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین پڑھیں۔ سورۂ یٰسین کی آواز ان کے کانوں تک پہنچنی چاہیے۔ انہوں نے چند روز سورۂ یٰسین پڑھی تو مریضہ کی سختی، آسانی میں بدل گئی۔ وہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔

ایک دن، عارف بھائی کا فون آیا کہ ہسپتال میں قریب کے بیڈ پر ایک مریضہ قریباً ایک ماہ سے بے ہوش ہے۔ مریضہ کا اس شہر میں کوئی بھی عزیز رشتہ دار نہیں ہے۔ صرف ایک ہی بیٹا ہے۔ جو بہت پریشان ہے۔ عارف بھائی نے اس سے میری بات کرائی۔ میں نے اسے کہا کہ اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھ کر سورۂ یٰسین پڑھیں۔ اس نوجوان نے ایک بار ہی سورۂ یٰسین پڑھی تھی کہ اس کی والدہ پر جان کنی کی کیفیت آسان ہو گئی۔

عزیزانِ من! مذکورہ بالا واقعات میں بندہ عاجز نے ساہیوال والی خاتون، طارق بھائی، ان کے بھائی عارف اور ان سے متعلقہ افراد

کی نہایت محبت اور خلوص سے، بلاکسی دنیوی غرض کے خدمت کی۔ ان سے کوئی خدمت نہیں لی۔ کوئی معاوضہ اور ہدیہ بھی نہیں لیا۔ مشائخ کے طریقے کے مطابق ہر باران کی خدمت بھی کی۔ اغراض ومقاصد حاصل ہونے کے بعد یہ خواتین وحضرات اچانک غائب ہو گئے۔ نہ شکریہ، نہ سلام دعا۔ ایک بار اتفاقاً عارف صاحب سے فون پر بات ہوئی تو میں نے اپنا تعارف کرایا۔ انہوں نے مجھے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ جولوگ فی سبیل اللہ کام کرتے ہیں لوگ انہیں بے وقوف اور احمق سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ تو اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تواضع اختیار کرتے ہیں اور یہ اسے کچھ اور ہی مفہوم دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا سے بڑھ کر بھلا کیا بات ہوگی۔ لوگوں کی عجیب وغریب نفسیات اور بے حسی، بے مروتی اور خود غرضی پر مبنی رویے دیکھ کر بہت حیرت ہوتی ہے۔

③

بندہ عاجز کے والدمحترم نے 8 ستمبر 2001ءکووفات پائی۔ وہ بھی ہیپاٹائٹس سی کے مریض تھے۔ اس وقت مجھے اس مرض کے روحانی علاج کے طریقہ سے آگاہی نہیں تھی۔ توجہ کرنے کا طریقہ آتا تھا۔ توجہ کا اثر بھی ہوتا تھا مگر مجھے اس بات کی خبر نہیں تھی کہ اس توجہ سے ہر قسم کے مرض کا علاج ممکن ہے اور جسم کے اعضا کی کارکردگی کافی بہتر بنائی جاسکتی ہے۔

میرے والدِ محترم، ڈاکٹر حسن اختر بخاری کے زیر علاج تھے اور نیشنل ہسپتال میں داخل تھے۔ ایک دن وہ بے ہوش ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ جگر کے مردہ خلیے خون میں شامل ہوکر دماغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ دماغ کو آکسیجن کی فراہمی معطل ہو جاتی ہے جس سے مریض کوما میں چلا جاتا ہے۔ مریض کب ہوش میں آئے گا، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اس وقت ہسپتال میں میرے علاوہ میری والدہ، بہن اور کچھ دیگر اعزہ واقارب بھی موجود تھے۔ ہم سب بہت پریشان تھے۔ اس حالت میں مجھے روحانی گائیڈ لائن ملنا شروع ہوگئی۔ ہدایات واضح تھیں۔ میں ان ہدایات کے مطابق قرآنی آیات کی تلاوت کرنے لگا۔ پھر والد صاحب کے سرہانے کے پاس کھڑا ہوکر ان کے قلب کی طرف توجہ کر کے آہستہ آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا۔ ہر بار 'لا الہ' پڑھ کر 'الا اللہ' کی ضرب ان کے قلب پر لگانے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ پلکیں جھپکنے لگے۔ کلمہ طیبہ سے توجہ کی برکت سے وہ ہوش میں آنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ان کی زبان پر کلمہ طیبہ کا ورد جاری ہو گیا اور اس ورد کے دوران وہ مکمل ہوش میں آگئے۔ الحمدللہ توجہ کی بدولت ان کا قلب جاری ہوگیا اور وہ ہوش میں بھی آگئے۔ اس بات پر ڈاکٹرز، نرسز اور اردگرد کے تمام افراد حیران ہوئے۔

④

سحر وآسیب، حسد اور نظرِ بد کے اثرات سے فوری نجات کے لیے قوت نظر سے کام لیتے ہوئے مریض یا مریضہ کو فوری آرام (Immediate Relief) مہیا کیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں اسمِ ذات کی توجہ سے فوری افاقہ حاصل ہوتا ہے۔ اسے ''ایمرجنسی تصرف'' کہا جاتا ہے۔ عموماً کہا جاتا ہے کہ آسیب زدہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملائیں تو انسان خود متاثر ہو جاتا ہے۔ علاج کے دوران میں نے کئی بار آسیب زدہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر توجہ کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مریض کو آسیب سے چھٹکارا مل گیا۔ اس علاج کے دوران اکثر ایسے ہوا کہ مریض کی باطنی نگاہ بیدار ہوگئی، قلب روشن اور ذاکر ہوگیا۔

ایک بار مسز فیض اپنی بیٹی کے ہمراہ آئیں۔ وہ بہت بیمار اور لاغر دکھائی دیتی تھیں۔ میں نے فوری توجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ انہیں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرنے کو کہا۔ خود بھی آنکھیں بند کر کے ان کے تمام لطائف پر، خصوصاً لطیفۂ قلب پر توجہ کی۔ انہیں ہدایت کی کہ دورانِ توجہ و مراقبہ جو کیفیات وتبدیلی محسوس ہو، مجھے آگاہ کرتی رہیں۔ کچھ دیر کی توجہ کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگئیں۔ دورانِ توجہ میں نے ان کے ماتھے پر کلمہ طیبہ، دائیں کندھے پر 'اللہ' اور بائیں کندھے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی 'محمد' لکھ دیا۔ ان سے اس بات کا ذکر نہیں کیا اور ان سے پوچھا کہ انہیں اپنے ماتھے اور دائیں بائیں کندھوں پر کیا لکھا نظر آتا ہے۔ انہیں میرے تصور میں موجود ترتیب کے مطابق ماتھے پر کلمہ طیبہ، دائیں کندھے پر اسمِ ذات (اللہ) اور بائیں کندھے پر اسمِ نبی کریم ﷺ (محمد) لکھے نظر آئے۔ انہوں نے میرے مندرجات کی

تصدیق کی۔

⑤

جسمانی وروحانی امراض کی طرح دماغی ونفسیاتی امراض میں بھی قوتِ نگاہ کی بدولت فوراً آرام ملتا ہے۔اس توجہ کی بدولت ایسے بہت سے مریض جو بدخیالی، وہم، ڈپریشن کا شکار تھے اور خودکشی کا ارادہ کر چکے تھے انہیں فوری آرام ملا۔

ذہنی ونفسیاتی امراض کے علاج کے سلسلہ میں دورانِ مراقبہ مجھے باقاعدہ تربیت ملی۔مراقبہ میں مجھے مغز انسانی دکھایا گیا۔اس کے ارد گرد کلونجی کے بیجوں کی مانند باریک سیاہ دھبے نظر آتے تھے۔مجھے اس پر توجہ کرنے کو کہا گیا۔جب میں نے توجہ کی تو وہ سیاہ دھبے غائب ہو گئے۔آواز آئی کہ انسانی دماغ کے اردگرد روحانی طور پر اس طرح کے سیاہ دھبے پڑ جائیں تو وہ مختلف ذہنی ونفسیاتی امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔توجہ سے یہ دھبے دور ہو جاتے ہیں اور مریض ذہنی ونفسیاتی لحاظ سے تندرست ہو جاتا ہے۔

⑥

خالد بھائی تعلیمی بورڈ فیصل آباد میں ملازم ہیں۔ان کی مسز معدے کے کینسر کا شکار ہوگئی۔میں نے اسے سوا لاکھ بار کلمہ شریف مع درود شریف، سوا لاکھ بار بسم اللہ الرحمٰن اور سوا لاکھ بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ پڑھنے کو کہا۔انہیں پانی، چینی، سرسوں کا تیل اور چھوٹی الائچیاں دم کر کے دیں اور دو تین بار توجہ دی۔الحمدُ للہ تین ماہ کے عرصہ میں وہ بالکل تندرست ہوگئیں۔ان کی صحت بہت اچھی ہوگئی۔شوکت خانم ہسپتال لاہور سے معائنہ اور ٹیسٹوں کے بعد ان کی شفایابی کی تصدیق ہوگئی۔

⑦

ڈاکٹر شفیق احمد(ایم۔بی۔ایس) سابقہ ڈسٹرکٹ آفیسر ضلع کونسل فیصل آباد شدید بیمار ہوگئے۔میں ان کی عیادت کے لیے ان کے گھر واقع خیابان کالونی فیصل آباد میں حاضر ہوا۔ڈاکٹر صاحب بہت کمزور نظر آرہے تھے۔کوئی دوا بھی کارگر نہیں ہو رہی تھی۔وہ چند دنوں کے مہمان لگ رہے تھے۔میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ آپ نے الحمد شریف سے استعانت طلب نہیں کی۔انہوں نے کہا، نہیں۔ مجھے حیرت ہوئی کیونکہ ڈاکٹر صاحب نہایت دین دار اور سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔میں نے انہیں ہر نماز کے بعد گیارہ بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر خود کو دم کرنے کو کہا۔چند روز بعد ڈاکٹر صاحب بالکل تندرست ہو گئے اور مجھے ملنے، میرے طارق آباد کے آفس میں آئے۔

⑧

مسز محمد یار(دختر زاہدہ پروین) قادری سلسلہ میں بندۂ عاجز سے بیعت ہیں۔قریباً تین برس قبل وہ اپنی والدہ کے ہمراہ میرے پاس آئیں۔ان کی چھاتی میں رسولی بن گئی تھی۔لیڈی ڈاکٹر کو چیک اَپ کرایا تو اس نے تجویز کیا کہ اس کا علاج صرف آپریشن ہی ہے۔میں نے اسے کہا کہ چند روز اپنی والدہ کے ہمراہ آئیں۔توجہ سے علاج کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔انہیں آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرنے کو کہا اور تاکید کی کہ دورانِ مراقبہ جو کچھ بھی محسوس ہو یا نظر آئے اس سے مجھے آگاہ کرتی رہیں۔میں نے بھی آنکھیں بند کر کے توجہ شروع کر دی۔کچھ دیر بعد اس نے بتایا کہ مجھے اپنی چھاتی میں رسولی کے مقام پر ایک لمبا، پتلا سا کیڑا نظر آرہا ہے جس کی کئی باریک سی ٹانگیں ہیں۔آپ کی توجہ کی بدولت اس پر روشنی سی پڑ رہی ہے اور یہ تڑپ رہا ہے۔جب یہ حرکت کرتا ہے تو مجھے رسولی کے مقام پر درد محسوس ہوتی ہے۔دو تین روز کی توجہ کے بعد اس نظر آنے والے کیڑے کا سائز چھوٹا ہو گیا۔اس کے بعد غالباً چوتھے یا پانچویں روز میں نے توجہ کی جس سے اس کیڑے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔چند روز بعد وہ رسولی بالکل ختم ہوگئی۔

ہر بیماری کی ایک روحانی شکل ہوتی ہے۔یہ بیماری عموماً کسی جانور کی شکل میں نظر آتی ہے۔کینسر یا سرطان کی روحانی شکل بچھو جیسی ہے۔مسز محمد یار اس بات سے لاعلم تھی۔اسے بچھونما کیڑا نظر آنا اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کا مشاہدہ درست ہے۔مشاہدہ وتوجہ کے عین مطابق روحانی سطح پر شفا کے نتیجہ میں وہ رسولی ختم ہوگئی۔لیڈی ڈاکٹر نے معائنہ کے بعد شفایابی کی تصدیق کر دی۔

⑨

یاسر بھائی ایم اے ایجوکیشن میں میرے ہم جماعت تھے۔وہ نابینا تھے۔ایک دن مجھے باتوں کے دوران پتہ چلا کہ بچپن میں انہیں

آنکھوں کا ایک مرض لاحق ہوا تھا جس کی وجہ سے بینائی جاتی رہی۔میڈیکل سائنس میں اب تک اس بیماری کا علاج دریافت نہیں ہوا۔ انہوں نے کئی جگہوں سے روحانی علاج بھی کرایا مگر شفا حاصل نہیں ہوئی۔میں نے انہیں اپنی خدمات پیش کیں مگر وہ اس قدر مایوس ہو چکے تھے کہ انہوں نے میری بات سُنی ان سُنی کر دی۔ایک دن میں یاسر بھائی سے ملنے اس کے گھر واقع ناظم آباد فیصل آباد گیا تو ان سے کہا، یاسر بھائی میں آپ کی طرف توجہ کرتا ہوں، آپ محسوس کر کے بتائیں کہ آپ کو اپنے چہرے پر کہاں توجہ محسوس ہوتی ہے۔میں نے ان کے ماتھے پر دونوں آنکھوں کے درمیان ناک کے عین اوپر کے مقام پر توجہ دینا شروع کر دی۔کچھ دیر بعد میں نے پوچھا یاسر بھائی آپ کو کہاں پر توجہ محسوس ہوئی؟ انہوں نے عین اُسی مقام پر انگلی رکھ دی جہاں میں توجہ دے رہا تھا۔اس سے تصدیق ہوگئی کہ میری توجہ کام کر رہی ہے اور انہیں توجہ محسوس بھی ہو رہی ہے۔اب میں نے ان کی آنکھوں پر توجہ شروع کر دی اور پوچھا کہ کیا محسوس ہو رہا ہے۔انہوں نے بتایا کہ کچھ روشنی محسوس ہو رہی ہے۔میں نے ان سے کہا آپ غور کر کے بتائیں کہ میں نے کس رنگ کا لباس پہنا ہوا ہے۔انہوں نے بتایا کہ ہلکے رنگ کا۔ان کا یہ اندازہ بھی درست تھا۔کچھ دیر توجہ کے بعد میں نے انہیں پڑھنے کے لیے کچھ پڑھائی بتا دی اور توجہ کے لیے آئندہ رابطہ کرنے کا کہا۔بعد میں انہوں نے اس ضمن میں رابطہ نہیں کیا۔غالباً انہیں یقین ہو گیا تھا کہ وہ کبھی بھی دیکھ نہیں پائیں گے۔جبکہ مجھے یقین تھا کہ ہفتے دس روز کی توجہ کے بعد ان کی نظر بحال ہو جائے گی۔ان کی عدم دلچسپی اور عدم تعاون کی وجہ سے میں نے بھی ان کی مدد کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب نصیب نہ ہو تو انسان خود ہی نعمت کو ٹھکرا دیتا ہے۔

روحانی تربیت کے دوران سالک کے علم الیقین کو عین الیقین اور حق الیقین میں تبدیل کرنے کے لیے نہایت حکمت سے مختلف روحانی مشاہدات کرائے جاتے ہیں اور کیفیات و محسوسات اور مدرکات سے اس کی روحانی تربیت کا سلسلہ کمال تک پہنچایا جاتا ہے۔

ان روحانی مشاہدات و تجربات کی بدولت سالک راہِ طریقت خود کو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ سے قریب سے قریب تر پاتا ہے۔ قرب و معیّت، خیر و برکت، عزت و مرتبہ کے حصول کا ادراک و شعور روحانی، راہِ محبت کے مسافر کا اصل سرمایہ اور اثاثہ ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے توسل، فیضان، توجہ و محبت کے بغیر انسان کو کسی طرح کی کوئی خیر، بھلائی، عزت، مرتبہ، ایقان، عرفان، حاصل نہیں ہو سکتے۔جس طرح ہر مسلمان و مؤمن علمِ ظاہر (علمِ شریعت) میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا محتاج ہے اسی طرح وہ علمِ باطن (علمِ طریقت، علمِ معرفت اور علمِ حقیقت) میں آپ ﷺ کا محتاج ہے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

در دلِ مُسلم مقامِ مصطفیٰ است　　　آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

مسلمان کے دل میں نبی کریم ﷺ کا مقام (ٹھکانہ، قیام، محبت اور عرفان) ہے۔ہماری عزت نبی کریم ﷺ کی بدولت ہی ہے۔

روحانی تربیت کے دوران، سالک پر یا سالک کے ذریعے جو دلچسپ، حیرت انگیز اور ایمان افروز امور ظاہر ہوتے ہیں درحقیقت وہ نبی کریم ﷺ کے روحانی فیضان، تصرف اور توجہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔وہ ذاتِ باری تعالیٰ کی قدرت سے ظاہر ہونے والے معجزات ہوتے ہیں۔اس حقیقت سے سالک راہِ حقیقت بفضلِ تعالیٰ اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے اور اس طرح کے امور سے اس کے ایمان و ایقان میں اضافہ ہوتا ہے۔

**ذاتی مشاہدات وتجربات روحانی:۔** روحانی دنیا میں ہر سالک کے مزاج، مقام و مرتبہ کے مطابق 'روحانی نصاب' تجویز کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق اس کی روحانی تربیت کی جاتی ہے۔اسے القا، الہام، کشف و مشاہدہ کے ذریعے گائیڈ کیا جاتا ہے اور پریکٹیکلز کرائے جاتے ہیں۔اس ضمن میں بندہ اپنے روحانی سفر کے حوالے سے چند واقعات محبانِ صادق کے لیے سپردِ قلم کرتا ہے۔

①

طالب علمی کے زمانہ کی بات ہے۔ایک دن مجھے شدید بخار ہو گیا۔میں نے اپنے والدِ محترم سے کہا کہ ڈاکٹر سے میڈیسن لے کر آنی ہے مجھے کچھ روپے دے دیں۔والدِ محترم نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:''بیٹا! دیکھو! تمہارا زیادہ رجحان تعلیم و عبادت کی طرف ہے۔ تمہیں اپنے روزگار کی فکر نہیں۔تمہیں بخار ہے۔تم ڈاکٹر کو اس کی فیس اور میڈیسن کی قیمت ادا کرو گے تو تمہیں میڈیسن ملے گی۔میڈیسن

کھاؤ گے تو آرام آئے گا۔ زندگی گزارنے کے لیے معقول روزگار کا حصول بھی ضروری ہے۔ دنیا کے تمام کام روپے پیسے سے ہوتے ہیں۔ اس حالت میں تم زندگی کیسے گزارو گے؟''۔ والدِ محترم نے بجا فرمایا تھا۔ مگر میں ان دنوں مغلوب الحال تھا۔ ان دنوں مجھے کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے اور درود شریف پڑھنے کی توفیق حاصل تھی۔ ان امور کے علاوہ دیگر معاملاتِ زندگی میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ کھیل کود ،تفریح، آرام اور دوست، احباب سے میل ملاقات کی بھی رغبت نہیں تھی۔ میں نے ٹیلی ویژن دیکھنا چھوڑ دیا تھا۔ کھانا پینا برائے نام رہ گیا تھا۔ بہن بھائیوں سے گفتگو بھی برائے نام ہوتی تھی۔ میرے والدین میری اسی حالت پر تشویش کا شکار تھے۔ والدِ محترم نے جب فرمایا کہ دنیا کے تمام کام روپے پیسے سے ہوتے ہیں تو مجھ پر عجیب سے کیفیت طاری ہوگئی۔ میں نے عرض کیا، ابا جی، آپ نے بجا فرمایا ہے مگر دنیا کے تمام کام روپے پیسے سے نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوتے ہیں۔ آپ میرے مستقبل کے بارے میں پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کچھ حاصل ہوجائے گا۔ والدِ محترم نے فرمایا تو پھر بتاؤ کہ میڈیسن نہیں لوگے تو بخار کیسے اترے گا؟'' میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بغیر میڈیسن کے تھوڑی دیر میں اتر جائے گا۔ آپ مجھے صرف پانچ دس منٹ دے دیں۔ انہوں نے فرمایا،'' تم کیا کرو گے؟'' میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ کو یاد کروں گا۔ آپ میرا بخار چیک کریں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر، چھو کر چیک کیا۔ میں نے اسی وقت وضو کیا، کمرے میں جا کر میں نے دل وجان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور دعا کی کہ یا اللہ! اسی وقت میرا بخار اتار دیں۔ کچھ دیر بعد مجھے پسینہ آیا اور بخار اتر گیا۔ میں نے والدِ محترم کو چیک کرایا۔ بخار اتر چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا، تم نے کیا، کیا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور بخار اتر گیا۔ انہوں نے کہا،'' اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں تمہیں کمرے میں بند کردوں تو تمہیں روزی کون دے گا؟'' میں نے عرض کیا،'' اللہ تعالیٰ'' انہوں نے کہا،'' میں نے واقعی تمہیں بند کردینا ہے۔'' میں نے عرض کیا،'' بند کردیں'' انہوں نے کہا،'' کتنے دن کے لیے؟'' میں نے عرض کیا، جتنے دن آپ چاہیں؟ ایک دن، دو دن، ہفتہ، دو ہفتے..... والدِ محترم جو کہتے تھے وہ کر بھی دیتے تھے۔ میں ان کی اس عادت سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ مجھے بند کمرے میں کھانے پینے کو مل جائے گا کیونکہ میں اس طرح کے روحانی تجربے سے پہلے ایک بار گزر چکا تھا۔ تاہم، شفقتِ پدری کے بدولت، انہوں نے یہ روحانی تجربہ نہیں کیا اور مجھے مذہبی جنونی انسان کہہ کر سلسلہ گفتگو ختم کردیا۔ والدِ محترم سے اس مکالمہ اور فوری طور پر بغیر میڈیسن کے بخار اترنے کے روحانی تجربہ ومشاہدہ کی بدولت مجھے قربِ ربانی کا لازوال احساس نصیب ہوا اور ایمان وایقان میں اضافہ ہوا۔

②

انہیں ایام میں مجھے ایک روز بحالتِ بیداری کراماً کاتبین کی زیارت نصیب ہوئی۔ طلوعِ آفتاب کے وقت آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میرے سرہانے کی طرف دائیں اور بائیں دو سفید ریش بزرگ تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے سفید دستار باندھی ہوئی ہے۔ دونوں میری طرف دیکھ رہے ہیں اور ان کی آنکھوں سے تیز روشنی خارج ہورہی ہے۔

③

بعد میں بھی چند ایک بار فرشتوں کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایک بار خواب میں دیکھا کہ میں اپنے محلّے طارق آباد، فیصل آباد میں واقع جامع مسجد خدیجہؓ میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لیے جارہا ہوں۔ مسجد کے داخلی دروازے کے باہر دو بزرگ کرسیوں پر تشریف فرما ہیں۔ ان کے سامنے ایک بڑی میز پر بہت بڑا رجسٹر رکھا ہوا ہے۔ وہ اس رجسٹر پر کچھ لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیا لکھ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا، ہم فرشتے ہیں اور ان لوگوں کے نام لکھ رہے ہیں جو کہ اس مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنے آرہے ہیں۔ میں نے کہا، آپ میرا بھی نام لکھ لیں۔ انہوں نے میرا نام لکھ لیا۔ میں مسجد کے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوگیا۔ داخلی دروازے سے میرے اندر داخل ہوتے وقت، خطبہ شروع ہوگیا۔ بعد میں اسی مضمون کی حدیث پاک پڑھی تو مجھے اس مشاہدہ کی تصدیق حاصل ہوگئی۔

④

ایک بار کاہلی اور غفلت وسستی کا شکار لیٹا ہوا تھا تو میں نے حالتِ بیداری میں دیکھا کہ دو بزرگ، ہاتھ باندھے، کھڑے میری طرف

دیکھ رہے ہیں اور دونوں مجھے دعا دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں، ''اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے''۔

⑤

اسی طرح ایک بار دلائل الخیرات (وظیفۂ درود شریف) پڑھتے وقت دیکھا کہ میرا کمرہ ملائکہ سے بھرا ہوا ہے۔اس محفلِ ملائکہ سے آواز آئی کہ یہ درود شریف پڑھتا جارہا ہے اور اس کے مدارج بلند ہوتے جارہے ہیں۔

ذاتِ باری تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف وکرم،توجہ وشفقت اور فیضان کی بدولت روحانی سفر کے دوران، روحانی ارتقاء حاصل ہوتا ہے۔سالک کو اپنی ذات میں اور کائنات میں،غور وفکر اور مشاہدات کی بدولت یقین کی دولت عطا ہوتی ہے۔اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،انبیائے کرام،اولیائے عظام اور فرشتوں کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔روحانی معراج نصیب ہوتا ہے۔اس کے روحانی مقام و مرتبہ کے مطابق اسے جنت، دوزخ کے مشاہدات کرائے جاتے ہیں۔اسے عالم مثال، عالم برزخ اور دیگر عالمین (عالم ملکوت، عالم جبروت، عالم لاہوت، عالم ھاھوت اور عالم ھُو) کی سیر کرائی جاتی ہے۔اس طرح اس کا 'ایمان بالغیب'، 'ایقان بالغیب' میں تبدیل ہوتا ہے۔روحانی ارتقاء کا یہ سفر جاری رہتا ہے۔یہ سفر کبھی بھی ختم نہیں ہوگا کیونکہ ذاتِ باری تعالیٰ لامحدود ہے اور اس کی معرفت وعرفان کے سفر کی بھی کوئی حد نہیں۔

بندہ عاجز کو اس روحانی سفر کے دوران کئی طرح سے تعلیم وتربیت اور رہنمائی ملتی رہی۔اسے حالتِ خواب اور حالتِ بیداری میں سورۂ رحمٰن،سورۂ کوثر،سورۂ نصر بار بار پڑھائی گئی اور پڑھنے کی تلقین کی گئی۔اکثر مشکلات ومسائل کے حل کے لیے قبل از وقت ہی رہنمائی ملتی رہی۔چند ایک مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

①

ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہوں اور اس سے نجات پانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ خواب میں ہی کوئی مجھے تلقین کرتا ہے کہ ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰه'' پڑھو۔کچھ عرصہ بعد اچانک میڈیکل چیک اپ سے پتہ چلا کہ میرا بلڈ پریشر بہت ہائی ہے۔بلڈ پریشر 80/120 یا 90/120 کے بجائے 120/160 تھا۔کئی ماہ ہومیو پیتھک، یونانی اور ایلو پیتھک علاج کرایا مگر کوئی فرق نہ پڑا۔میں بہت پریشان ہوگیا کہ بچے چھوٹے ہیں،نہ میں ان کے لیے کچھ کرسکا اور نہ آخرت کے لیے کوئی خاص کوشش کرسکا۔اب میرا کیا بنے گا؟اسی حالت میں پریشان بیٹھا تھا کہ دل میں خیال پیدا ہوا مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ۔پریشان نہ ہوں،محمد صلی اللہ علیہ وسلم گناہگاروں کے شفیع ہیں۔اس الہام سے مجھے قلبی اطمینان حاصل ہوا۔اس کے ساتھ ہی مجھے ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰه'' کی تلقین والا خواب یاد آیا۔توفیقِ الٰہی سے میں نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع کردیا۔الحمدللہ، روز بروز حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔بلڈ پریشر نارمل ہوگیا۔موٹاپے سے نجات مل گئی۔ڈپریشن کم ہوتا چلا گیا۔ایک دن میں نے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ کوئی تین چار آدمیوں کو مار کر گھر سے نکال رہا ہے کہ بھاگ جاؤ!انہیں پریشان کررکھا ہے۔وہ تین چار آدمی جنہیں مار کر بھگایا گیا وہ شیاطین تھے جو تمام فساد کی جڑ تھے۔اس مشاہدہ کے بعد مجھے بفضلِ تعالیٰ مکمل تندرستی وشفا حاصل ہوگئی۔

②

ایک دن میں اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں تگ ودو سے گھبرا کر اور پریشان ہوکر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اولاد بھی بہت بڑی آزمائش ہے۔ان کی خاطر محنت مزدوری کرکے روزی روٹی کمانا پڑتی ہے۔انہیں تعلیم وتربیت دینے کے لیے اپنی کمائی خرچ کرنے کے علاوہ بہت مغز ماری بھی کرنا پڑتی ہے۔انسان اپنی زندگی انجوائے نہیں کرپاتا۔اسی دوران، ہدایت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔اندر سے آواز آنے لگی کہ یہ سب کچھ بلا مقصد نہیں ہے۔رزق حلال کمانا اور اولاد کی تعلیم وتربیت کرنا عین عبادت ہے۔اگر آپ کو یہ پریشانی ہے کہ آپ کی اولاد آپ کے لیے صدقہ جاریہ نہیں بن سکے گی اور آپ خیر وبھلائی کے متلاشی ہیں تو اپنی اولاد کی طرح ہر ایک کی اولاد کو اپنی اولاد سمجھ کر ان کی تربیت کریں۔انہیں تعلیم دیں۔اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا،آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنادے گا۔

اسی روحانی مکالمہ سے مجھے انشراح صدر اور قلبی اطمینان نصیب ہوا۔ مجھے ذہنی وفکری اور روحانی وسعت نصیب ہوئی۔جن خدشات اور مسائل کی وجہ سے میں پریشان تھا، مجھے ان خدشات سے نجات مل گئی، مسائل کا حل مل گیا۔ میں نے اس ہدایت کے مطابق اپنا دائرہ تعلیم وتربیت وسیع کر دیا۔

③

ایک بار پریشان تھا تو خواب میں دیکھا کہ میں کسی جگہ پر، حالتِ پریشانی میں چہل قدمی کر رہا ہوں۔ وہاں دو بزرگ تشریف فرما ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک یا دونوں مجھے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اللہ کے بندے پریشان نہ ہوں۔ آپ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں ہیں۔

④

ایک دن، ایک روحانی طالبہ، مس لبنیٰ ملاقات کے لیے آئی۔ وہ کہنے لگی، سر! میں مراقبہ کر رہی تھی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ حاضر ہوں۔اس کے بعد میں روضۂ رسول حاضر ہوئی۔ مجھے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مجلس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں آپ بھی حاضر ہیں۔ نبی کریم ﷺ آپ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ محمود، پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا، پریشانی دور ہو جائے گی۔ اپنا مشاہدہ بیان کرنے کے بعد لبنیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ پریشان ہیں؟ میں نے کہا پہلے پریشان تھا۔ اب آپ کے ذریعے سرکار نبی کریم ﷺ کا پیغام موصول ہوا ہے تو تمام پریشانی دور ہو گئی ہے۔

عزیزانِ من! روحانی تعلیم وتربیت کے دوران حاصل ہونے والی محبت، توجہ، شفقت، ہمدردی، عنایات اور رہنمائی سے انسانی خودی کو جو ارتقاء حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی محبت وشفقت، لطف وکرم اور فضل وعنایت کی کوئی حد نہیں۔ بہانے بہانے سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ کئی طرح سے عزت افزائی ہوتی ہے۔ ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ ادھر دل میں کوئی خیال آیا، کوئی دکھ درد محسوس ہوا اُدھر سے فوراً مداوا ہوا۔ دل سے ذاتِ باری تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا رشتہ اس قدر قریبی ہے کہ اس کے لیے لفظ قریب بھی استعمال نہیں ہو سکتا۔ آپ بھی اپنے دل کا جائزہ لیں۔ آپ کو بھی یہ قرب محسوس ہوگا۔ ذرا غور تو کر کے دیکھیں۔ اپنے روزمرہ معاملات اور معمولات کا جائزہ لیں۔ آپ کو وہ بڑا مہربان، نہایت رحم فرمانے والا، مالک وخالق، معبودِ حقیقی بے پناہ محبت کے ساتھ اپنے ساتھ، اپنے بہت قریب محسوس ہوگا اور ہر حال میں اپنا مربی، مددگار اور ہادی نظر آئے گا۔ وہ سب کے قریب ہے۔ اس کی سب پر نگاہ ہے۔ وہ سب کی سنتا ہے۔ ہمیں صرف اپنا فکر وعمل درست کرنے کی ضرورت ہے۔ فکر وعمل درست ہوتے ہی فکری ونظری پردے ہٹ جاتے ہیں اور قربِ الٰہی کا احساس اجاگر ہو جاتا ہے۔

روحانی تعلیم وتربیت کے دوران، سالک کو نبی کریم ﷺ سے بالواسطہ رہنمائی بھی ملتی ہے اور بلاواسطہ بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی شان و عظمت کے مطابق جیسے چاہیں انسان کو ہدایت اور رہنمائی عطا فرماتے ہیں اور اس کی مدد فرماتے ہیں۔

⑤

بندہ عاجز کو حالتِ بیداری اور حالتِ خواب، دونوں طرح نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ایک بار روزمرہ کے معمولات اور ذکر وفکر سے تھک کر میں جائے نماز پر ہی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اچانک کمرے میں خوشبو آنے لگی۔ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ میں بے ساختہ آپ کے مبارک قدموں سے لپٹ گیا۔ آپ ﷺ نے محبت وشفقت سے ارشاد فرمایا، تمام کام سرانجام دینے اور ذکر وفکر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے آرام کا بھی خیال رکھا کریں۔ اس دوران بندہ عاجز نے اپنے بیٹے حامد علی انجم کی تعلیم وتربیت کے بارے میں اپنی تشویش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اس کی فکر کرنا چھوڑ دیں۔ اس کی تعلیم وتربیت ہم خود کریں گے۔ سرکار نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے اس بشارت پر بندہ عاجز کو بہت زیادہ مسرت نصیب ہوئی۔

(الحمدللہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ)

⑥

بندہ عاجز نے جب بھی حالتِ مراقبہ میں بھی نبی کریم ﷺ سے رابطہ کیا۔ آپ ﷺ کی طرف سے فوراً مدد ورہنمائی حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ کے ادب واحترام کی وجہ سے بندہ عاجز نے مراقبہ کے ذریعے آپ ﷺ سے بار بار رابطہ کی کوشش نہیں کی۔

مبین نامی سٹوڈنٹ، میرے پاس، چشتیہ کالج میں پڑھتا تھا۔ ایک دن مبین میرے پاس آیا تو میں نے اسے کہا' مبین تمہیں آج کسی بزرگ کی زیارت کراتا ہوں۔ میں نے اسے بزرگ کا نام نہیں بتایا۔ اس کے سامنے، پردے میں ایک کاغذ پر نام لکھ کر وہ کاغذ اُلٹا کر پاس رکھ لیا۔ میں نے اسے آنکھیں بند کرنے کو کہا۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا، مجھے ایک بزرگ نظر آرہے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا ہے اور انہوں نے مسنون طریقے سے سلام کا جواب دیا ہے۔ میں نے انہیں اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ اس کے بعد وہ بزرگ تشریف لے گئے۔ مبین نے آنکھیں کھول دیں۔ میرے آفس کی الماری پر 50/60 بزرگوں کی شبیہات پر مبنی ایک تصویر پڑی تھی۔ میں نے اسے اس تصویر میں سے اس بزرگ کو پہچاننے کو کہا۔ اس نے ایک شبیہ پر انگلی رکھ دی اور کہا کہ میں نے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کی مجھے زیارت ہوئی۔ اس شبیہ کے ساتھ دیے گئے نمبر کے مطابق دیکھا تو وہ بزرگ جن کی یہ شبیہ تھی ان کا نام حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ مبین کے مشاہدہ کرنے سے قبل میں نے جو تحریر لکھ کر رکھی تھی، مبین سے اسے پڑھنے کے لیے کہا۔ اس پر بھی حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسمِ گرامی درج تھا۔ اس طرح مشاہدہ کے یقینی ہونے پر، مبین بہت حیرت زدہ ہوگیا۔ کچھ برس بعد مبین سعودی عرب کے شہر جدہ میں اپنے ماموں کے پاس چلا گیا۔ 2006ء میں بندہ عاجز کو اپنی مسز کے ہمراہ عمرہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں قیام کے دوران ایک دن مبین کا فون آیا اور کہنے لگا، سر! میرے ماموں جب بھی عمرہ کے ارادے سے نکلتے ہیں تو ان کا ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے۔ اس مسئلہ کا حل بتائیں۔ میں نے کہا کہ ان شاءاللہ کل صبح اس مسئلہ کا حل بتاؤں گا مگر شرط یہ ہے کہ مسئلہ حل ہونے پر آپ کے ماموں کو میرے کہنے پر کوئی نیکی کا کام کرنا ہوگا۔ اس کے ماموں نے وعدہ کرلیا۔ میں نے مراقبہ میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں مسئلہ عرض کیا۔ مجھے بحالتِ مراقبہ ہدایت ملی، ''انہیں بھیج دیں'' اس اجازت اور حکم سے مبین کے ذریعے اس کے ماموں کو مطلع کردیا گیا۔ ان کے عمرے کی حاضری ہوگئی۔ میں نے مبین سے کہا، اپنے ماموں سے کہیں کہ چاولوں کی دو دیگیں اتار کر کسی یتیم خانے میں بھیج دیں۔ قریباً ایک دو سال بعد میں فیصل آباد میں اپنے آفس میں بیٹھا تھا کہ مبین کی والدہ پریشان سی میرے پاس آئیں۔ وہ کہنے لگیں، جدہ میں میرے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ انہیں یاد آیا کہ انہوں نے یتیم خانے چاولوں کی دو دیگیں بھیجنی تھی۔ میں نے کہا، چاولوں کی دیگیں اتار کر یتیم خانے بھیج دیں۔ اگر وہ یہ کام پہلے ہی کرلیتے تو شاید یہ حادثہ پیش نہ آتا۔ انہوں نے فوراً حسبِ ہدایت عمل کیا۔

⑦

روحانی علاج کے سلسلہ میں بعض اوقات فوری طور پر ایسی ہدایات ملتی ہیں جو پہلے کبھی پڑھنے، سننے میں نہیں آئی ہوتیں۔ مگر ان کی حکمت آشکار ہونے پر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک روز ایک سٹوڈنٹ نے اپنی پریشانی بیان کی۔ وہ کہنے لگا، سر کئی روز سے قبض کی شکایت ہے۔ علاج معالجہ سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ میں نے کہا۔ تمہارے پاس کچھ روپے ہیں؟ اس نے کہا، جی! میں نے کہا، ساتھ والے سٹور سے کچھ بسکٹ لے آؤ۔ جب وہ لے آیا تو اسے کہا کہ کلاس میں جتنے سٹوڈنٹس ہیں سب کو بسکٹس پیش کریں اور انہیں پانی پلائیں۔ اس نے حسبِ ہدایت عمل کیا۔ اگلے دن، صبح وہ آیا تو بہت ہشاش بشاش تھا۔ اس کا مسئلہ حل ہو چکا تھا۔ اس نے کہا سر! مجھے آرام تو آگیا ہے، مگر اس علاج میں کیا حکمت ہے؟ میں نے کہا بھائی سیدھی سادی بات ہے کہ صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔ ہر نیک کام صدقہ ہے۔ آپ نے کلاس میں موجود سٹوڈنٹس کی خدمت کی، انہیں بسکٹس کھلائے اور پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پریشانی دور فرمادی۔

⑧

ایک روز آمنہ نامی طالبہ بہت پریشان نظر آئی۔ میں نے اس سے پریشانی کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ اس کی خالہ جو کہ کافی

عرصہ سے شدید بیمار تھی چند روز سے نہایت تکلیف دہ جانکنی کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ان کے پاس بیٹھ کر کافی پڑھائی کی اور کرائی ہے۔کئی بزرگوں سے دعا بھی کرائی ہے۔جن لوگوں کی ناراضگی تھی یا جن کی حق تلفی ہوئی تھی ان سے معاف بھی کرایا ہے مگر پھر بھی ان کی جان نہیں نکلتی! میں نے اپنے برسوں کے روحانی تجربات کی بنا پر کہا، آمنہ ان کے پاس بیٹھ کر تین روز مسلسل سورہ یٰسین کی تلاوت کریں۔روزانہ بہتر بار سورہ یٰسین پڑھی جائے۔انہوں نے تین دن یہ عمل کیا مگر مقصد حاصل نہ ہوا۔میں حیران ہوا کہ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ سورۂ یٰسین سے استمداد کیا جائے اور فائدہ نہ ہو۔اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوا تو ہدایت ملی کہ تین روز مسلسل، روزانہ بہتر بار سورۂ ملک پڑھائی جائے۔سورۂ ملک منجّی (نجات دلانے والی) ہے۔انہوں نے حسبِ ہدایت عمل کیا تو تیسرے روز اس خاتون کو تکلیف سے نجات حاصل ہوگئی۔وہ وفات پا گئی۔اس کے بعد بندہ عاجز کا معمول ہوگیا کہ مشکل سے مشکل مہم کے لیے تین روز مسلسل روزانہ بہتر بار سورۂ یٰسین اور بہتر بار سورۂ ملک پڑھنے کی تلقین کی اور اس عمل سے ہر مشکل آسان ہوئی۔گمشدہ گھر واپس آ گیا۔رشتوں کی رکاوٹ دور ہوگئی۔قاتل کا سراغ مل گیا۔اس عمل سے ناممکن نظر آنے والے کام ممکن ہوگئے۔

⑨

کلامِ الٰہی (قرآنِ حکیم کی کسی سورہ مقدسہ، آیت یا آیات) کی صورت میں ملنے والی روحانی ہدایت ورہنمائی، وجدان، القا، الہام اور کشف ومشاہدہ کی واضح ترین، حتمی اور بالکل یقینی صورت ہے۔بعد میں پیش آنے والے حالات وواقعات اور نتائج سے اس کی تصدیق ہوجاتی ہے۔جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح کشف والہام اور مشاہدہ وتجربہ روحانی کی صداقت کو اس کے اثرات ونتائج سے پرکھا جاتا ہے۔قرآنِ حکیم میں اس معیار یا کسوٹی کا ذکر اس طرح سے آیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِo تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَاط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَo وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍo ابراہیم[14:24-26]

کیا آپ نے نہیں دیکھا، اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کہ پاکیزہ بات اس پاکیزہ درخت کی مانند ہے جسکی جڑ (زمین میں) مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں وہ (درخت) اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دے رہا ہے، اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل اور ناپاک بات کی مثال اس ناپاک درخت کی سی ہے جسے زمین کے اوپر ہی سے اکھاڑ لیا جائے، اسے ذرا بھی قرار (و بقا) نہ ہوo

عزیزانِ من! قرآن وسنت کے معیار پر پورا اترنے والا اور واقعات ونتائج سے تصدیق پانے والا کشف والہام ذاتِ باری تعالیٰ سے،نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے، دیگر تمام انبیاء کرام ورسل سے، اولیائے عظام سے رابطے کا اور سچ تک رسائی کا یقینی اور حتمی ذریعہ ہے۔جب آپ پریشان ہو، اپنی پریشانی کا کسی سے بھی ذکر نہ کریں۔بلکہ دل میں کوئی خیال ہو اور اس کا اپنی زبان پر بھی ذکر نہ لائیں۔دل میں کوئی خواہش، حاجت یا دعا ہو یا کوئی سوال ہو اور آپ اس خواہش یا حاجت کا کسی سے بھی ذکر نہ کریں۔پھر ایسی خواہش یا حاجت کے پورا ہونے، دعا کے قبول ہونے اور سوال کے کسی نہ کسی صورت میں جواب ملنے سے نہایت اعلیٰ وبرتر، علیم وخبیر، قادرِ مطلق، رحمٰن ورحیم ذاتِ باری تعالیٰ سے محبت پر مبنی ربط وتعلق کا ایمان افروز انمول احساس اور حق پر مبنی علم معرفت یا عرفان کہلاتا ہے۔

بندہ عاجز کو اپنے روحانی سفر کے دوران اکثر ایسے مشاہدات وتجربات ہوتے رہے ہیں اور الحمدللہ اب بھی ہو رہے ہیں، جن کی بدولت ہر غم وخوشی میں لحہ بہ لحہ قربِ حق اور قربِ نبوی ﷺ میں اضافہ محسوس ہوتا رہتا ہے۔اس ضمن میں بطورِ شکرِ نعمت کچھ واقعات پیش خدمت ہیں۔

ایک روز، نمازِ فجر کے وقت نیم بیداری میں دیکھا کہ مجھے کوئی تلقین کر رہا ہے کہ پڑھو، ''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَo

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے o'' میں حسبِ ہدایت پڑھنا شروع ہو گیا۔ میں کچھ دیر تک یہ آیت مقدسہ پڑھتا رہا پھر نمازِ فجر کے لیے اُٹھ گیا۔ صبر کی منزل آنے پر میں ڈر گیا مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کی وجہ سے اطمینانِ قلبی محسوس کیا۔ ان دنوں میں خالد بک ڈپو لاہور، بابر بک ڈپو لاہور اور ہمدرد کتب خانہ کے لیے مختلف کلاسز (پرائمری تا بی اے لیول) کی اردو، انگریزی، کمپیوٹر سائنس کی نصابی وغیر نصابی کتب لکھا کرتا تھا۔ الحمدللہ کتابیں معیاری ہونے کی وجہ سے کافی زیادہ تعداد میں فروخت ہو جاتی تھیں۔ پبلشرز حضرات ہر ایک کتاب کے لیے طے شدہ معاوضہ یک وقت ادا کرتے تھے۔ رائلٹی نہیں دیتے تھے۔ ان دنوں میں کرائے کے گھر پر رہتا تھا۔ گھر اور آفس کا کرایہ دینے کے لیے، دیگر اخراجات کی تکمیل کے لیے اور اپنا گھر بنانے کے لیے 1989ء تا 2012ء تک بھرپور محنت کرنا پڑی۔ صوم وصلوٰۃ اور ذکر وفکر کی پابندی کی وجہ سے اور روحانی تعلیم وتربیت کے ذوق کی تسکین کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے تمام دیگر سماجی سرگرمیاں معطل ہو گئی تھیں۔ ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ بعض اوقات ایسی روحانی کیفیات اور معاملات سے گزرنا پڑتا تھا کہ وسائل نہ ہونے کے باوجود بفضلِ تعالیٰ مسائل اور مشکلات کے حل ہونے پر زبردست روحانی ارتقاء بھی حاصل ہو جاتا تھا۔

ان ایام میں میرا معمول تھا کہ ہر دوسرے تیسرے مہینے، لاہور جا کر پبلشرز سے ملاقات کر لیتا تھا۔ جو کتابیں لکھی ہوتیں ان کے حوالے کر دیتا اور مزید پراجیکٹس سمجھ لیتا تھا۔ سب سے پہلے خالد بک ڈپو جاتا تھا۔ وہاں خالد پرویز، پروپرائیٹر خالد بک ڈپو (آئینہ، پائیلٹ سریز کے نام سے تعلیمی کتب شائع کرنے والے ادارہ کے مالک) سے ملاقات ہوتی اور کھانا وغیرہ بھی وہیں سے کھاتا تھا۔

اس بار میں پہلے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر سلام کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ وہاں معمول کے مطابق پائنتی کی طرف حجرہ غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھ گیا اور مراقبہ کرنے لگا۔ مراقبہ میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ ہوا۔ انہوں نے میرے حسبِ حال رہنمائی فرمائی۔ دورانِ مراقبہ انہوں نے مجھے ہلکے سبز رنگ کا شربت پلایا اور فرمایا کہ کھانا کھا کر جانا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر میں نے آنکھیں کھولیں تو میرے بالکل بائیں طرف کمبل والی سرکار بیٹھے تھے۔ یہ بزرگ کئی برس سے اسی جگہ پر چلّہ نشین ہیں اور گرمی وسردی، ہر موسم میں سیاہ کمبل اوڑھے رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ کمبل والی سرکار کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا جائے نماز حجرہ غریب النواز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قبلہ رخ بچھا رہتا ہے۔ یہ مزارِ اقدس سے ملحقہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے ہیں اور باقی وقت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں، ذکر وفکر کرتے گزارتے ہیں۔ ان کی اس سے پہلے کئی بار زیارت ہوئی مگر سلام دعا کا کبھی موقع نہیں ملا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے براہِ راست رابطہ کی وجہ سے میں نے بھی کبھی اِدھر اُدھر رابطوں اور سلام وپیام کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس روز ان سے رابطہ ہونا خلافِ معمول تھا۔ جب میں نے مراقبہ ختم کیا تو کمبل والی سرکار میرے ساتھ بالکل بائیں جانب بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ کھانا کھا کر جانا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے پہلے ہی یہ حکم مل چکا تھا۔ مجھے تمام بات سمجھ آ گئی۔ انہوں نے اسی وقت کسی سے منگوا کر مجھے نان چنے کھلائے۔ اس کے بعد چائے پلائی۔ بعد میں کہا کہ اب جائیں۔ جب میں خالد بک ڈپو پہنچا اور خالد پرویز سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے کھانے کا بالکل نہیں پوچھا۔ تب مجھے سمجھ آئی کہ میرے روحانی مربی وسرپرست اس امر سے آگاہ تھے۔ اس لیے انہوں نے مجھے کھانا کھلا کر بھیجا تھا۔ اُس روز خالد پرویز خلافِ معمول بے مروتی سے پیش آئے۔ انہوں نے کافی تیز ترش باتیں کیں۔ حساب کتاب کے معاملے میں بھی درشتی سے پیش آئے۔ انہوں نے کاروباری تعلق ختم کر دیا۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ مجھے خود علم نہیں کہ آپ کے ساتھ اس طرح کیوں پیش آ رہا ہوں۔ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں۔ میں نے کہا میرا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ ہے۔ آپ سے کاروباری تعلق ختم ہوا تو کیا ہوا، رازقِ حقیقی تو رب تعالیٰ ہے۔ وہ میرے لیے کافی ہے۔ اُسی روز بابر بک ڈپو کے پروپرائیٹر الطاف حسین سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بھی ملاقات کرتے ہی بغیر کسی حیل وحجت کے کاروبار بند کرنے اور تمام آرڈر کینسل کرنے کا اعلان کر دیا۔ ہمدرد کتب خانہ کے پروپرائیٹر کاشف حسین گوہر بھی سختی سے پیش آئے۔ انہوں نے حساب کتاب کرتے وقت بغیر کسی معقول عذر کے بل میں سے کچھ رقم کاٹ لی۔ اس روز جب میں گھر واپس آ رہا تھا تو کاروباری

لحاظ سے صفر (Zero) ہو چکا تھا۔ میرے بھائیوں کو صورتِ حال کا علم ہوا تو انہوں نے زبانی کلامی خوب تسلی دی مگر عملی طور پر کوئی مدد نہ کی۔ روحانی دنیا کے معاملات بھی عجیب ہیں۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

تسلیم ورضا کے خنجر سے قتل ہونے والوں کو ہر لحظ غیب سے نئی زندگی ملتی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر انسان کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نبی کریم ﷺ کی توجہ وشفقت کی بدولت اس بے بسی وبے کسی کی حالت میں فوراً مدد مل گئی۔ ایک دو روز میں اچانک ایک دوست کا فون آگیا اور اس کے توسط سے میں نے اپنے ادارہ میں تعلیمی کورسز شروع کردیے۔ چند ہی روز میں سال بھر کے اخراجات کے لیے کافی رقم مل گئی۔ اس کے بعد ذاتِ باری تعالیٰ نے کوئی اور سبب بنا دیا۔ اس طرح بفضلِ تعالیٰ آزمائش (Trial) کا یہ دور تقریباً 3/4 سال میں ختم ہوگیا۔ اس عرصہ میں آزمائش آئی بھی اور نہیں بھی آئی۔ صبر وتوکل اور ایمان وایقان کی روحانی نعمتوں میں خوب اضافہ ہوا۔

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر شے پر محیط ہے۔ ہر شے کو قدرت کی طرف سے ہدایات نصیب ہوتی ہیں۔ انہی ہدایات کے تحت بیج نشوونما پا کر ننھا پودا اور پھر تناور درخت بنتا ہے جس پر طرح طرح کے پھل، پھول اور پتے اگتے ہیں۔ انہیں ہدایات کے تحت تمام پتنگے، پرندے اور درندے، غرضیکہ ہر شے کسی نہ کسی شکل میں مصروف بہ عمل ہے۔ آسمان، سورج، چاند، ستارے، زمین سب کے سب ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایات (وحی، الہام، احکامات) کے تحت مصروف بہ عمل ہیں۔

کشف والہام کی صورت میں ملنے والی انہی ہدایات کی وجہ سے اہلِ فضل، خوش نصیب لوگ روحانیت کے اعلیٰ مدارج طے کرکے معرفتِ الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے سب کے لیے کھلے ہیں۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلب گار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب ورضا کے حصول کے لیے کوشش کرتا ہے اسے خصوصی مدد ورہنمائی حاصل ہوجاتی ہے اور اس مدد ورہنمائی کی بدولت طالبِ صادق کا مالکِ حقیقی سے روحانی رابطہ وتعلق مضبوط سے مضبوط تر ہوتا رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○ العنکبوت [29:69]

اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (اور مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں، اور بے شک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے ○

اس ضمن میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛

> "کسی کے ساتھ اس کی طرف سے بخل نہیں۔ مگر ظہور اس رحمت کا ان دلوں میں ہوتا ہے جو رحمت کی تاک لگائے رہتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے "خدا تعالیٰ کی رحمت کی بہت سی لپٹوں میں تمہاری زندگی کے ایام ہیں۔ بس تم ان کی تاک میں رہو۔"
>
> امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جو حدیث نقل کی ہے۔ اس کی وضاحت ایک اور حدیثِ قدسی کے ذریعے بھی کی ہے۔
>
> امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں؛
>
> "ان پر تاک لگانا اس طرح ہے کہ دل کو پاک رکھیں اور خبث وکدورت جو اخلاقِ مذمومہ سے ہوتی ہے، اس سے اجتناب کریں اور خدائے پاک کے اسی وجوہ کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے خدا تعالیٰ ہر ایک رات میں آسمان دنیا پر نزول فرما کر ارشاد کرتا ہے کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ (اقبال کا تصورِ کشف، ص 39 تا 40)

عزیزانِ من! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے علم وحکمت سے خصوصی محبت عطا فرمائی ہے۔ اس محبت کی وجہ سے میں زندگی بھر علم وحکمت سے متعلقہ کتب تلاش کرتا اور پڑھتا رہا ہوں۔ میں ہمیشہ اہل علم وحکمت کی تلاش میں رہا ہوں اور جہاں کہیں بھی ممکن ہوا ان پاک باز ہستیوں کی ہم نشینی میں رہا ہوں۔ اس سے مجھے بہت کچھ سیکھنے، سمجھنے اور جاننے کا موقع ملا ہے وہ تشنگی طلب اور جستجو اب تک قائم ہے۔

جب میری شادی ہوئی تو معاشی حالت بہت کمزور تھی۔ شادی کے بعد اپنا گھر بنانے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ کئی سال خوب محنت کی۔ گھر اور آفس کا کرایہ ادا کرنے اور ضروری اخراجات پورے کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ بچت ہونے لگی۔ جب کچھ رقم اکٹھی ہوئی تو جانبی علاقوں

میں گھر بنانے کے لیے قریباً تین سے پانچ مرلے جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ جو کوئی جگہ بھی پسند آئی اس کی قیمت اپنی جمع پونجی سے زیادہ نکلی۔اس طرح میں نے دو تین بار کوشش کی اور ہر بار تھک ہار کر اپنی جمع پونجی دوست احباب اور رشتہ داروں کے قرض چکانے اور خدمت کرنے میں صرف کر دی۔

ایک دن اپنی جمع کی ہوئی کتابوں کو دیکھ کر خیال آیا کہ زندگی بھر کتابوں سے اور علم سے محبت کی مگر یہ محبت میرے کام نہیں آئی۔ میں اپنے اہلِ خانہ کے لیے ایک چھوٹا سا گھر بھی نہ بنا سکا۔اس خیال کے چند روز بعد ہی اللہ تعالیٰ نے غیب سے اسباب فراہم فرما دیے۔وہی علم ذریعہ روزگار بن گیا۔ میں نے بطور پروفیشنل رائٹر کام شروع کر دیا۔جس جگہ میری رہائش تھی،اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کا چار مرلے کا پلاٹ عطا فرما دیا۔حالات ایسے پیدا ہوئے کہ مالک مکان سے کرائے کے گھر کا بھی سودا کرنا پڑا۔دس لاکھ روپے میں سودا طے ہوا۔دو لاکھ روپے ایڈوانس ادا کرنا تھے۔اپنے ایک درویش دوست کے مشورہ پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے سودا کر لیا۔اب مجھے علم نہیں تھا کہ دو لاکھ روپے ایڈوانس کے کہاں سے آئیں گے اور بقایا رقم کیسے ادا ہوگی۔بظاہر یہ احمقانہ فیصلہ تھا۔کہیں سے اور کسی طرح سے بھی چند ایک ہزار روپے بھی ادھار کی صورت میں ملنے کی امید نہیں تھی۔

قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ بھروسہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔بندہ عاجز،بے کس و بے بس نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے،اس کے فضل وکرم پر بھروسہ کر لیا تھا۔سبحان اللہ!چند ایک روز میں غیب سے مدد ہو گئی۔خالد بک ڈپو کے پروپرائیٹر خالد پرویز سے ملاقات ہوئی۔گفتگو کے دوران میں،میں نے یونہی ان سے ذکر کر دیا کہ میں نے اس طرح گھر خریدنے کا سودا کیا ہے۔یہ سنتے ہی خالد پرویز اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔اس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور کہا،مبارک ہو!دو لاکھ ایڈوانس میں ادا کروں گا۔بقایا رقم بھی شیڈول کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔آپ کتابیں لکھنی شروع کریں۔مکان کی قیمت کی ادائیگی کے دوران کچھ مشکلات پیش آئیں۔ہر بار غیبی مدد ہوئی۔ایک بار میں پریشانی کی حالت میں سو گیا۔جب آنکھ کھلی تو میری زبان پر اس آیت مقدسہ کے ورد میں مشغول تھی:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَىْءٍ قَدْرًا○ الطلاق[65:2-3]

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے(دنیا و آخرت کے رنج و غم سے)نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہےo اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا،اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ(اللہ)اسے کافی ہے،بے شک اللہ اپنا کام پورا کر لینے والا ہے،بے شک اللہ نے ہر شے کے لیے اندازہ مقرر فرما رکھا ہےo

مجھے اس آیت کے مفہوم کا علم نہیں تھا۔قرآن حکیم باترجمہ سے اس کا ترجمہ پڑھا تو مفہوم سمجھ آ گیا کہ ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے مدد کا پیغام آیا ہے۔

عزیزانِ من!اس کتاب کا موضوع'عرفان ذات'ہے۔ذاتِ باری تعالیٰ سے اپنے رابطے کے حوالے سے مختلف واقعات بیان کرنے کا مقصد کشف والہام کی معتبر صورتوں کا ذکر کرنا اور قارئین کو اس امر سے آگاہ کرنا ہے کہ اگر آپ بھی اپنے روزمرہ کے معاملات اور سفرِ حیات کے نشیب وفراز کا اس انداز سے جائزہ لیں گے تو آپ کو ذاتِ باری تعالیٰ کے قرب ومعیّت،محبت وعطا اور بخشش کا احساس ہو جائے گا۔اس تعلیم وتفہیم کی بدولت آپ کو بھی قربِ حق کا شعور وادراک حاصل ہو جائے گا۔اس طرح بفضلِ تعالیٰ بندہ عاجز کا مقصدِ حیات بھی تکمیل پا جائے گا۔(ان شاءاللہ)

روحانی دنیا میں سالک کو ہر طرح کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے اور اس کی مدد کی جاتی ہے۔تائیدِ الٰہی اور رحمتِ نبوی ﷺ کے بغیر حفظ و امان اور سلامتی پانا ممکن نہیں۔نفس اور شیطان انسان کے دو بڑے دشمن ہیں۔انسان اس قدر عقل وفہم اور علم وقدرت نہیں رکھتا کہ ان کے مکر وفریب سے محفوظ رہ سکے۔اسی طرح انسان کے کئی اور ظاہری وباطنی دشمن بھی ہوتے ہیں۔حاسد،کینہ پرور اور بدباطن لوگ بھی کئی طرح کے حیلوں اور مکروفریب سے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔جب انسان کو بفضلِ تعالیٰ حفظ وامان اور سلامتی نصیب ہو جائیں تو نہ

کوئی خوف رہتا ہے اور نہ ہی غم۔ روحانی دنیا میں سالک کے خیالات ووسواس تک کی نگہبانی ونگرانی کی جاتی ہے اوراس کے حسبِ حال اس کی مدد ورہنمائی کی جاتی ہے۔

تصنیف وتالیف کے کام سے پہلے بندہ عاجز، حقیر پر تقصیراپنی اکیڈمی میں اردو انگلش میڈیم کے مختلف کلاسز کے سٹوڈنٹس کو پڑھایا کرتا تھا۔ ایک بار اکیڈمی میں سٹوڈنٹس کی تعداد کافی کم ہوگئی۔ یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اخراجات کیسے پورے ہوں گے؟ ادھار لینا پڑا تو بھی دشواری ہوگی، کس سے ادھار لیں گے؟ اس روز تعلیم وتدریس کی ذمہ داری سے فارغ ہوکر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں میں نے حسبِ معمول مراقبہ کیا تو مراقبہ میں ایک اخبار نظر آیا۔ میں نے اخبار پڑھنا شروع کردیا۔ اخبار میں ایک کالمی سرخی نظر آئی ''ماسٹر صاحب سٹوڈنٹس کی تعداد کم ہونے سے ڈر گئے''۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ ذاتِ باری تعالیٰ سے رابطہ ہوگیا ہے۔ وہ دلوں کے بھید جانتا ہے۔ میں نے فوراً عرض کیا، مولا کریم! میں عاجز انسان ہوں! اپنی کم فہمی کی وجہ سے اسباب پر نظر کی اور پریشان ہوگیا۔ میرے اس احساس ندامت اور اعترافِ ندامت پر فوراً قرآن حکیم سامنے آگیا۔ اس میں واضح طور پر مجھے لکھا ہوا دکھایا گیا کہ'' وَاللّٰہُ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ o اوراللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے o

آیتِ مقدسہ کے ذریعے بشارت ملتے ہی مجھے فوراً اطمینانِ قلبی محسوس ہوا۔ اس کے بعد مجھے الحمدللہ کبھی بھی مالی تنگی یا دشواری محسوس نہیں ہوئی۔ جب کبھی جتنی ضرورت ہوئی، احسن طریقے سے وہ ضرورت پوری ہوئی۔ اس مشاہدہ پر مجھے قربِ ربانی کا بہت زیادہ احساس ہوا، نورِ ایمان اورنورِ ایقان میں اضافہ ہوا۔

ایک بار اسی طرح مجھے کچھ رقم کی ضرورت پڑی۔ نمازِ مغرب کی ادائیگی کے بعد میں نے دو رکعت نماز برائے قضائے حاجت ادا کی اور کچھ دیر تک درود شریف پڑھتا رہا۔ اس کے بعد میں آفس میں موجود سٹوڈنٹس کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہوگیا۔ دورانِ گفتگو میں نے دیکھا کہ اکیڈمی کے سامنے، شادمان روڈ پر ایک سفید پوش خاتون ننگے پاؤں گزر رہی ہے اور طارق آباد پھاٹک کی طرف جارہی ہے۔ میں نے فوراً ایک سٹوڈنٹ کو بھیجا کہ اس خاتون کو بلا کر لائے۔ وہ خاتون کو بلا لایا۔ خاتون میرے پاس بیٹھ گئی۔ میں نے ان سے پوچھ کہ آپ کدھر سے آرہی ہیں، کدھر جارہی ہیں اور آپ ننگے پاؤں کیوں ہیں؟ اس خاتون نے جواب دیا کہ میں وارث پورہ رہتی ہوں۔ میرا بیٹا بس ڈرائیور ہے۔ ایک حادثہ میں اس کی بس کے نیچے آکر ایک بندہ مارا گیا جس وجہ سے اسے گرفتار کرلیا گیا۔ میں لاری اڈہ میں بس کے مالک کے پاس یہ درخواست کرنے گئی تھی کہ وہ میرے بیٹے کی ضمانت کروادے۔ وہ آدمی کئی بار وعدہ کرچکا ہے مگر اس نے اس سلسلہ میں ابھی تک ہماری مدد نہیں کی۔ اب میں واپس پیدل ہی گھر جارہی ہوں کیونکہ میرے پاس واپسی کا کرایہ نہیں ہے۔ اس کی حالتِ زار دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا۔ مجھے اپنی پریشانی بھول گئی۔ اس وقت میری جیب میں صرف دس پندرہ روپے تھے۔ میں نے وہ روپے ایک سٹوڈنٹ کو دیے اور اسے کہا کہ اس خاتون کے ساتھ جائے اور اسے ریلوے پھاٹک طارق آباد کے سامنے سے وارث پورہ کی ویگن میں بٹھا آئے اور کرایہ دے آئے۔ وہ خاتون دعائیں دیتے ہوئے چلی گئی۔ میں اس کی حالتِ زار پر آزردہ خاطر ہوکر اکیڈمی سے ملحقہ اپنی رہائش گاہ میں چلا گیا۔ اگلے دن ہفتہ وار تعطیل تھی۔ کہیں سے کوئی رقم آنے کی امید نہیں تھی۔ تاہم، مجھے کسی طرح کی تشویش نہیں تھی۔ اگلے روز دوپہر کے وقت گھر کے گیٹ پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو گیٹ پر میرے استاذ ڈاکٹر قاری محمد اسلم موجود تھے۔ انہیں مہمان خانے بٹھایا اور خاطر تواضع کی۔ انہوں نے کئی ہزار روپے نکال کر میرے سامنے رکھ دیے۔ میں نے کہا، سر! آپ کس حساب سے یہ رقم مجھے دے رہے ہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا، آپ نے میرے بچوں کو تعلیم دی ہے اور کوئی فیس نہیں لی۔ یہ کچھ روپے لے لیں۔ میں نے انکار کیا اور کہا، ڈاکٹر صاحب! آپ میرے استاد ہیں۔ میں نے ان بچوں کو اپنے بھائی اور بیٹے سمجھ کر رضائے الٰہی کی خاطر اور آپ کی خدمت کے نقطۂ نظر سے تعلیم دی ہے۔ اس لیے میں یہ فیس ہرگز نہیں لوں گا۔ انہوں نے کہا، یہ فیس نہیں بلکہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ میرے بار بار انکار کے باوجود وہ بحیثیت استاد حکماً وہ رقم مجھے دے گئے۔ میں اللہ تعالیٰ کے اس فضل وکرم پر بہت شکر گزار ہوا۔

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت، معرفت اور حکمت کے دروازے کھلتے ہیں تو ہر لمحہ، ہر گھڑی مختلف پیرائے سے ذاتِ باری تعالیٰ

کی طرف سے لطف وکرم اور محبت کا اظہار منکشف ہوتا ہے۔میں نے اپنے ہاں منعقد ہونے والی ذکر وفکر کی محفلوں میں اکثر بلکہ تقریباً ہر بار دیکھا کہ حاضرینِ مجلس کی تعداد کے عین مطابق لنگر فراہم ہو جاتا۔مثلاً اگر کوئی مٹھائی لے کر آیا تو حاضرینِ مجلس میں ایک ترتیب سے بغیر کسی حساب اور شمار کے مٹھائی تقسیم کی جاتی جو تمام حاضرینِ مجلس کو برابر کفایت کرتی، نہ کم ہوتی نہ زیادہ اگر کوئی کیلے لے کر آتا تو وہ بھی سب کو برابر تعداد میں کمی بیشی کے بغیر مل جاتے۔اس ضمن میں تالیفِ قلبی کے لیے کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔مثلاً

ایک بار کسی نے کچھ کیلے نذر کیے۔میں نے مرزا آصف' کمپیوٹر آپریٹر سے کہا کہ یہ کیلے لے جائیں اور آفس کے اردگرد (دائیں، بائیں اور سامنے) موجود سب دکانداروں اور ان کے پاس موجود گاہکوں اور دیگر افراد میں تقسیم کر آئیں۔انہوں نے کہا' کیلے بہت تھوڑے ہیں!میں نے کہا! آصف صاحب اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تقسیم کر کے آئیں بعد میں آپ سے بات ہوگی کہ کم ہوئے یا کفایت کر گئے۔مجھے مختلف دکانوں پر موجود تمام افراد کی تعداد کا علم نہیں تھا۔میں نے کیلے بھی شمار نہیں کیے تھے۔میں جو کہہ رہا تھا اس کی مجھے سمجھ تھی اور حتمی نتائج پر یقین تھا۔میرے ذہن میں جس نے یہ خیال پیدا کیا اور جس کے حکم سے میں یہ کام کر رہا تھا وہ سب کچھ خوب جانتا ہے۔رابطے کی یہ لطیف صورت بیان نہیں ہو سکتی۔جب انسان اس کیفیت یا حال سے گزرے تو ذاتِ باری تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس قرب کا لطیف احساس دلا دیتی اور سمجھا دیتی ہے۔ایسے لطیف رابطے کی تو کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔آصف صاحب کیلے تقسیم کر کے آئے تو بہت حیران تھے۔وہ کہنے لگے، سر! تمام دکانداروں اور وہاں موجود تمام افراد میں کیلے برابر تقسیم ہو گئے ہیں۔ایک بھی کیلا کم نہیں ہوا۔کیا آپ کو ان سب کی تعداد کا علم تھا؟ میں نے کہا، آصف صاحب مجھے ہرگز ان کی تعداد کا علم نہیں تھا۔اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔هٰذا من فضلِ ربّی!

ایک بار ماہِ محرم میں خلیفہ محمد نعیم عرف پپو میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کی نیاز دینا چاہتا ہوں، مجھے بتائیں کس چیز کی نیاز دوں۔میں نے کہا، بھائی! جو جی میں آئے وہ بطور نیاز پیش کر دو۔میرے کہے پر چلے تو کچھ تگ ودو زیادہ کرنا پڑے گی۔پپو بھائی بضد رہے۔میں نے کہا' اچھا بھائی!تمہاری مرضی!یوں کرو کہ اپنا گھر (یتیم خانہ واقع طارق آباد متصل فاطمہ جناح گرلز کالج) جاؤ اور وہاں موجود یتیم بچوں کی تعداد معلوم کر کے آؤ۔وہ یتیم بچوں کی تعداد معلوم کر کے آئے۔میں نے اُسے کہا، اب جاؤ اڑھائی کلو مٹھائی لے آؤ۔گلاب جامن، لڈو، برفی وغیرہ لے آنا تاکہ تقسیم کرنے میں آسانی رہے۔میں نے اسے اپنے پاس سے کچھ روپے بھی دے دیے۔وہ مٹھائی لے آئے۔اب میں نے اسے کہا کہ یہ مٹھائی لے جاؤ اور تم یتیم بچوں میں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کرآؤ جو مٹھائی باقی بچے واپس لے آؤ۔پپو بھائی، حسبِ ہدایت وہ مٹھائی تقسیم کر کے، باقی مٹھائی لے آئے۔میں نے وہ مٹھائی اکیڈمی میں موجود تقسیم کرنا شروع کر دی۔سب میں بغیر کمی بیشی کے مٹھائی برابر تقسیم ہوگئی۔آخر پر صرف دو گلاب جامن، لڈو وغیرہ بچے۔ان میں سے ایک میں نے اور ایک پپو بھائی نے کھا لیا۔اس تقسیم سے واضح ہوا کہ تمام عمل تائیدِ ایزدی کے تحت ہُوا۔اگر اپنے مرشد، بزرگ یا کسی سرپرست کی مشاورت سے نیکی کا کام کیا جائے تو اسے خصوصی تائیدِ ایزدی حاصل ہو جاتی ہے اور ایسا کام خصوصی برکت کا باعث ہوتا ہے۔

ایک بار نگہبان پورہ میں مرزا ظفر مرحوم کے گھر جانا ہوا۔وہ میرے لیے ایک پلیٹ میں بسکٹ لے آئے۔میں نے حسبِ معمول، انہیں کہا کہ تمام اہلِ خانہ میں یہ بسکٹس تقسیم کر دیں۔ہر ایک کو ایک ایک بسکٹ دیں۔جب وہ تقسیم کے بعد واپس آئے تو پلیٹ میں دو بسکٹس موجود تھے۔فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ اس گھر میں کوئی ایک فرد رہ گیا ہے جسے بسکٹ نہیں ملا۔جانچ پڑتال پر پتہ چلا کہ ان کی چھوٹی بیٹی ملیحہ سو رہی ہے، اسے بسکٹ نہیں ملا۔اس کا حصہ رکھ لیا گیا اور مجھے میرا حصہ مل گیا۔

مس لبنیٰ، بندہ عاجز سے روحانی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کرتی رہی ہیں۔ان کی منگنی کے موقع پر ان کے اہلِ خانہ نے مجھے بھی مدعو کیا۔منگنی کے طے شدہ پروگرام کے برعکس پانچ چھ کے بجائے قریباً بیس پچیس افراد منگنی کی رسم کی ادائیگی کے لیے آ گئے۔مس لبنیٰ کے اہلِ خانہ نے گھر کے افراد کے علاوہ مزید اور پانچ چھ افراد کے لیے کھانے کا بندوبست کیا تھا۔فوری طور پر کھانے کا بندوبست کرنا ممکن نہ تھا۔انہوں نے الگ لے جا کر مجھے تمام مسئلہ بتایا۔میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی اُمید پر انہیں تسلی دی اور کہا کہ مجھے کچن

میں لے جائیں۔وہ مجھے کچن میں لے گئے۔میں نے انہیں سالن والے برتن کا ڈھکنا ہٹانے کو کہا۔اس کے بعد دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اورانہیں کہا کہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ کرکھانا تقسیم کریں۔انہوں نے پہلے لڑکے کی طرف سے آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلایا۔اس کے بعد اپنی برادری کے مہمانوں کو کھانا کھلایا اور خود بھی کھایا۔بعد میں انہوں نے اپنے اردگرد کے ہمسایوں کے گھر بھی کھانا بھیجا۔الحمدللہ بعد میں بھی کچھ کھانا بچ گیا۔

عزیزانِ من!انسان قدرت کی بہترین تخلیق ہے۔اللہ تعالیٰ کا ہرانسان کے ساتھ ہر وقت روحانی رابطہ قائم رہتا ہے۔یہ رابطہ الہام کی صورت میں ہوتا ہے۔ہرانسان کے دل میں ہمہ وقت،سوتے جاگتے،ہر حالت میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں،مثلاً بھوک اور پیاس کی صورت میں نفس کی طرف سے کچھ کھانے پینے کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔نماز کے وقت،قدرت کی طرف سے خیال پیدا کیا جاتا ہے کہ نماز ادا کرو۔نفس کی طرف سے کاہلی وسستی کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔شیطان حیلے بہانے سے بذریعہ الہام نماز پڑھنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور کئی طرح کے عذر ذہن میں پیدا کردیتا ہے۔نفسِ امارہ،شیطان سے موافقت کرلے تو انسان نماز ترک کردیتا ہے۔قدرت انسان کونفس اور شیطان کے رحم وکرم پرنہیں چھوڑتی بلکہ حیلے بہانے سے،کئی طرح سے اس کے باطن میں نیکی اور ہدایت کا الہام پیدا کرتی ہے۔اسی طرح قدرت انسان کواس کے ماحول اور معاشرے کے ذریعے بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ہم میں سے قریباً ہرایک اپنے قلب وذہن میں ان گوناں گوخیالات میں تمیزنہیں کرتا اور غور وفکر سے ان کی اثرانگیزی سے آگاہ نہیں ہوتا۔ہمارے دل میں جوکچھ آتا ہے،بغیر سوچے سمجھے اور بغیر پرکھے ہم اس پرعمل کرتے رہتے ہیں۔ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن وحدیث کی رہنمائی میں اس باطنی دنیا کو اور اس میں خیال کی حکمرانی کو سمجھیں اور اچھے خیالات (الہامات ) پرعمل کرکے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب سے قربِ حق اور معرفتِ حق پائیں۔

راہِ حق کا سفر بظاہر بہت کٹھن اور دشوار ہے۔اس میں اندر اور باہر کے بہت سے دشمنوں کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔اس سفر میں مخلص افراد کو ہرطرح کا تحفظ اور مدد فراہم کی جاتی ہے۔ذاتِ باری تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے انسان کوصدق وخلوص عطا فرماتی ہے۔اسے اپنے لطف وکرم سے نورِعلم اور نورِعقل سے ہدایت عطا فرماتی ہے۔

زندگی میں کسی بھی طرح کا کوئی بھی کٹھن مرحلہ درپیش ہو،جو اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہے اسے حفظ وامان،سلامتی اور عفو وعافیت عطا ہوتے ہیں۔شیطان اور نفس انسان کے دو بڑے دشمن ہیں۔راہِ حق کے سفر پر اللہ تعالیٰ انسان کو نفس وشیطان کے مکروفریب سے آگاہ فرماتے ہیں۔اسے ہدایت اور حفظ وامان عطا فرماتے ہیں۔اگر انسان کو تائیدِ الٰہی حاصل نہ ہو تو وہ اپنے دشمنوں کے جان لیوا اور ایمان لیوا حملوں سے ہرگزنہیں بچ سکتا۔

①

نوجوانی کی بات ہے۔اس وقت میری عمر قریباً انیس (19) برس تھی۔ان دنوں ایک بار خواب میں دیکھا کہ ابلیس،فٹ بال سے کھیل رہا ہے۔میں ایک طرف ڈرا سہا کھڑا یہ منظر دیکھ رہا ہوں۔میں نے ابلیس سے پوچھا کہ تم یہ کیا کررہے ہو؟ ابلیس نے کہا میں دنیا سے کھیل رہا ہوں۔یہ دنیا میرے قدموں میں اس فٹ بال کی مانند ہے۔میں جیسے چاہوں اس سے کھیلتا ہوں۔میں نے تمہیں گمراہ کرانے کے لیے بہت وار کیے مگر تم بچ گئے۔میں نے کہا،اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میری حفاظت فرمائی اور مجھے تم سے بچایا۔وہ کہنے لگا، اب میں جو وار کروں گا وہ بہت خطرناک ہے،تم اس سے نہیں بچ سکو گے۔میں نے کہا،اللہ تعالیٰ میرا مالک اور نگہبان ہے پہلے بھی اس نے بچایا اور اب بھی وہ بچائے گا۔تم بتاؤ!اب کیا کروگے؟ تمہارا وہ خطرناک وار کیا ہے؟ جب ابلیس سے مکالمہ ہو رہا تھا۔اس وقت میں ایک بلند عمارت کی چھت پرکھڑا تھا۔اس نے مجھے کہا،نیچے دیکھو میں نے نیچے دیکھا تو ایک تنگ سی گلی میں برہنہ لڑکی اس عمارت کی طرف آتی نظر آئی۔ابلیس نے کہا،یہ برہنہ لڑکی،میری بیٹی ہے۔اب میں تم پراس کا وار کروں گا،میرے منہ سے نکلا،اللہ مالک ونگہبان ہے۔ان دنوں ذکروفکر کے غلبہ کی بدولت بفضلِ تعالیٰ جذبات پرمکمل غلبہ تھا۔ذاتِ باری تعالیٰ نے مجھے اپنے خصوصی فضل وکرم سے نفس وشیطان کے مکرو

فریب اور حملوں سے محفوظ رکھا۔ انسان تو ظالم و جاہل ہے۔ بہت عاجز، بے کس و بے بس ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ جو پاک ہے اور پاکیزگی عطا فرماتا ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے جسے حفظ و امان اور سلامتی عطا فرمادے اس انسان کو کون گمراہ کرسکتا ہے اور وہ انسان کیسے گمراہ ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد و حساب شکر ہے جس نے اپنے بندہ عاجز کو محفوظ و مامون رکھا۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارہ نہ کیا	پر تُو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر	لیکن تیری رحمت نے گوارہ نہ کیا

②

مذکورہ بالا واقعہ کے چند برس بعد کی بات ہے۔ ایک بار میں اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا کہ محسوس کیا کہ میرے سامنے شیطان کھڑا ہے۔ میرا اس سے مکالمہ شروع ہوگیا۔ وہ کہنے لگا میں تمہیں پریشان کرنے آیا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا میں تمہارے دل، دماغ اور جسم پر قبضہ کروں گا۔ تم پر غالب آکر، حسبِ خواہش تمہارے اندر خیالات، محسوسات، جذبات اور کیفیات پیدا کروں گا، میں نے، اسے کہا، تم جس کام کے لیے آئے ہو کرو، تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کروں گا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا، میں اللہ تعالیٰ کو یاد کروں گا۔ اس سے مدد اور پناہ طلب کروں گا۔ میں خود کو قربِ حق میں پاتا تھا۔ مجھے حق سے مدد اور رہنمائی مل رہی تھی۔ اس لیے میں خوف زدہ ہرگز نہیں تھا۔ مجھے شیطان کی توجہ محسوس ہونا شروع ہوگئی۔ میں نے ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف توجہ مرکوز کی اور سانس کے ساتھ اللہ ھو پڑھنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کی کشمکش کے بعد، الحمدللہ شیطان چلا گیا۔ اس روحانی مشاہدہ و تجربہ سے میرے ایمان وایقان اور علم وعرفان میں اضافہ ہوا۔ مجھے منفی توجہ محسوس کرنے اور مثبت توجہ سے اسے رد کرنے کی صلاحیت عطا ہوئی۔ راہِ سلوک میں اس طرح کے تجربے ہوتے رہتے ہیں اور مشاہدات و تجربات سے ایمان بالغیب کو ایقان بالمشاہدہ و تجربہ میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ سالک کو اس کے ظرف، علم، عقل اور مقام کے مطابق حقیقت الحقائق کا عرفان عطا ہوتا ہے۔ اسے انبیاء، اولیاء، ارواحِ مقدسہ، فرشتوں، شیاطین، جنت، جہنم کا روحانی ادراک عطا کیا جاتا ہے۔ یہ روحانی ادراک کسی طرح سے بھی مادی و حسی ادراک سے کمتر نہیں ہوتا بلکہ یہ حسی ادراک سے برتر اور زیادہ یقینی ہوتا ہے کیونکہ ایسا روحانی ادراک جس کی قرآن و حدیث سے تصدیق ہوجائے اس کی صداقت پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ علمِ تصوف (علمِ معرفت)، روحانی سائنس ہے۔ موجودہ سائنسی دور میں ضروری ہے کہ راہِ سلوک میں روحانی مشاہدات و تجربات سے حاصل ہونے والی تعلیم و تربیت کا سائنسی' منطقی لحاظ سے جائزہ پیش کیا جائے تاکہ نفسیاتی و مابعد النفسیاتی اور مابعد الطبیعاتی علوم میں دلچسپی رکھنے والے افراد روحانی سائنس کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت سے آگاہ ہوکر اس میں بھرپور دلچسپی لے کر راہِ ہدایت پر گامزن ہوں۔

بندہ عاجز نے اپنے اور دیگر افراد کے روحانی مشاہدات و تجربات عارضی و فانی دنیا میں مقبولیت و شہرت حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ دعوت الی الحق اور حصولِ دعائے خیر کی نیت سے تحریر کیے ہیں۔ حقیقی عزت وہی ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل ہو۔ دنیا اور اہلِ دنیا سے حاصل ہونے والی 'عزت' حقیقی عزت کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ بندہ عاجز روحانیت کا ادنیٰ طالب اور گناہگار و بے بس انسان ہے۔ اس کی تحریر میں، قول و فعل میں جو بھی خیر اور بھلائی ہے، محض اور محض ذاتِ باری تعالیٰ کے فضل و کرم اور عطا و بخشش سے ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے فیض یافتہ مشائخ عظام کا فیضان ہے۔ **ذالك فضل الله يوتيه فمن يشاء۔**

روحانی مشاہدات و تجربات کو قرآن و حدیث اور عمل نتائج کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔ جو مشاہدات صوفیانہ روایت و درایت کے اصولوں پر پورے اتریں انہیں تسلیم کر لینا چاہیے اور ان کی روشنی میں اپنے فکر و عمل کی درستگی کا تعین کر لینا چاہیے۔ جو روحانی مشاہدات و تجربات اس معیار پر پورے نہ اتریں، انہیں رد کر دینا چاہیے۔ روحانی سائنس کی تعلیم و تربیت کے لیے کوئی روحانی سائنس دان تلاش کریں۔ کم عقل، جاہل، نادان، جعلی، بناوٹی صوفیوں کی پیروی کر کے اپنا قیمتی سرمایہ حیات ضائع نہ کریں۔ صرف اندازے سے، گمان سے کسی امر کی تصدیق یا تردید نہ کریں۔ اس کتاب میں بیان کردہ راہِ سلوک کے مطابق مراقبات کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گردن جھکا کر بیٹھ

جائیں، آپ کو خود یہ سب بلکہ اس سے بڑھ کر اسرار و رموز سے بھرپور روحانی مشاہدات و تجربات حاصل ہو جائیں گے۔ بندہ عاجز اس ضمن میں عطائے الٰہی کے مطابق آپ کی مدد کے لیے تیار ہے۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت (طالب بیا، طالب بیا۔۔۔تا رسانم روزِ اول باخدا'' اے طالب چلا آ، اے طالب چلا آ۔۔۔تاکہ میں روزِ اول ہی تجھے خدا تک پہنچا دوں'') پر لبیک کہہ کر سلسلہ تصوف کی معتبر کتب عین الفقر، نور الہدیٰ اور عرفان کی تعلیمات پر عمل کر کے دیکھیں۔ اگر آپ کی طلب سچی ہوئی تو دامنِ مراد ضرور بھرے گا۔

موضوع کی مناسبت سے بندہ عاجز اپنے چند ایک مزید روحانی مشاہدات و تجربات بیان کرتا ہے۔

عزیزانِ من! نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے کئی قسم کے شیاطین اور ان کے کاموں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ آپ نے ان مختلف اقسام کے شیاطین کے ناموں کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ یہ شیاطین مختلف کاموں کے دوران، مختلف اوقات اور مواقع کی مناسبت سے خرابی اور فساد کرنے کے سلسلہ میں اپنے کارِ منصبی سرانجام دیتے ہیں۔ مثلاً ایک شیطان وضو کے دوران وسوسے پیدا کرتا ہے۔ جب انسان وضو کر لے تو یہ شیطان چلا جاتا ہے اور دوسرا شیطان آ جاتا ہے۔ جو دورانِ نماز وسوسے پیدا کرتا ہے۔ نماز ختم ہوتے ہی یہ شیطان چلا جاتا ہے۔ جب انسان ذکر و فکر کرتا ہے تو ذکر و فکر کے دوران وسوسے ڈالنے کے لیے شیطان آ جاتا ہے۔ حدیثِ پاک کے مطابق یہ شیطان دل کے بائیں خانے میں بیٹھ جاتا ہے اور وسوسے پیدا کرتا ہے۔ جب سالک توجہ کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو یہ شیطان جسامت میں چھوٹا اور کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ذکر کی گرمی کی بدولت یہ بھاگ جاتا ہے۔

ایک روز، دورانِ ذکر بندہ عاجز کو اپنے قلب کا مشاہدہ حاصل ہوا۔ اس وقت دیکھا کہ میرے دل کے دو خانے ہیں۔ بائیں خانے میں شیطان بیٹھا ہے۔ ہر بار قلب پر ''اِلَّا اللّٰہ'' کی ضرب لگنے سے شیطان جسامت میں چھوٹا ہوتا جا رہا ہے۔ کچھ دیر بعد دل کا بایاں خانہ بھی منور ہو گیا اور شیطان بھاگ گیا۔

اسی طرح ایک بار ذکر و فکر کے بعد سونے لگا تو غنودگی میں محسوس کیا اور دیکھا کہ سانس کے راستے شیطان باہر نکل کر جا رہا ہے۔

ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کے نفس (جان)، مال اور عزت کی حفاظت کے لیے اور اسے بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی کے لیے شاندار ضابطۂ اخلاق مہیا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے کہ کسی کی، بغیر کسی خاص، معقول وجہ کے، اس کی غیر موجودگی میں کوئی خامی، برائی بیان کی جائے۔ اسی لیے غیبت کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح انسانی جان کے تحفظ کے لیے خودکشی اور قتل کو حرام قرار دیا گیا۔ نسلی تقدس اور رشتوں کی عظمت برقرار اور محفوظ رکھنے کے لیے زنا حرام قرار دیا گیا۔

جب انسان راہِ حق پر گامزن ہوتا ہے تو اس کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کے لیے اسے خصوصی روحانی مدد فراہم کی جاتی ہے۔ اپنے روحانی سفر کے دوران مجھے ہر طرح سے اس طرح کا تحفظ حاصل رہا۔ الحمدللہ کوئی جانا انجانا دشمن مجھے نقصان نہیں پہنچا سکا۔ بعض اوقات مختلف افراد نے میرے سامنے اپنی خفیہ سازشوں اور برے ارادوں کا اقرار کر کے مجھ سے معافی مانگی۔ مثلاً

①

ایک بار میں مین روڈ پر واقع اپنے آفس (چشتیہ اکیڈمی و کالج) میں کمپیوٹر سائنس کے سٹوڈنٹس کو پڑھا رہا تھا کہ آفس کے سامنے پولیس کی گاڑی رُکی۔ اس میں سے ایک انسپکٹر اور چند پولیس والے اُترے اور اردگرد لوگوں سے پوچھا کہ یہ آفس کس کا ہے؟ میں ان کی آواز سن کر، دروازے پر آ گیا اور کہاں کہ یہ میرا آفس ہے اندر آ جائیں اور بتائیں کہ کیا بات ہے؟ وہ انسپکٹر اندر آ گیا اور بیٹھ گیا۔ آفس کے باہر لوگ اکٹھے ہو گئے اور چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں۔ انسپکٹر کے ساتھ کچھ لوگ بھی آفس میں آ گئے۔ انسپکٹر کہنے لگا۔ کل رات آپ کے آفس میں حنا شیخ نامی سٹیج اداکارہ آئی تھی۔ وہ چناب کلب سے نکلی تو میں نے اس کا پیچھا کیا۔ جب وہ آپ کے آفس میں داخل ہوئی تو میں واپس چلا گیا۔ انہوں نے رات گئے کے وقت کا ذکر کیا میں نے کہا، آپ کو غلطی لگی ہے۔ میرا آفس نمازِ عشاء کے وقت بند ہو جاتا ہے۔ اس کے دروازے اندر و باہر دونوں جانب سے لاک ہوتے ہیں۔ کوئی اور بھی باہر سے آفس کے تالے کھول کر اندر داخل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اندر کے تالے نہ کھولے جائیں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرے آفس کے ساتھ ایک دکان چھوڑ کر ویڈیو سنٹر ہے۔ وہ رات کافی دیر تک کھلا

رہتا ہے۔ ویڈیو سنٹر کا شٹر اور آفس ڈور، ہمارے دفتر کے آفس ڈور اور بیرونی شٹر جیسے ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ لڑکی وہاں آئی ہو اور آپ کو صحیح یاد نہ رہا ہو۔ انسپکٹر کو میری بات سمجھ آ گئی اور وہ یہ کہتے ہوئے چلا گیا کہ ٹھیک ہے، میں تفتیش کروں گا اور اصل ملزم پکڑ کر دم لوں گا۔ لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی اور میری شخصیت اور کردار پر شک کیا جانے لگا۔ لوگ کہنے لگے بظاہر نمازی اور پرہیزگار ہے۔ لگتا تو نہیں ہے کہ یہاں کوئی غلط کردار کی لڑکی آئی ہو۔ کوئی کہہ رہا تھا، جی کسی کا کچھ نہیں کہا جاسکتا، وغیرہ وغیرہ۔ پولیس کے جانے اور لوگوں کے منتشر ہونے کے کچھ دیر بعد ویڈیو سنٹر کا مالک ناصر میرے پاس آ گیا۔ اس نے مجھ سے معافی مانگی۔ وہ کہنے لگا، ''بھائی جان! وہ لڑکی رات کو میرے ویڈیو سنٹر میں آئی تھی۔ اگر انسپکٹر کو بدکاری کا اندیشہ تھا تو اسی وقت چھاپہ مارتا اور ہمیں پکڑ لیتا۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ میں ابھی تھانے جا کر ان سے بات کرتا ہوں۔'' میں نے کہا، ''ناصر بھائی! آپ میرے ہمسائے ہیں۔ میری وجہ سے آپ کو کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوئی مگر آپ کی وجہ سے میں بدنام ہوگیا ہوں۔ پھر بھی، آپ کو معاف کرتا ہوں آپ نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔ جائیں اور تمام معاملہ رفع دفع کریں۔'' ناصر مرحوم تھانے پیش ہوگئے اور اپنی صفائی پیش کر کے معاملہ نبٹا دیا۔ اس طرح ذاتِ باری تعالیٰ نے مجھے اس ذلت سے محفوظ فرمایا۔

②

اسی طرح میری بے باکی کی وجہ سے اور بعض اوقات تمام احتیاطیں بالائے طاق رکھتے ہوئے، دوسروں کی مدد کرتے وقت خطرات مول لینے کی وجہ سے چند ایک بار تہمتیں بھی لگیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندہ عاجز کو مخالفین کے مکروفریب اور جھوٹ سے بُنے ہوئے جالوں میں پھنسنے سے بچا لیا اور بے گناہ ثابت کیا۔

③

ایک بار ہیرا نامی آدمی جو محلّہ میں غنڈہ گردی کے لیے بدنام تھا کسی روحانی مسئلے کا شکار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی مدد کی توفیق عطا فرمائی۔ وہ تندرست ہو گیا اور معافی مانگنے لگا، کہنے لگا، سر! کچھ دوستوں نے میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ آپ سے کرایہ کی یہ بلڈنگ جس میں آپ رہائش پذیر ہیں، خالی کرواؤں۔ میں آپ کا دشمن اور مخالف تھا اور آپ کے بارے میں برے ارادے رکھتا تھا۔ شاید اسی وجہ سے میری پکڑ ہوئی ہے۔ آپ کی توجہ، دعا اور علاج سے مجھے قلبی و روحانی تندرستی عطا ہوئی ہے۔ آپ مجھے معاف کردیں۔ اس کی یہ بات سن کر مجھے حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفظ و امان اور سلامتی نصیب ہونے پر شکر کی کیفیت حاصل ہوئی۔

عزیزانِ من! راہِ حق کے سفر پر اس طرح کے روحانی مشاہدات و تجربات سے قربِ حق اور معیّتِ حق کا انمول احساس عطا ہوتا ہے۔ آپ محبت و عقیدت سے حق کی طرف قدم بڑھائیں رحمتِ حق آپ کی منتظر ہے۔

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خاص نعمت ہے۔ مجھے نوجوانی میں دو بیٹوں اور ایک بیٹی کی بشارت عطا ہوئی تھی۔ اپنے ایک بہت قریبی، محبوب، دوست کو ان کے نام (حامد، احمد اور فاطمہ) بھی بتا دیے تھے۔ شادی کے بعد بھی کسی نہ کسی شکل میں اولاد کے سلسلہ میں بشارت و رہنمائی حاصل رہی۔ حامد علی انجم کی ولادت سے قبل مجھے خواب نظر آیا کہ چاند نکل آیا ہے۔ الحمدللہ یہ خواب شرمندۂ تعبیر ثابت ہوا۔ حامد علی انجم کی ولادت کے تین سال بعد احمد علی انجم اور اس کے دو سال بعد عروج فاطمہ کی ولادت ہوئی۔ عروج فاطمہ قریباً آٹھ برس کی تھی کہ میں شدید بیمار ہوگیا۔ اپنی آخرت اور اہل و عیال کی خیر و عافیت کی فکر لاحق ہوئی۔ آخرت کے ضمن میں حالتِ بیداری میں مجھے القا ہوا کہ ''مُحَمَّدٌ شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ'' ہیں فکر مند نہ ہوں۔ اس دوران میں نے خواب دیکھا کہ عروج فاطمہ کافی بڑی ہوچکی ہے وہ بالکل اپنی ماں جیسی نظر آتی ہے۔ اس سے مجھے باری تعالیٰ کی رحمت سے تندرستی اور درازیٔ عمر کی امید ہوئی۔ الحمدللہ اس بشارت کے مطابق، بفضلِ تعالیٰ اب تک زندہ ہوں اور 'عروج فاطمہ' بالکل ویسی ہی نظر آرہی ہے جیسی کہ وہ قریباً چودہ برس قبل خواب میں نظر آئی تھی۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے فضل و کرم، رحمت اور محبت کے انداز نرالے ہیں۔ ایک نہایت گناہگار، ادنیٰ و عاجز بندے پر اتنی مہربانیاں ہیں کہ ان کا اندازہ لگانا ممکن نہیں نیک لوگوں پر اس کی عنایات اور نوازشوں کو کون سمجھ سکتا ہے۔

ہر کوئی اتنا ہی جانتا ہے جتنا اسے علم عطا ہوا ہے۔ اہل سنت و جماعت علم غیب ذاتی کے ساتھ علم غیب عطائی کے بھی قائل ہیں۔ علماء کا ایک گروہ علمِ غیب عطائی کا قائل نہیں ہے۔ وہ صرف علمِ غیب ذاتی کے قائل ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کو علمِ غیب عطا نہیں فرمایا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے علمِ غیب عطائی کے بھی قائل نہیں ہیں۔ میں اس کتاب میں مسئلہ علمِ غیب پر رائے نہیں دینا چاہتا نہ ہی کوئی تبصرہ کرنا چاہتا ہوں اپنے بہت سے مشاہدات میں سے چند ایک مشاہدات (خواب، الہامات وغیرہ) بلا تبصرہ قارئین کے لیے سپردِ قلم کرتا ہوں۔

روحانی علاج و معالجہ اور روحانی تعلیم و تربیت کے ضمن میں بہت سے طلبہ و طالبات اور مرد و خواتین کا مجھ سے برسوں رابطہ رہا ہے۔ اس کتاب میں، میں نے اپنے ذاتی اور دیگر افراد کے روحانی مشاہدات و تجربات تحریر کیے ہیں، ان سے متعلقہ زیادہ تر افراد اور اس کتاب کے مندرجات کے تصدیق کنندگان اب تک (10 جون 2017ء تک) بقیدِ حیات ہیں اور میں نے ان سے متعلقہ تحریر انہیں پڑھا، سنا اور دکھا کر مزید تسلی و تصدیق کر لی ہے۔

①

ایک روز، بوقتِ تہجد مجھے مسز طاہر کے بارے میں بشارت ملی کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیٹا عطا فرمائے گا۔ ان کا بیٹا کافی صحت مند ہوگا۔ اس کا چہرہ گول ہوگا۔ ان کا بیٹا مجھے دکھایا گیا تھا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت کے عین مطابق بیٹا عطا فرمایا۔ بیٹے کی ولادت کے کئی ماہ بعد مسز طاہر اپنے بیٹے کے ساتھ، مجھے ملنے آئیں وہ بالکل وہی تھا جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ سیّد محمد ذوقی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ 'سرِّ دلبراں' میں لکھتے ہیں کہ عالمِ مثال (عالمِ برزخ)، عالمِ ملکوت (عالمِ ارواح) اور عالمِ ناسوت (عالمِ اجسام، عالمِ شہادت) کے درمیان برزخ (پردہ) اور حدِّ فاصل ہے۔

عالمِ مثال ایک جہت سے عالمِ غیب سے اور دوسری جہت سے عالمِ شہادت سے نسبت رکھتا ہے۔ ہماری اس مادی دنیا (عالمِ اجسام) میں موجود ہر شے مثالی صورت میں، عالمِ مثال میں موجود ہے۔ عالمِ مثال ایک کھڑکی کی مانند ہے جس میں سے ہماری اس دنیا میں روشنی آتی اور پھیلتی ہے۔ کوئی چیز اور کوئی روح ایسی نہیں جو اپنے کمال کی مناسبت سے کوئی صورتِ مثالی نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ میں چھ سو بازوؤں کے ساتھ دیکھا۔ مادی دنیا (عالمِ شہادت، عالمِ اجسام) میں نظر آنے والی تمام محسوس صورتیں، مثالی صورتوں کے ظل (عکس، سایہ) کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اہلِ حق کو جب نورِ فراست عطا ہوتا تو وہ اشیاء کی مثالی صورتوں سے ان کی حقیقت جان لیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

**اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ**

مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ دجال کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ کافر ہے اور اس لکھے ہوئے کو مومن ہی پڑھ سکے گا۔ جنت والوں کی شان میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ۫ سِیْمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ ۚۖۛ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۟ۛ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِہٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْکُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْہُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○** الفتح [48:29]

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ ﷺ کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا

کے طلب گار ہیں۔ اُن کی نشانی اُن کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے (جو بصورتِ نور نمایاں ہے)۔ ان کے یہ اوصاف تورات میں (بھی مذکور) ہیں اور ان کے (یہی) اوصاف انجیل میں (بھی مرقوم) ہیں۔ وہ (صحابہ ہمارے محبوبِ مکرّم کی) کھیتی کی طرح ہیں جس نے (سب سے پہلے) اپنی باریک سی کونپل نکالی، پھر اسے طاقتور اور مضبوط کیا، پھر وہ موٹی اور دبیز ہوگئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی (اور جب سرسبز و شاداب ہو کر لہلہائی تو) کاشتکاروں کو کیا ہی اچھی لگنے لگی (اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے صحابہؓ کو اسی طرح ایمان کے تناور درخت بنایا ہے) تاکہ اِن کے ذریعے وہ (محمد رسول اللہ ﷺ سے جلنے والے) کافروں کے دل جلائے، اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہےo

دوزخ والوں کا قرآن حکیم میں اس طرح ذکر آیا ہے:

**يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ o** الرحمٰن[55:41]

مجرم لوگ اپنے چہروں کی سیاہی سے پہچان لیے جائیں گے پس انہیں پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ کر کھینچا جائے گاo

عالمِ حسی (مادی دنیا، عالمِ اجسام) کی ہر چیز کا عالمِ مثال میں ہونا ضروری ہے لیکن عالمِ مثال کی ہر چیز کا عالمِ حسی میں ہونا ضروری نہیں۔ عالمِ حسی کے مقابلہ میں عالمِ مثال بہت زیادہ وسیع ہے۔ جب حق تعالیٰ کسی چیز کو عالمِ حسی میں ظاہر فرمانا چاہتا ہے تو اسے عالمِ حسی کی مناسبت سے کسی صورت میں متشکل کر دیتا ہے۔ مثلاً حضرت جبرائیل علیہ السّلام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں کبھی کبھی ظاہر ہوا کرتے تھے۔ آسمانی اور عنصری فرشتے بھی مختلف صورتیں بدلتے رہتے ہیں۔ جنات اپنے اجسام ناری کو اپنی صفات کی مناسبت سے مختلف صورتوں میں بدلتے اور ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بعض ایسے انسان جو مرتبہ کمال کو پہنچ جائیں وہ حیات ظاہری میں اور بعد از وفات مختلف شکلوں اور صورتوں میں ظاہر ہونے کی صلاحیت حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ حضرات عالمِ ملکوت (عالم ارواح) میں ملکوتی صورتوں میں داخل ہوتے ہیں۔

(سرِّ دلبراں، ص300 تا302)

عالم برزخ کو عالم اعراف بھی کہا جاتا ہے۔ جب سالک راہِ طریقت کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو اسے اپنی طبع، ظرف اور روحانی مقام کے مطابق ان مختلف عوالم کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ بندہ عاجز روحانیت کا ادنیٰ ترین طالب علم ہے۔ بطور مبتدی اسے گاہے بگاہے مشاہدات نصیب ہوتے رہے ہیں۔ قارئین کے ذوق دید کو بڑھانے کے لیے کچھ مشاہدات کا ذکر پیش خدمت ہے:

علماء کا ایک گروہ حیات بعد الموت کا قائل نہیں ہے۔ اس مسلک کے علماء کا عقیدہ ہے کہ جب انسان مرجائے تو اس کی تمام صلاحیتیں اور قوتیں بھی روزِ حشر تک کے لیے موقوف ہو جاتی ہیں۔ چونکہ یہ علماء حیات بعد الموت کے قائل نہیں ہیں اس لیے سماعِ موتیٰ، استمداد از ارواح اور ایصالِ ثواب کے بھی قائل نہیں ہیں۔ ان کے برعکس صوفیہ و علمائے اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر مسلم و غیر مسلم کو اس کے مقام کے مطابق روحانی شعور و ادراک عطا ہوتے ہیں۔ اہلِ اسلام میں سے نیک بزرگوں کو اعلیٰ روحانی شعور و ادراک کے علاوہ تصرفات بھی عطا ہوتے ہیں۔ وہ باذنِ الٰہی ہماری اس دنیا میں تصرفات کرنے اور دیگر انسانوں کی روحانی مدد کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب روحانی استمداد کے واقعات سامنے آتے ہیں تو مسلکِ اہلحدیث کے علماء اپنے عقائد کی رو سے انہیں جھٹلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مدد کرنے والی اور نظر آنے والی ارواح دراصل جنات و شیاطین ہیں جو کہ لوگوں کو شرک کی تعلیم دینے کے لئے اس طرح کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ عزیزانِ من! ہر ذی فہم مسلمان جانتا ہے کہ مشرک جنات و شیاطین ہرگز نہ تو نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور نہ ہی قرآنی آیات کی مدد سے بشارت دیتے ہیں۔ روحانی دنیا کا علم رکھنے والے افراد یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ایسا خواب، مشاہدہ، کشف اور الہام جس کے ذریعے نیکی کی ہدایت ملے، ذکر و فکر اور درود شریف پڑھنے کی تعلیم ملے، خانہ کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت ہو وہ عین حق ہے، حق سے ہے اور حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کوئی بھی انسان، خصوصاً مسلمان بغیر کسی تعصب کے، ذکر و فکر اور ریاضت و مجاہدہ کی راہ اختیار کرے اور قرآن و حدیث کے مسلمہ اُصولوں پر اپنے کشف و مشاہدہ کو پرکھے تو وہ حیات بعد الموت، استمداد از ارواح، حیاتِ اولیاء، حیاتِ انبیاء اور حیاتِ نبوی ﷺ کا قائل ہو جائے گا۔

عصرِ حاضر کا انسان اپنے مادی طرزِ فکر کی وجہ سے روحانی مشاہدات وتجربات کی اہمیت، ضرورت، قدر و قیمت یہاں تک کہ ان کی حقانیت کا بھی قائل نہیں۔ اگر کوئی ان کا قائل بھی ہو تو تحقیق کی راہ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے وہ ان اُمور کا مشاہدہ نہیں کر پاتا اور نہ ہی اسے کوئی سچا رہنما ملتا ہے۔ وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ کشف وکرامات کی جن باتوں کا کتابوں میں ذکر ہے، عصرِ حاضر میں ان کا ظہور ممکن نہیں۔ حالانکہ عصر حاضر میں بھی بلکہ ہر دور میں ایسا ممکن ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

(بانگِ درا، ص205)

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تُو، زباں تُو ہے یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تُو ہے

(بانگِ درا، ص269)

عالمِ ارواح میں تمام ارواح موجود ہیں۔ عالمِ ارواح سے روحیں عالمِ برزخ میں بھیجی جاتی ہیں۔ وہاں سے یہ ارواح اپنے اپنے وقت پر اس عالمِ اجسام (عالمِ محسوس، مادی دنیا) میں بھیج دی جاتی ہیں۔ یہاں ارواح ارضی وعارضی حیات پوری ہونے پر عالمِ برزخ میں بھیج دی جاتی ہیں۔

بندہ عاجز کو نوعمری سے ہی روحانی دنیا، روحانی علوم، روحانی مشاہدات، خوابوں کی تعبیر اور عالمِ ارواح سے خصوصی دلچسپی رہی ہے۔ اپنے اور دیگر افراد کے خوابوں اور مشاہداتِ روحانی پر غور وفکر اور تدبّر وتفکّر کی وجہ سے ذات باری تعالیٰ کی طرف سے روحانی دنیا سے متعلقہ کچھ امور منکشف ہوتے رہے ہیں جن کی بدولت قوتِ ایمانی اور ذوق وشوقِ عبادت میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔

لڑکپن میں اکثر قریبی اعزہ واقارب میں سے جن کا وقتِ آخر قریب ہوتا اس کی خبر ہو جاتی تھی۔ مجھے بعض ایسے افراد کے بارے میں خبر ملی جن کے بارے میں علم ہوا تھا کہ وہ مجھ سے پہلے دنیا سے چلے جائیں گے اور اگلے جہاں میں بفضل تعالیٰ میرا استقبال کریں گے (ان شاءاللہ تعالیٰ)۔ مشیتِ ایزدی سے اب تک وہ روحانی خبریں درست نکلی ہیں۔ ان میں سے اکثر شخصیات وفات پا چکی ہیں۔ ایک دو برس قبل خواب میں دیکھا کہ میں ایک مصلّے پر کھڑا ہوں۔ میرے سامنے، دائیں بائیں، آگے پیچھے، نور ہی نور ہے۔ میرے ساتھ کوئی سفید پوش کھڑے ہیں اور مجھے کہتے ہیں قُل (پڑھو)۔ میں جھجک محسوس کرتا اور گھبراتا ہوں۔ ان کی طرف سے ترغیب وتحریک ملنے پر میں نہایت لحن سے سورۂ اخلاص پڑھتا ہوں۔ اس قدر خوبصورت قرأت پر میں خود حیران ہوتا ہوں۔ میں اس بات پر بھی حیران ہوں کہ مصلّے پر اکیلا کھڑا ہوں اور میرے پیچھے کوئی نمازی بھی نہیں کھڑے۔ مجھے نظر آنے والا نور بے جہت تھا۔ بعد میں الحمدللہ مجھے اس کی تعبیر سمجھا دی گئی۔ اس معاملہ میں، میں خاموش ہو گیا، اہلِ حق بفضلِ تعالیٰ، بفیضانِ نبی کریم ﷺ بندہ عاجز وگناہگار کو عطا ہونے والی اس بشارت کے حقیقی مفہوم سے یقیناً آگاہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بے حد وحساب ہے۔ اس کے فضل وکرم سے بندہ عاجز اُمیدوارِ بخشش ہے اور آپ سب سے دعا کے لیے ملتمس ہے۔

عالمِ برزخ میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ارواح پرندوں کی شکل میں متمکن ہیں۔ ایک بار میں نے عالمِ مشاہدہ میں دیکھا کہ میں اپنی بیوی سمیت اُس دنیا میں موجود ہوں۔ وہاں ایک باغ ہے۔ باغ کے دائیں بائیں کئی منزلہ مکانات کی شکل میں گھر بنے ہوئے ہیں۔ ان گھروں میں موروں کے بڑے بڑے گھروندے بنے ہوئے ہیں۔ وہ گھروندے ہماری اس دنیا میں کئی منزلہ عمارتوں میں بنی کھڑکیوں کی طرح کے ہیں۔ ان گھروندوں سے مور اُڑ کر باغ میں اُتر رہے ہیں۔ وہاں کا سماں بہت سہانا، پُرکشش اور سکون دہ تھا۔

ایک بار عالمِ مثال میں مجھے مختلف پنجروں میں قید، جانوروں (بکروں، بندروں وغیرہ) کی شکل میں موجود ارواح دکھائی گئیں۔ ایک پنجرے میں بہت سے بندر (بن مانس ٹائپ) جھولوں پر اچھل کود رہے اور شرارتیں کر رہے تھے۔ میرے روحانی گائیڈ نے مجھے بتایا کہ یہ ان پاکستانی سیاستدانوں کی روحیں ہیں جو ابھی دنیا میں آنی ہیں۔ مجھے اس مشاہدے پر حیرت بھی ہوئی اور افسوس بھی ہوا کہ ہماری آئندہ نسل بھی گمراہ کن، مفسد، سیاسی قیادت سے نجات نہ پا سکے گی۔ یہاں اس امرِ حقیقی کا ذکر بھی ضروری ہے کہ ہمارے ملک ومعاشرہ

میں، ہر محکمہ میں اور طبقہ فکر میں کچھ مخلص لوگ بھی موجود ہیں جن کی بدولت معرکہ حق و باطل نظر آتا ہے۔اس مشاہدہ میں صرف منفی گروہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔اس منفی گروہ میں کون کون سے افراد شامل ہیں؛اس امر کی نشاندہی کرنا بہت مشکل کام ہے۔

عالمِ امثال میں بعض نیک ارواح کبوتروں کی شکل میں نظر آتی ہیں۔اگر انسان خواب میں کبوتر پکڑے تو اس سے مراد ہے کہ اسے اولادِ نرینہ عطا ہوگی۔میرے چھوٹے بھائی شہباز نے اپنی شادی سے قبل مجھے اپنا خواب سنایا کہ اس نے خواب میں کئی کبوتر پکڑے ہیں۔ میں نے تعبیر دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کئی بیٹے عطا فرمائیں گے۔اَلْحَمْدُلِلّٰہ خواب کی تعبیر درست ثابت ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں چار بیٹے شاہ رخ،شاہ زیب،فیضان اور فرزین عطا فرمائے۔

فیضان کی ولادت سے قبل میں نے دیکھا کہ عالم ارواح میں بچوں کے درمیان کھڑا ہوں۔ایک بچہ مجھے دیکھ کر کہتا ہے،تایا ابو مجھے سو روپے دیں۔''میں نے بچے کو غور سے دیکھا اور پوچھا کہ تم کون ہو،کس کے بیٹے ہو؟اس نے کہا''میں شہباز کا بیٹا ہوں۔''میں نے کہا، ''تم بھی اپنے باپ کی طرح بہت بے تکلف ہو۔پہلی ہی ملاقات میں بے تکلفی سے سو روپے مانگ لیے ہیں۔''بعد میں یہ روحانی مشاہدہ درست ثابت ہوا۔اللہ تعالیٰ نے شہباز بھائی کو تیسرا بیٹا فیضان عطا فرمایا جو اس مشاہدہ کے مطابق بے تکلف واقع ہوا ہے۔اس مشاہدہ سے یہ تعلیم ملی کہ روحیں دنیا میں آنے سے پہلے اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں سے واقف،باخبر اور آگاہ ہوتی ہیں۔ان کے نام بھی جانتی ہیں اور انہیں پہچانتی بھی ہیں۔

میری بیماری کے ایّام میں برادرِ نسبتی عمران بھائی نے چند روز اچھی طرح خدمت کی۔میں ان کے احسان کا بدلہ چکانا چاہتا تھا۔اللہ تعالیٰ بہت علیم وخبیر،رحمٰن ورحیم اور عظیم وکریم ہے۔اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔میں نے دیکھا کہ عمران بھائی کے ساتھ عالم ارواح میں موجود ہوں۔وہاں کبوتروں کے بہت سے پنجرے ہیں۔میں وہاں سے دو کبوتر پکڑ کر انہیں دے دیتا ہوں۔اس وقت 3 ستمبر 2015ء تک عمران بھائی کا ایک بیٹا ہے جس کا نام عبدالرحمٰن ہے۔بفضل تعالیٰ اُمید واثق ہے کہ اس مشاہدہ کے مطابق انہیں مزید نیک اولاد عطا ہوگی۔

اعجاز بھائی کو اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے تین بیٹیاں (فضہ،فائزہ،اور ثمروز) عطا فرمائیں۔ثمروز کی ولادت پر مجھے بشارت ملی کہ اب انہیں بیٹا عطا ہوگا۔اَلْحَمْدُلِلّٰہ،اللہ تعالیٰ نے انہیں تین بیٹیوں کے بعد بیٹا (ایان) عطا فرمایا۔

عزیزانِ من!نیک اولاد صدقہ جاریہ بنتی ہے۔انسان جب دنیا سے چلا جاتا ہے تو اگلے جہاں میں اسے زندگی اور نیک اعمال کی قدر و قیمت محسوس ہوتی ہے۔نیک اعمال سرانجام دینے کے لیے تعلیم وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔میں نے دیکھا کہ جو احباب دنیا سے چلے گئے،رابطہ ہونے پر انہوں نے اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں تشویش کا اظہار کیا اور اس ضمن میں بندہ عاجز کو بھی معاونت کے لیے کہا۔

بندہ کے تایا زاد بھائی حامد علی نے قریباً بیس برس قبل وفات پائی تو کئی روز اس کی روح مجھے ملتی رہی اور تقاضا کرتی رہی کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا لوں اور اس کی تعلیم وتربیت کروں۔میں نے بھائی حامد علی کی بیوہ سے کہا کہ مجھے اپنا بیٹا دے دیں میں اسے اچھی تعلیم دلواؤں گا اور خود بھی اس کی تعلیم وتربیت کے لیے کوشش کروں گا،مگر وہ نہ مانیں۔

بندہ عاجز کے چھوٹے بھائی فیاض احمد نے قریباً ساڑھے دس برس قبل (17 جنوری 2005ء) کو وفات پائی۔ایک دن وہ مجھے خواب میں نظر آئے۔میں نے احوال دریافت کیے۔انہوں نے صرف اتنا کہا،''بھائی!مجھے اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کی بہت فکر ہے۔آپ ان کی طرف توجہ دیجئے گا۔''میں نے اپنی بھابھی سے کہا کہ مجھے ان کی تعلیم وتربیت کا موقع دیں۔ایک بیٹا مجھے دے دیں۔میں بفضل تعالیٰ اس کی اچھی تعلیم وتربیت کا اہتمام کروں گا اور تمام اُمورِ زندگی میں اس کی سرپرستی کروں گا۔مگر وہ بھی اپنی فطری محبت کی وجہ سے،اسے خود سے اور دوسرے شہر (کراچی سے فیصل آباد) بھیجنے پر رضامند نہ ہوئیں۔

پروفیسر ادریس ایک حادثاتی موت کا شکار ہوئے۔اگلے روز وہ دورانِ مراقبہ مجھے ملے۔انہوں نے قبرستان میں مجھے ایک قبر دکھائی اور کہا کہ میری قبر اس طرح کی تعمیر کی جائے۔میں نے ان کے بھائی اعجاز احمد ایڈووکیٹ کو ان کا پیغام پہنچادیا اور انہیں ساتھ لے جا

کرمشاہدہ میں نظر آنے والی قبر بھی دکھادی۔انہوں نے حسبِ ہدایت اپنے بھائی کی قبر تعمیر کردی۔

ایک روز بعد از نماز ظہر کچھ دیر سونے کے بعد بیدار ہوا تو اپنے بستر پر بیٹھے حالتِ بیداری میں حاجی محمد علی چشتی شکوری نظر آئے۔ انہوں نے مجھے کہا، میرا آخری وقت آ گیا ہے۔میرے اعزہ واقارب کو پیغام پہنچادیں کہ وہ میری وصیت غور سے سُن لیں۔حاجی محمد علی چشتی شکوری کا نواسا حافظ ساجد اس وقت میرے پاس اکیڈمی میں میٹرک کی تعلیم حاصل کررہا تھا۔میں نے اسی وقت اسے فون کیا اور پوچھا کہ ان کے نانا حاجی محمد علی چشتی شکوری کہاں پر ہیں؟ حافظ ساجد نے بتایا کہ وہ عزیز فاطمہ ٹرسٹ ہسپتال،گلستان کالونی فیصل آباد میں داخل ہیں،بہت نحیف ہوچکے ہیں اور باتیں بھی بمشکل کرپاتے ہیں۔میں نے کہا،حافظ صاحب اپنی والدہ اور ماموں کو بتادیں کہ ان کا آخری وقت آ گیا ہے۔وہ وصیت کرنا چاہتے ہیں۔ان کی وصیت غور سے سن لیں۔اُسی روز شام کو حاجی محمد علی چشتی شکوری رحمۃ اللہ علیہ وفات پاگئے تھے۔

عالمِ ارواح میں اکثر اپنے قریبی اعزہ واقارب خصوصاً والدمحترم حاجی محمد یٰسین،قریبی دوست میاں غلام احمد اور مشائخ عظام سے ملاقات ہوتی رہتی ہے اور ان سے مدد ورہنمائی حاصل ہوتی رہتی ہے۔

ایک بار خواب میں بندہ عاجز نے دیکھا کہ چھتری والی گراؤنڈ جناح کالونی فیصل آباد کی مشہور مسجد میں حاضر ہوں اور وہاں ایک بزرگ حافظ احسان الحق (جن کی قبر مسجد کے ساتھ واقع ہے) میرے گلے میں گلاب کے ہار ڈالتے ہیں۔اس خواب کے کچھ عرصہ بعد حافظ ساجد نے اپنے نانا حاجی محمد علی چشتی شکوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ فضائل درودشریف پر مبنی کتاب کے قلمی نسخہ کا ذکر کیا۔میں نے وہ کتاب ان سے منگوا کر فوٹو کاپی کرالی۔اس کا اچھی طرح مطالعہ کیا۔وہ کتاب پڑھ کر مجھے بھی فضائل درودشریف پر کتاب مرتب کرنے کا شوق پیدا ہوا۔اس ضمن میں معروف سنی عالم صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی رہنمائی حاصل کی۔اس طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہ فضائلِ درودشریف پر مبنی کتاب مرتب کرکے شائع کرنے کا شرف حاصل ہُوا۔بعد میں حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت پر مبنی خواب کی تعبیر سمجھ آئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آپ کے زیرِ مطالعہ اس کتاب کا باب ''فضائل درود شریف'' بندہ عاجز کی فضائل درودشریف پر مرتب کردہ اسی کتاب پر مشتمل ہے۔ان شاءاللہ،بفضلِ تعالیٰ،یہ کتاب حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ اور بندہ عاجز کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔

روحانی تعلیم وتربیت کی بدولت انسان کو روحانی،فکری اور اخلاقی ارتقاء حاصل ہوتا ہے۔اسے اپنے اور دیگر افراد کے الجھے ہوئے معاملات سلجھانے کی قابلیت،صلاحیت اور قدرت عطا ہوتی ہے۔اسے خدمتِ خلق کا موقع ملتا ہے۔اسے ذاتی،انفرادی،اجتماعی،ملکی اور قومی سطح پر خدمات سرانجام دینے کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔علم ومعرفت کے حصول کے ساتھ اسے قُربِ ربّانی اور قربِ نبوی بھی عطا ہوتا ہے۔روحانی دنیا میں اپنے مرتبہ ومقام کے مطابق اسے شناخت اور پہچان حاصل ہو جاتی ہے۔اس مرتبہ ومقام کے مطابق اسے روحانی دنیا میں پروٹوکول بھی ملتا ہے۔روحانی دنیا کے ادنیٰ سے ادنیٰ فرد کے مقام ومرتبہ کی رفعت کا اندازہ لگانا نہایت مشکل کام ہے۔اعلیٰ مقامات کے حامل اولیاءعظام اور اعلیٰ ترین روحانی مقامات پر فائز انبیاء کی روحانی واخلاقی رفعت وکمال کا اندازہ لگانا کم علم اور بے عمل لوگوں کے لیے تو بالکل ناممکن ہے۔تمام بے جان اشیاء کی ساخت،بناوٹ اور کارکردگی کے لحاظ سے بنیادی اکائی ایٹم ہے۔اسی طرح جاندار اشیاء(انسان،حیوانات،نباتات) کی ساخت اور کارکردگی کے لحاظ سے بنیادی اکائی سیل (خلیہ) ہے۔ایٹم کے مزید ذیلی ذرات بھی دریافت ہوچکے ہیں۔ایٹم اور سیل پر اب تک کی گئی تحقیق ہزاروں بلکہ لاکھوں صفحات پر مشتمل ہے اور یہ تحقیق کبھی بھی مکمل نہیں ہوگی کیونکہ اس کی خالق وہ حکیم،علیم اور خبیر ذات ہے جس کی حکمت ودانائی اور علم وقدرت کی کوئی حد نہیں۔اس نے اپنے پیدا کئے ہوئے ذرات کو بے پناہ وسعتیں عطا کی ہیں۔وہ احسن الخالقین ہے۔اس کی بہترین تخلیق یعنی انسان کی عظمت،بزرگی اور رفعتوں کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر روحانی دنیا کے معارف وحقائق کا مطالعہ کیا جائے تو انسان خود کو انہیں سمجھنے سے معذور پاتے ہوئے بھی اپنی کم علمی کی بناء پر ان کا انکار نہیں کرے گا بلکہ ممکناتِ حیات کے اُصول کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تدبر وتفکر کا سلسلہ جاری رکھے گا۔

ہمارے ایک عزیز جن کا نام الماس ہے کئی برسوں سے آئر لینڈ میں مقیم ہیں۔وہ اپنی بیوی اور بچوں کو آئر لینڈ بلانا چاہتے تھے۔اسی سلسلہ میں انہوں نے کئی بار کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔ان کی مسز نے مجھے تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ایک دن میں نے مراقبہ کیا تو

بشارت ملی کہ بفضلِ تعالیٰ سب کے ویزے لگ جائیں گے۔ میں نے انہیں آگاہ کر دیا اور ویزوں کے لیے درخواست دینے کو کہا۔ انہوں نے حسبِ ہدایت درخواست دے دی۔ بفضلِ تعالیٰ وہ کل چھ افراد تھے، سب کے ویزے لگ گئے۔ وہ کئی سال سے آئرلینڈ میں مقیم ہیں۔

بندہ عاجز کے والدِ محترم حاجی محمد یٰسین مرحوم رحمۃ اللہ علیہ سعودی عرب جانا چاہتے تھے مگر ویزہ نہیں مل رہا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ چشتیہ سلسلہ کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ میں نے ان سے اپنے والدِ محترم کے ویزہ کا مسئلہ عرض کیا۔ انہوں نے کچھ کاغذات پر مہر لگا دی اور کہا کہ ان شاءاللہ ویزہ لگ گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ چند روز بعد ان کے ویزہ کے کاغذات موصول ہو گئے اور وہ سعودی عرب چلے گئے۔

ایک عزیز مجاہد مقبول ملائشیا جانا چاہتا تھا۔ میں نے اسے کئی بار منع کیا اور سمجھایا کہ مجھے بیرونِ ملک تمہارا مستقبل روشن نظر نہیں آتا۔ وہاں جا کر کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ بضد رہا۔ اس کا ملائشیا کا ویزہ لگ گیا۔ وہاں کسی خاتون سے شادی ہوگئی۔ وہاں اسے مناسب روزگار حاصل نہ ہو سکا۔ کئی سال وہاں رہا۔ اس کے ہاں پانچ بچے ہوئے۔ قریباً سات آٹھ برس بعد پاکستان واپس آیا تو اس کے ویزہ کی مدت ختم ہوگئی۔ قریباً چودہ برس ہو گئے وہ پاکستان میں موجود ہے۔ اس کی بیوی بچے اُسے بھلا چکے ہیں۔ آج کل وہ بہت کسمپرسی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

علی ہسپتال نزد لاری اڈہ کے ایم ایس ڈاکٹر نثار احمد (ایم بی ایس) 1983ء کے قریب میرے پاس آئے اور پوچھا کہ اُن کی شادی کب ہوگی؟ میں نے بتایا کہ میرے قیاس و اندازہ کے مطابق ابھی آپ کی شادی کا امکان نہیں ہے۔ (واللہ اعلم ورسول کریم ﷺ اعلم)۔ کئی سال بعد دوبارہ ملاقات ہوئی تو انہوں نے پھر سے اپنی شادی کے بارے میں پوچھا۔ میں نے اندازے سے کہا کہ میرے خیال میں آپ کی شادی اب ہو جانی چاہیے۔ انہوں نے میرے اندازہ کی تصدیق کی اور بتایا کہ چند روز بعد ان کی شادی ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ 1983ء میں جب آپ نے بتایا تھا کہ ابھی میری شادی کا وقت نہیں آیا، تب چند روز بعد انگلینڈ میں میری شادی کا پروگرام طے ہو چکا تھا۔ میں حسبِ پروگرام انگلینڈ پہنچا مگر شادی نہ ہو سکی اور میں ویسے ہی واپس آ گیا۔ درج ذیل کتاب تحریر کرنے سے قریباً چار پانچ سال پہلے ڈاکٹر نثار پھر کسی معاملہ میں مشاورت کے لیے آئے تھے۔ حسبِ سابق، اس وقت بھی میری کہی گئی باتیں، بفضل تعالیٰ درست ثابت ہوئیں۔

1983ء کی ہی بات ہے۔ ہمارے گھر بابا مالی کا بیٹا دودھ دینے آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری کتنی شادیاں ہو چکی ہیں؟ اس نے بتایا کہ تین شادیاں ہو چکی ہیں۔ یہ اس کی تیسری شادی ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ شادی بھی کامیاب ثابت نہیں ہوگی۔ اس نے گھر جا کر اپنے والد کو تمام بات بتا دی۔ بابا مالی اُسی وقت ہمارے گھر آ گیا اور میرے والدِ محترم سے شکایت کر دی کہ آپ کے بیٹے نے اس طرح سے کہا ہے۔ میں نے بڑی مشکل سے اس کی تیسری شادی کی ہے۔ آپ کے بیٹے کی یہ بات سن کر میں بہت پریشان ہوں۔ میرے والد یہ بات سن کر بہت ناراض ہوئے اور مجھے ڈانٹ پڑی۔ افسوس کہ چند روز بعد بابا مالی کی تیسری بہو بھی زیورات وغیرہ لے کر بھاگ گئی۔

ایک بار دو بہنیں میرے آفس میں بسلسلہ تعلیم داخلہ لینے کے لیے آئیں۔ ان میں سے ایک لڑکی کی کلائی پر زخم کا نشان تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس قسم کا نشان ہے؟ اس کی بہن نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے اس نے بلیڈ سے اپنی اس کلائی کی رگ کاٹ کر خودکشی کی کوشش کی تھی۔ یہ اس زخم کا نشان ہے۔ میں نے تمام ماجرا سُن کر اسے تسلی دی۔ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسہ کرنے کی تلقین کی اور بتایا کہ بفضل تعالیٰ بہت جلد اس کی شادی ہو جائے گی اور اس کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ اس کی بہن کو بتایا کہ اس کی شادی کئی سال بعد ہوگی۔ اس کی بہن نے کہا کہ کچھ عرصہ بعد میری شادی ہو رہی ہے۔ ابھی کہیں بھی اس کی شادی طے نہیں ہوئی ہے۔ خدا کی قدرت کہ جس کی شادی کا پروگرام طے ہو چکا تھا اس کی شادی کئی سال بعد ہوئی جبکہ جس کی شادی ہوتی نظر نہیں آتی تھی اس کی شادی تھوڑے ہی عرصے میں ہوگئی۔

عزیزانِ من! روحانی علم کی بدولت بندہ عاجز کو کئی بار نہایت مشکلات و مصائب کے شکار افراد کی مدد و رہنمائی کرنے کا موقع ملا اور بفضلِ تعالیٰ انہیں محفوظ و مامون پا کر قلبی اطمینان اور روحانی مسرت نصیب ہوئی۔

محمد نعیم منصور آباد میں ڈائیگنا سٹک سنٹر چلا رہے ہیں۔ وہ عرصہ تقریباً بیس سال سے بندہ عاجز سے مشاورت کر کے اپنے معاملاتِ

زندگی چلا رہے ہیں۔ بندہ کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ خود سے رابطہ کرنے والے احباب کی قرآن وسنت کے مطابق رہنمائی کرتا رہے۔اس کوشش میں بفضل تعالیٰ بندہ عاجز کو ہمیشہ کامیابی عطا ہوئی۔نعیم صاحب اپنی بیوی کے کردار کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار تھے۔ میں نے انہیں مطمئن کرنے کی بہت کوشش کی مگر مجھے کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔

نعیم صاحب برسوں سے مجھ سے مشاورت کر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ میری کہی باتیں اور میرے اندازے درست ثابت ہوئے۔اپنی بیوی کے کردار کے معاملہ میں وہ میری رائے سے متفق نہ تھے۔ایک دن مجھے عجب بات سوجھی میں نے کہا نعیم صاحب ایک دو روز میں آپ کے گھر آؤں گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان شاء اللہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے گا۔مقررہ دن اور وقت پر میں ان کے گھر پہنچا۔ان کی بیوی، دونوں بیٹوں اور بیٹی کو بھی بلا لیا۔نعیم بھائی سے کہا کہ اپنے ہاتھ کھول کر میز پر رکھ دیں۔انہیں ان کے ہاتھوں کی بناوٹ (ساخت) سمجھائی۔ہاتھ کی لکیروں (خطِ زندگی، خطِ قلب، خطِ ذہن، خطِ تقدیر وغیرہ) کے بارے میں ضروری باتیں اور ان کی ابتداء واختتام کے لحاظ سے ان کی پہچان کرائی۔خدا کی قدرت کے نعیم بھائی کے بچوں کے ہاتھوں کی ساخت اور لکیروں کی بناوٹ بھی ان کے ہاتھوں کی ساخت اور لکیروں کی بناوٹ سے بہت مشابہہ تھی۔جب انہیں یہ بات سمجھ آ گئی تو میں نے کہا نعیم صاحب اگر ان تینوں بچوں کے ہاتھوں کی بناوٹ اور ان کے ہاتھوں کی لکیریں آپ کے ہاتھوں جیسی ہیں تو یہ تینوں آپ ہی کے بچے ہیں۔الحمدللہ! نعیم صاحب کو یہ بات سمجھ آ گئی اور بفضلِ تعالیٰ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو گیا۔

نعیم بھائی کی اولاد کے نسب کا معاملہ کئی برس قبل پیش آیا تھا۔اس ضمن میں چند ماہ قبل مجھے مسلم شریف کی حدیث مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔اس حدیث کے نفسِ مضمون سے مجھے اپنے طریقہ کار پر اطمینان حاصل ہوا۔شرح صحیح مسلم، کتاب الرضاع کے باب نمبر 464 (بچہ کے نسب کے ثبوت میں قیافہ شناسی کا اعتبار) میں ایک ہی مضمون کی پانچ احادیث (حدیث نمبر 3512 تا حدیث نمبر 3515) درج ہیں۔ان میں سے ایک حدیث مطالعہ فرمائیں۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔درآں حالیکہ خوشی سے آپ کا چہرہ انور دمک رہا تھا، آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم! کہ ایک قیافہ شناس نے ابھی ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قدموں کو دیکھ کر بتلایا ہے کہ ان میں سے ایک قدم دوسرے قدم کا جز ہے۔'' (شرح مسلم، ص948)

اس حدیث کی شرح میں علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مُسلم میں سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔آپ لکھتے ہیں:

علامہ دشتانی مالکی لکھتے ہیں کہ علامہ مازری فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا سخت کالا رنگ تھا اور ان کے والد کا رنگ دھنکی ہوئی روئی سے زیادہ سفید تھا۔اس وجہ سے مشرکین عرب ان کے نسب پر طعن کرتے تھے اور نسب کی شناخت کے معاملہ میں زمانہ جاہلیت کے عرب قیافہ شناس کے قول کو بہت اہمیت دیتے تھے۔اس وجہ سے جب مجزز مدلجی (قیافہ شناس) نے حضرت اسامہ اور حضرت زید کے قدموں کو دیکھ کر ان کے نسب کی تصدیق کر دی کہ حضرت اسامہ، زید ہی کے بیٹے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو اس سبب سے خوشی ہوئی کہ اہلِ عرب کے اپنے معیار کے اعتبار سے حضرت اسامہ کا نسب ثابت ہو گیا اور اب کسی عرب کے لیے حضرت اسامہ کے نسب میں طعن کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔

**قیافہ شناسی کے اعتبار میں مذاہب:** -علامہ نووی لکھتے ہیں: قیافہ شناس کے قول کو قبول کرنے میں فقہا کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب قیافہ شناس کے قول کا اعتبار نہیں کرتے، امام شافعی اور جمہور علماء قیافہ شناس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں، امام مالک لونڈیوں کے حق میں قیافہ شناس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں اور آزاد کے حق میں نہیں کرتے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ آزاد اور غلام دونوں میں قیافہ شناس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں۔امام شافعی کی دلیل مجزز کی حدیث ہے۔کیونکہ نبی ﷺ اس بات سے خوش ہوئے کہ امت میں ایسے لوگ ہیں جو اشتباہ نسب کے وقت نسب کو متمیز کر دیتے ہیں اور اگر قیافہ شناسی باطل ہوتی تو آپ کو اس کے حصول پر خوشی نہ ہوتی۔

**قیافہ شناسی' فال نکالنے اور نجومیوں کے کاروبار میں فقہاء احناف کا موقف اور ان کے دلائل:** -علامہ عینی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ قیافہ شناسی کا بالکل اعتبار نہیں کرتے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولا تقف ما ليس لك به علم (اسراء:٣٦)''اور اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے'' اور اس حدیث میں قیافہ کے اعتبار کرنے کا شرعی حکم نہیں ہے کیونکہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت زید بن حارثہ سے نسب بغیر کسی تردّد کے ثابت تھا اور نبی کریم ﷺ ان کے نسب کے ثبوت کے سلسلے میں کسی کے قول

کے محتاج نہیں تھے۔البتہ نبی ﷺ کو مُجزّ ز کی اصابت رائے سے تعجب اور خوشی ہوئی جیسے کسی شخص کو اس بات پر تعجب ہو کہ کوئی شخص محض اپنے گمان سے کسی چیز کی حقیقت تک پہنچ جائے اور اس کا رد نبی ﷺ نے اس لیے نہیں کیا کہ صرف اس کے کہنے کی وجہ سے حضرت اُسامہ کا نسب ثابت نہیں ہوا تھا بلکہ پہلے ہی ثابت تھا۔

اس کے بعد علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رسول ﷺ کا خوش ہونا محض اس وجہ سے تھا کہ کفار پر حجت قائم ہو جائے، کیونکہ قیافہ شناسی سے نسب کا متمیز ہونا کفر کے قواعد میں سے تھا، یہ اسلام کا کوئی قاعدہ نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ اسلام میں چاند کا حکم رویت ہلال یا شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔علم فلکیات کے قواعد سے ثابت نہیں ہوتا لیکن اگر رویت ہلال کمیٹی کا چیئرمین کسی دن رویت ہلال کا اعلان کرے اور علم فلکیات کے حساب سے بھی وہی تاریخ ہو تو اس سے مسلمان خوش ہوں گے لیکن اس خوشی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ علم فلکیات کے حساب کو علماء نے حجت شرعی مان لیا ہے، اور قیافہ عدم جواز کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت کافی ہے: ولا تقف ما ليس لك به علم (اسراء: ٣٦) "جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑو۔" اس آیت سے معلوم ہو گیا کہ فال نکالنے والوں اور نجومیوں کا کاروبار حرام ہے اور ان سے مستقبل کا حال دریافت کر کے اجرت دینا بھی حرام ہے۔

علامہ سرحسی حنفی لکھتے ہیں کہ قیافہ شناس کے قول کے بطلان پر ہماری دلیل یہ ہے کہ جب خاوند اور بیوی میں بچے کے نسب کا جھگڑا ہو، بیوی یہ کہے کہ میں نے کوئی بدکاری نہیں کی یہ تمہارا بیٹا ہے اور خاوند اس نسب کا انکار کرے اور اس پر بدکاری کی تہمت لگائے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان لعان کو مشروع کیا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ قیافہ شناس کے پاس جا کر پوچھو وہ باپ اور متنازعہ بیٹے کو دیکھ کر بتادے گا کہ یہ لڑکا شوہر کا بیٹا ہے نہیں، اگر قیافہ شناس کا قول شرعاً حجت اور معتبر ہوتا تو لعان کرنے کی بجائے قیافہ شناس کے پاس جانے کا حکم دیا جاتا۔ قیافہ شناس کا قول اس لیے بھی باطل ہے کہ وہ غیب کی بات کو اپنے قیافہ یا اٹکل پچو سے بیان کرتا ہے اور اس علم کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ويعلم مافي الارحام۔ اور قیافہ شناس مافی الارحام کے علم کا دعویٰ بغیر کسی برہان اور دلیل کے کر رہا ہے اور محض اٹکل پچو سے یا تو وہ نسب کی نفی کر کے پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت لگائے گا اور یا اولاد کی نسبت غیر آباء کی طرف کرے گا اور محض چہروں کا ایک دوسرے سے مشابہ ہونا قیافہ شناسی کے لیے کافی نہیں ہے کبھی بچہ کی مشابہت باپ کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی دادا، پردادا بلکہ اس سے بھی دور کے رشتہ دار سے ہوتی ہے۔

اس لیے اللہ عزوجل کے سوا کوئی شخص نہیں جانتا کہ کون کس کا بیٹا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مافی الارحام کے علم میں کچھ علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ جب آپ سے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی نے پوچھا: من ابى يا رسول الله؟ یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ابوك حذافة "تمہارا باپ حذافہ ہی ہے۔ (لوگ ان کے نسب میں طعن کرتے تھے) ایک اور شخص کھڑا ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے فرمایا؟ ابوك سالم مولى شيبه تمہارا باپ سالم ہے جو شیبہ کا غلام ہے۔

ہم نے جو لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مافی الارحام کا کچھ علم عطا فرمایا ہے آپ کا یہ علم اللہ تعالیٰ کے لامحدود علم کے سامنے ایسا بھی نہیں ہے جیسے سمندر کے سامنے ایک قطرہ ہو اور تمام مخلوق کا علم آپ کے سامنے ایسا ہے جیسے سمندر کے سامنے ایک قطرہ ہو۔ (شرح صحیح مسلم، ص 950 تا 951)

مندرجہ بالا علمی بحث سے واضح ہے کہ علمِ قیافہ کے معتبر ہونے کے مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب قیافہ شناس کے قول کا اعتبار نہیں کرتے، امام شافعی اور جمہور علماء قیافہ شناس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں، امام مالک لونڈیوں کے حق میں قیافہ شناس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں اور آزاد کے حق میں نہیں کرتے اور امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ آزاد اور غلام دونوں میں قیافہ شناس کے قول کا اعتبار کرتے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ شرعی امور میں سب سے پہلے شرعی ثبوت تلاش کیا جائے گا اور شرع کے مطابق ان امور کا فیصلہ کیا جائے گا۔ تاہم، دین اسلام میں روایت کے ساتھ درایت کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔کوئی زمانہ تھا کہ محض اندازے سے حاصل ہونے والے علم کو، علمِ قیافہ تصور کیا جاتا تھا۔ سائنسی ترقی کی بدولت علمِ قیافہ کو مشاہدہ اور تجربہ کی کسوٹی پر پرکھا گیا اور مختلف مستند علوم وجود میں آ گئے۔ آج کل نسب کے تعین کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ کو معتبر سمجھا جاتا ہے۔خفیہ کیمروں اور آلات کی مدد سے مجرم کا سراغ لگانے اور اسے پکڑنے میں

مدد لی جاتی ہے۔آج کل مختلف پر سرار علوم کو بھی مشاہدہ اور تجربہ کی کسوٹی پر پرکھ کران علوم کے قابلِ اعتبار پہلو تلاش کیے جارہے ہیں۔ علمائے کرام کو چاہیے کے عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق پراسرار روحانی، مشاہداتی و تجرباتی علوم سے استفادہ کرنے کے شرعی اصول واضح فرمائیں اوراس سلسلہ میں جدید سائنسی علوم اور سائنسی ایجادات کے سلسلہ میں علما کے اس منفی ردِعمل کو بھی پیشِ نظر رکھیں جو بعد میں مثبت طرزِ اختیار کر گیا۔

مذکورہ بالا بحث میں مختلف پراسرار اور روحانی علوم (علم نجوم،علم جفر،علم الاعداد، پامسٹری وغیرہ) کو علم قیافہ قیاس کرتے ہوئے ان علوم اوران علوم کے ماہرین کے ان علوم سے کمائے گئے رزق کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

عزیزانِ من! بندہ عاجز کے مطالعہ وتحقیق کے مطابق دین اسلام میں مشاہداتی وتجرباتی علوم کی قدر و قیمت اور ضرورت و اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے مختلف روحانی علوم صدیوں کے مشاہدات و تجربات پر مبنی ہیں۔ان علوم تک درست رسائی رکھنے والے ماہرین کی اکثر آراء درست ہیں۔اگر دین اسلام کے مطابق بنیادی عقائد اور اعمالِ صالحہ پر مبنی ضابطہ حیات کی پابندی کرتے ہوئے ان علوم کا مشاہداتی و تجرباتی مطالعہ کیا جائے تو حروف و اعداد اور نجوم (ستاروں) سے متعلقہ بہت سے اسرار منکشف ہوتے ہیں۔جس طرح مختلف پھل،سبزیاں، نباتات اور جڑی بوٹیاں اپنی تاثیر کے لحاظ سے کئی طرح کے اثرات مرتب کرتی ہیں اسی طرح مشیتِ ایزدی کے تحت مختلف حروف،اعداد اور اجرامِ فلکی تاثیر کے حامل ہیں۔ان میں یہ تاثیر ذاتِ باری تعالیٰ نے رکھی ہے۔یہ ازخود تاثیر کے حامل نہیں ہیں۔

بعض محققین کی رائے ہے کہ تمام پراسرار، روحانی علوم کسی نہ کسی شکل میں معاملات و مسائل زندگی سلجھانے میں بالواسطہ یا بلا واسطہ طور پر معاون ثابت ہوتے ہیں۔مثلاً

1۔ فنگر پرنٹس اور انگوٹھے کے نشانات سے مختلف شخصیات کی شناخت کی جاتی ہے۔ان کی مدد سے اصل مجرموں تک رسائی حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔جدید سائنسی،ترقی یافتہ دور میں بایومیٹرک تصدیق کا نظام بہت ترقی کر گیا ہے۔

2۔ چہرے کی بناوٹ، چلنے کے انداز اور ہاتھوں کی بناوٹ سے کسی انسان کی شخصیت اور کردار کے بارے میں کافی حد تک درست معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔انسانی مشاہدات و تجربات پر مبنی علم، ہومیوپیتھی میں مریض کی شخصیت کا جائزہ لے کر اور دو چار سوالات پوچھ کر اس کے مزاج کا تعین کیا جاتا ہے اور اس سے اس کی ذہنی و نفسیاتی کیفیات کے بارے میں کافی زیادہ معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ہومیوپیتھی کے ٹیچرز اور سٹوڈنٹس اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگنیشیا، کالی سلف، نیٹرم میور، وغیرہ کے مریض کے تعین کے بعد ان کی مخصوص ریمیڈی (دوا) کے حوالے سے ان کی ذہنی ونفسیاتی کیفیات آسان سے علم میں آجاتی ہیں۔ایک ماہر ہومیو پیتھ مریض سے پوچھے بغیر جب اس کی ذہنی ونفسیاتی اور جسمانی کیفیات بیان کرتا ہے تو وہ ایک غیب دان یا ماہرِ علومِ روحانی دکھائی دیتا ہے جبکہ درحقیقت وہ مشاہداتی و تجرباتی علم کی بدولت ان باتوں سے آگاہ ہوتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مختلف مشاہداتی وتجرباتی علوم اور پراسرار روحانی علوم کی بنا پر کی جانے والے پیشین گوئیوں کو غیب دانی کا دعویٰ تصور نہ کیا جائے اور دیگر انسانی علوم کی طرح پراسرار روحانی علوم (علم نجوم، پامسٹری،علم الاعداد،علم الحروف،علم رمل،چہرہ شناسی وغیرہ) کو بھی غیر الہامی، مشاہداتی و تجرباتی علوم تصور کرتے ہوئے اس حیثیت سے ان کا مطالعہ کیا جائے اوران علوم سے وابستہ غیر اسلامی افکار وتصورات اور نظریات کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر دین اسلام کی رو سے ان علوم کا مشاہداتی و تجرباتی مطالعہ جائز قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس ضمن میں صحیح رہنمائی مجتہدین کرام سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔